صوبائی کونسل پنجاب

مباحثات

---

23 اگست 1981ء

(22 ۔ شوال 1401ھ)

جلد 3 ۔ شمارہ 2

سرکاری رپورٹ

صوبائی کونسل

مندرجات

(اتوار ۔ 23 اگست 1981ء)

صفحہ

تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ	227
وقفہ برائے سوالات و جوابات	228
اجلاس کے پروگرام میں تبدیلی	318

یوتھ پرنٹرز ۔ لاہور

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا تیسرا اجلاس

الوار ـ 23 اگست 1981 ء

(یک شنبہ ، 22 شوال 1401ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8-30 بجے صبح منعقد ہوا جناب گورنر لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان کرسئی صدارت پر متمکن ہوئے۔

اناؤنسر ـ جناب گورنر تشریف لا چکے ہیں ان کی اجازت سے آج کے اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع کی جاتی ہے ـ میں قاری علی حسین صدیقی سے درخواست کرتا ہوں کہ تلاوت کلام پاک فرمائیں ـ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُہَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ ۚ اِنۡ یَّکُنۡ غَنِیًّا اَوۡ فَقِیۡرًا فَاللّٰہُ اَوۡلٰی بِہِمَا ۟ فَلَا تَتَّبِعُوا الۡہَوٰۤی اَنۡ تَعۡدِلُوۡا ۚ وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ۝

وَہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰىکُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ ۫ۖ وَاِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ۝ (س نسآء آیت ۱۳۵ س انعام آیت ۱۶۵ س نحل آیت ۹۰)

اے ایمان والو! اللہ کے واسطے حق بات کی سچی گواہی دینے کے لیے انصاف پر قائم رہو۔ خواہ وہ تمہارے اپنے ، اپنے ماں باپ کے یا رشتے داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اگر کوئی مالدار ہے تو یا فقیر اللہ ان دونوں کا خیر خواہ ہے پس تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر کہیں عدل و انصاف کو نہ چھوڑ دینا۔ اور اگر تم گول مول بات کروگے یا حق بات کہنے سے پہلو تہی کروگے تو اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

اور وہی (اللہ) ہی تو ہے جس نے اس سرزمین دنیا پر تم کو اپنا نائب و خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے بعض پر درجے بلند کیے تاکہ جو کچھ اس نے تم کو عطا کیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بلاشبہ تمہارا پروردگار جلد سزا دینے والا اور بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔

بلاشبہ اللہ حکم دیتا ہے انصاف کرنے اور احسان کرنے اور قریبی رشتہ داروں کی مالی مدد کرنے کا اور منع کرتا ہے فحش کاموں سے ، متعلق برائیوں سے اور سرکشی و بغاوت سے وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ وما علینا الا البلاغ

(وقفہ برائے سوالات و جوابات)

اراکین کے سوالات اور وزراء/ معتمدین کی طرف سے اُن کے جوابات

الاؤنسر ۔ تلاوت کلام پاک کے بعد اب سوالات و جوابات کا وقفہ شروع ہوتا ہے ۔ جس کے لیے ایک گھنٹہ اور پچاس منٹ کا وقت مقرر کیا گیا ہے ۔ آج جن محکموں کے بارے میں سوالات و جوابات ہوں گے ان کے نام یہ ہیں ۔ اطلاعات ۔ آبپاشی ۔ واپڈا ۔ امور داخلہ ۔ بلدیات و دیہی ترقی ۔ تعلیم ۔ ٹرانسپورٹ ۔ زراعت ۔ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اور صحت ۔ وزراء کرام یا ان کے معتمدین سوالات کا جواب دیں گے ۔ شکریہ ۔

سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے اشتہارات کی تقسیم

سوال نمبر 15 جناب رشید صدیقی صاحب ۔ (صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ ۔ لاہور) ۔ کیا سیکرٹری اطلاعات از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے اشتہارات کی تقسیم کار ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز (ڈی پی آر) پنجاب کے سپرد ہے اگر یہ درست ہے تو 1978 ۔ 1979 اور 1980 میں جن ذرائع ابلاغ کو اشتہارات دیئے گئے ان کے نام کیا ہیں ۔ اخبارات و جرائد کی صورت میں ان کی اشاعت کیا ہے ان کی سرکولیشن کیا ہے اور ہر سال ان کو کل کتنی مالیت کے اشتہارات فراہم کئے گئے ۔ مزید برآں اشتہارات کی تقسیم کن بنیادوں پر طے کی جاتی ہے ۔

سیکرٹری اطلاعات ۔ (جناب جاوید احمد قریشی) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے اشتہارات کی تقسیم ڈائریکٹر محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے سپرد ہے ۔ لیکن جہاں تک اخبارات و جرائد کی اشاعت کا تعلق ہے اس ضمن میں واضح ہو کہ

اخبارات و جرائد کی اشاعت کی جانچ پڑتال کا کام مرکزی حکومت کی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کے سپرد ہے۔ سرکاری و نیم سرکاری اشتہارات کی تقسیم اخبارات و جرائد کی اشاعت ان کے معیار اور ان کے علاقائی دائرہ اثر کی بنیادوں پر کی جاتی ہے۔ اشتہارات کی مالیت میں ہر سال فرق پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس بات کا دارو مدار اشتہارات کی تعداد پر ہے جس میں ماہ بہ ماہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

جناب صدر بظاہر تو یہ ایک سوال ہے لیکن اس میں کئی سوال اکھٹے کئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کا جواب دینا ممکن ہے اور کچھ کا جواب پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ حکومت کی پالیسی کے منافی ہوگا۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کیا اشتہارات کی تقسیم پنجاب میں ڈائریکٹر پبلیکیشن کے ذریعے عمل میں آتی ہے تو جواب اس کا اثبات میں ہے۔ جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ جی ایسا ہی ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ 1978ء، 1979ء اور 1980ء میں جن ذرائع ابلاغ کو اشتہارات تقسیم کئے گئے ان کے نام کیا ہیں تو اس کا جواب اس وقت یہاں نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہ ہماری ایک ٹرسٹ کی سی relationship ہے۔ ہمارا اور اخبارات کا اس قسم کا تعلق ہے جیسے بنکوں اور ان کے clients کا ہوتا ہے اور کسی بنک کو یہ اطلاع فراہم کرنے پر مجبور کرنا نا انصافی ہوگی کہ کسی اکاؤنٹ ہولڈر کے کیا تعلقات ان کے ساتھ ہیں۔ لہذا اس سوال کا جواب دینے سے میں معذرت چاہوں گا۔

تیسرے یہ کہ اخبارات و جرائد کی اشاعت اور سرکولیشن کیا ہے تو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا ایک ادارہ ہے جو ماہوار پرچے نکالتے ہیں ان کے پاس ان کے جملہ اعداد و شمار ہوتے ہیں۔ جو جرائد ہیں ان کا یہ کام وفاقی حکومت کا ادارہ اے۔ بی۔ سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن انجام

دیتا ہے ۔ یہ اطلاع ان کے پاس ہوتی ہے ۔ صوبائی حکومت کے پاس یہ اطلاع اس شکل میں موجود نہیں ہوتی جس شکل میں وفاقی حکومت کے پاس ہوتی ہے ۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کس پرچے کو کتنی مالیت کے اشتہارات دیئے گئے ہیں اور اشاعت کی تقسیم کن بنیادوں پر کی جاتی ہے تو اشاعت کی تقسیم کی بنیاد کے بارہ میں عرض ہے کہ یہ مرکزی حکومت کی ایک طے شدہ پالیسی ہے جس کے تحت اشتہار کی تقسیم اس بنیاد پر ہوتی ہے کہ کس اخبار کی سرکولیشن کتنی ہے ۔ اس کا حلقہ اثر کتنا وسیع ہے اور وہ کن علاقوں میں اثر انداز ہو سکتا ہے ۔ اس بنیاد پر اشتہارات کی تقسیم گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اس کا تعلق کسی پرچے ، کسی جریدے یا کسی رسالے کی ماہوار سرکولیشن سے ہے جو بذات خود گھٹتی بڑھتی رہتی ہے ۔ ایک اور سبب جو اشتہارات میں کمی بیشی کا موجب ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ سال کے مختلف حصوں میں وہ محکمے جو اشتہارات تقسیم کرنا چاہتے ہیں ان کے اپنے مالی وسائل میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ۔ ان کی ضرورت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اسی کے پیش نظر اشتہارات کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ۔

جہاں تک اشتہارات کے نرخوں کا تعلق ہے اس کا دارو مدار بھی اس بات پر ہوتا ہے کہ کس پرچے کی سرکولیشن کتنی ہے ۔ اس سلسلے میں میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ اس سرکولیشن کا حساب کتاب وفاقی حکومت کے پاس ہوتا ہے صوبائی حکومت کے پاس ایسا کوئی حساب کتاب نہیں ہوتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ رشید صدیقی صاحب کے سوال میں جو چار پانچ پہلو ہیں ان کے جواب میں نے دے دیئے ہیں ۔ اگر کوئی اور صاحب اس محکمہ کے متعلق سوال کرنا چاہیں تو میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں ۔

ضمنی سوالات

مسٹر رشید صدیقی (صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ ۔ لاہور) ۔ جناب چیئرمین صاحب میں سیکرٹری اطلاعات سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ

اے ۔ بی ۔ سی جو کچھ مرکز میں کرتا ہے ، کیا اس کی اطلاعات آپ کو فراہم نہیں کی جاتیں ۔ انہوں نے بتایا ہے کہ وہ اس ایوان میں یہ بات نہیں بتا سکتے ۔ وہ بات آپ کہاں بتا سکتے ہیں ۔ وہ کون سا پبلک Interest ہے جس کے تحت آپ نہیں بتانا چاہتے ۔ یہ لسٹ شائع ہوتی ہے ایک جگہ پر نہیں بلکہ تمام ملک میں ہوتی ہے اور اسی کی بنیاد پر آپ اشتہارات دیتے ہیں ۔

دوسری بات آپ نے یہ کہی ہے کہ اشتہارات جو ماہ بہ ماہ ہوتے ہیں ان میں فرق ہوتا ہے ۔ میں نے آپ سے ماہ بہ ماہ تفصیل نہیں پوچھی ۔ میں نے آپ سے 1978/1979 اور 1980 میں جو اشتہارات دیئے گئے ہیں ان کی تفصیل مانگی ہے ۔ 1980 کو ختم ہوئے بھی آج ساڑھے آٹھ ماہ ہو چکے ہیں ۔

سیکرٹری اطلاعات ۔ جہاں تک اے ۔ بی ۔ سی کی سرکولیشن لسٹ کا تعلق ہے معزز رکن اس مسئلہ کو مجھ سے بہت زیادہ سمجھتے ہیں ۔ بہر کیف میں عرض کرتا ہوں کہ یہ فہرست وفاقی حکومت مرتب کرتی ہے اور ہمارے استفسار پر وقتاً فوقتاً ہمیں فراہم کر دی جاتی ہے لیکن اس کی درستگی ، اس کی صحت کی ذمہ داری ، کسی طریقہ پر بھی صوبائی حکومت پر عائد نہیں ہوتی ۔ اس کی ذمہ داری کلیتاً وفاقی حکومت پر آتی ہے ۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کس اخبار کو کتنے اشتہار دیئے گئے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اخلاقی طور پر نا مناسب ہوگا اس سے مختلف اخباروں میں شکوک و شبہات پیدا ہوں گے ۔ اختلاف رائے ہوگی بلکہ میں سمجھتا ہوں بعد کی سی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے جس سے کوئی خیر کا پہلو نہیں نکلتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا جواب دینا پبلک پالیسی کے منافی ہوگا ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ جناب چیئرمین یہ مسئلہ کہ اخبارات کو جو اشتہارات

دیئے گئے ہیں اس سے کوئی اختلافی مسئلہ پیدا ہوگا میں اس سے متفق نہیں ہوں ۔ آپ اس کا فیصلہ فرمائیں ۔ مسئلہ صرف یہ ہے اور سوال کرنے کا مقصد میرا یہ ہے کہ آپ نے جو اشتہارات صوبہ میں گزشتہ تین سالوں میں تقسیم کئے ہیں اس سے پورے صوبہ کے اخبارات میں بے چینی رہی ہے ۔ متعدد لوگ آپ سے شکایات کرتے رہے ہیں ۔ اور یہ الزام عائد کیا جاتا رہا کہ پسند کے اخبارات کو آپ اشتہارات دے رہے ہیں ۔ جو لوگ آپ کو پسند نہیں ہیں ان کو اشتہارات نہیں ملتے ۔ اس میں پالیسی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ آپ ڈمی اخبارات کو اشتہارات دیتے ہیں ۔ آپ سرکولیشن کی بنیاد پر اشتہارات نہیں دیتے ہیں اس وجہ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے ۔ آپ اس ایوان کو اعتماد میں لیں ۔

جناب والا ! آپ نے جن اخبارات کو اشتہارات دیئے تھے ان کی سرکولیشن کیا ہے ۔ دوسرے معاملات میں زیر بحث نہیں لانا چاہتا ۔ آپ یہ بتائیں کہ اشتہارات پسند یا نا پسند کی بنیاد پر نہیں دیئے اس سوال کا مقصد صرف یہ ہے کہ ایوان کو آپ بتائیں کہ آپ نے تین سالوں میں جو اشتہارات تقسیم کئے وہ منصفانہ بنیادوں پر تھے ۔ اس میں ذاتی پسند نا پسند کا کوئی تعلق نہیں تھا اور ان اخبارات کو اشتہارات دیئے جو واقعی چھپتے تھے ۔ ان کی اشاعت اور ان کا حلقہ اثر جیسا کہ آپ نے اپنی پالیسی میں بتایا ہے واقعی موجود ہے ۔

سیکرٹری اطلاعات ۔ صدر محترم کی اجازت سے میں صرف یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ اشتہارات کی تقسیم اسی پالیسی اور حکمت عملی کے تحت عمل میں آئی جس کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے ۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اس قسم کے واقعات معزز رکن کے علم میں ہوں وہ ذرا ان کی نشاندھی کریں تاکہ ان کا جواب دیا جاسکے ورنہ جیسا کہ میں نے عرض کی ہے یہ تمام بحث غالباً پبلک پالیسی کے منافی ہوگی ۔ محکمہ اطلاعات کی ہر ممکن کوشش یہ رہی ہے کہ ذاتی پسند، ناپسند سے بالا تر رہ کر اس پالیسی کے تحت جس کا تعین وفاق

حکومت نے کر رکھا ہے اور جس کو صوبائی حکومت نے اپنا رکھا ہے اشتہارات کی تقسیم عمل میں آئے۔

مسٹر جاوید اقبال رانا (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر)۔ میں سیکرٹری اطلاعات سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ ابھی چند روز ہوئے ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ موجودہ بلدیاتی نظام کے تحت نئے بلدیاتی الیکشن کرائے جا رہے ہیں۔ کیا آپ نے اس خبر کا نوٹس لیا ہے یا اس کی کوئی تردید کی ہے جب کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے ؟

اس کے علاوہ عرض کروں گا کہ کچھ اخبارات نے اس نظام کے خلاف ایسے اداریے تحریر کئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نخواستہ یہ نظام پاکستان میں صحیح طور پر نہیں چل رہا۔ اس بارے میں آپ نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ کوئی اس کی وضاحت نہیں کی کیونکہ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس میں کچھ عوام کے لوگ بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ جناب چیئرمین صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ کونسلروں میں سے بھی کچھ ہوں گے جو چاہتے ہیں کہ یہ نظام خدانخواستہ ناکام ہو یا کچھ افسران ممکن ہے یہ چاہتے ہوں کہ یہ نظام فیل ہونا چاہئے کیونکہ شاید ان کے خیال میں ان کے اختیارات سلب ہوئے ہیں کیونکہ ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ کا ایک مہم کی شکل میں یہ سلسلہ جاری ہے اس سلسلے میں جو خبریں ہوتی ہیں آپ ان کی چھان بین کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا یہ خبر حقیقت پر مبنی ہے پھر اس کی تردید شائع ہوتی ہے۔

جناب گورنر۔ قینچی تو ان کے ہاتھ میں ہے۔

مسٹر جاوید اقبال رانا (بہاولنگر)۔ جی ہاں۔

جناب گورنر۔ خبریں تو نکلتی ہی رہتی ہیں۔ ایسی نوٹس کی اس میں کیا بات ہے ؟

مسٹر جاوید اقبال رانا۔ اگر کوئی غلط خبر نکلتی ہے تو اس کی کوئی وضاحت آنی چاہیے۔

جناب گورنر - کوئی ہاں کہتا ہے ، کوئی نہ کہتا ہے - وہ تو ہوتا رہتا ہے -

مسٹر جاوید اقبال رانا - مگر غلط خبر کی وضاحت تو آنی چاہیے -

جناب گورنر - یہ تو ایک خبر ہے ، کئی خبریں دیتے ہیں -

سیٹھ محمد عبیدالرحمان (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاول پور) - جناب والا - میں آپ کی اجازت سے اس سے مختلف لیکن بڑے اہم سوال کی جانب سیکرٹری صاحب کی توجہ مبذول کراؤں گا - ملک کے اندر بہاول پور ڈویژن میں ایسے اخبار بھی موجود ہیں جنہوں نے قیام پاکستان کی سخت مخالفت کی ، حتیٰ کہ یہاں تک لکھا کہ پاکستان کا قیام مسلمان قوم کے لیے زہر کا پیالہ ہے - میری زبان وہ الفاظ ادا نہیں کر سکتی جو انہوں نے اعلیٰ حضرت قائداعظم علیہ الرحمہ کے متعلق لکھے - پھر انھوں نے قیام پاکستان کے بعد بھی اپنا رویہ نہیں بدلا غالباً 1949ء میں ، دو سال بعد تک بھی انہیں پبلک سیکورٹی ایکٹ اور سیفٹی ایکٹ کے تحت ان کی بد اعمالیوں پر گرفتار کیا گیا - ایسے اخبارات گرگٹ کی طرح اپنا رنگ بدل لیتے ہیں ، ان کے قلم و قلب میں کئی سال جو ایک سہم جاری تھی اور وہ یقیناً ہندو کے ایجنٹ تھے ، کیا ان اخبارات پر بھی آپ نے پابندی عائد رکھی ہے ؟ اگر آپ کے علم میں یہ نہیں تو جناب والا ، آپ کو ایسے اخبار کے متعلق علم ہونا چاہیے - اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ ایک اخبار کو مختلف محکموں کے اشتہارات ملتے تھے - پہلے ایک کمشنر صاحب نے وہاں کے چیئرمین کی مخالفت، میں اسے پریشان کرنے کے لیے محکموں سے کہہ کر اس اخبار کے اشتہار بند کرا دیے جس کا میں ثبوت دے سکتا ہوں۔ اس کے متعلق آپ کا رویہ کیا ہے ؟

سیکرٹری اطلاعات : جہاں تک اخبارات کے سابقہ کردار کا تعلق ہے کہ تقسیم ملک سے قبل کسی فرقے کی ، کسی سیاسی جماعت کی ، کسی اخبار کی پالیسی یا حکمت عملی کیا تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت دیر کی بات ہو چکی ہے - ہر چند کہ یہ بات ٹھیک نہیں کہ ملک دشمن پالیسیاں ہوں -

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ فی زمانہ ، ماضی قریب سے اگر آپ شروع کریں تو کس اخبار کی پالیسی حکومت یا ملک کے خلاف یا موافق رہی ہے ۔ میں معزز رکن کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ یہ ایسی چیزیں ہیں جو حکومت کے نوٹس میں رہتی ہیں اور اشتہارات کی تقسیم کے وقت اس کو یقیناً ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے ۔ تاہم میں یہ نہیں کہتا کہ ہم سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی ۔ انسان سے خطا سرزد ہو سکتی ہے ۔ اگر معزز رکن کے علم میں ایسا کوئی اخبار ہے جس کی پالیسی یا حکمت عملی بدستور ملک اور قوم کے مفاد کے منافی ہے تو براہ کرم مجھے اس کی اطلاع دیں تاکہ مناسب کارروائی کی جا سکے ۔ جہاں تک آپ نے فرمایا ہے کہ کسی سابقہ دور میں بہاول پور میں کسی صحافی یا ان کے اخبار کے ساتھ زیادتی ہوئی تو میں گذارش کروں گا کہ متعلقہ صاحب بصد شوق میرے پاس تشریف لائیں ۔ ہم سے جو ممکن ہوگا ، اس کے ازالے کی کوشش کریں گے ۔

سیٹھ محمد عبیدالرحمن (بہاول پور) : جناب والا ۔ میری گذارش پر پوری توجہ نہیں دی گئی ۔ سوال یہ ہے کہ ایک اخبار اگر قیام پاکستان سے پہلے پاکستان کی مخالفت کرتا رہا ہے تو اس حد تک ہم اس کی مخالفت کو دیانت دارانہ مخالفت سمجھ کر درگزر کر سکتے ہیں ۔ لیکن اس بات کا کیا جواز ہے کہ قائد اعظمؒ، جو اس ملک کے بانی ہیں، جب تک دنیا اور ماشاءاللہ پاکستان موجود ہے پوری قوم اُن کی احسان مند رہے گی ، ان کے خلاف مذکورہ اخبار نے اس قدر مجرمانہ الفاظ لکھے ہیں جو میں پیش نہیں کر سکتا اور آپ فرماتے ہیں کہ اس میں آزادی کا مسئلہ ہے ۔ یہ میری سمجھ سے باہر ہے ۔

سیکرٹری اطلاعات : اگر کوئی ایسا واقعہ ہے ، تو میں اپنی طرف سے معذرت پیش کرتا ہوں کہ میرے علم میں یہ بات نہیں ۔ ایسے کسی اخبار کو کسی اشتہار کے ملنے کا کوئی جواز نہیں اور نہ ایسے اخبارات کو اشتہار دیا جا سکتا ہے جو قائد اعظم کی شان میں گستاخی کریں ، یا ملک اور قوم کے مفاد کے منافی ایک لفظ بھی لکھیں ۔ اس کے متعلق حکومت پنجاب کی پالیسی

بالکل واضح اور صاف ہے ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمن : میں وہ الفاظ نہیں بیان کر سکتا. جب میں وہ الفاظ پیش کروں گا تو آپ کھول آنکھیں گے ۔

جناب لیاقت علی ملک (چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفرگڑھ) : جناب والا، کچھ بڑے شہر ایسے ہیں جہاں سے قومی سطح کے اخبار چھپتے ہیں ۔ جیسے ملتان ، راولپنڈی ، فیصل آباد ۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمارا ملتان کا اشتہار پنڈی کے اخبار چھپ جاتا ہے اور پنڈی کا ''نوائے وقت'' ملتان میں ۔ میرے خیال میں اس کے بجائے اس طرح کیوں اجازت نہیں دے دی جاتی کہ ملتان کے قومی سطح کے جو دو تین اخبار ہیں ، صرف انہی میں ہمارے اشتہار چھاپے جائیں ۔ اس طرح جو ہم تین چار زائد اشتہارات دے رہے ہیں ، وہ بھی بچ جائیں گے ۔ پنڈی کا اشتہار اگر ملتان کے اخبارات میں سرکولیٹ ہوگا تو ملتان کے ٹھیکیداروں نے تو وہ نہیں پڑھنا ۔ اس تجویز پر اگر غور کیا جائے تو ہمارے یونین کونسلوں کے بہت سے پیسے بچ جائیں گے ۔

سیکرٹری اطلاعات : اس تجویز پر یقیناً غور کیا جائے گا ۔ چند ایک مجبوریاں تھیں جن کی بنا پر ابھی تک یہ ممکن نہ ہو سکا کہ اشتہارات کی تقسیم ریجنل بنیادوں پر کر دی جائے ۔ ہوتا یہی رہا ہے کہ وفاق اور صوبائی سطح پر یہ فیصلہ ہوتا ہے کیونکہ ایسا کرنا بعض وجوہ کی بناء پر سودمند ، ضروری اور مناسب بھی ہے ۔ لیکن جس وقت کی آپ نے نشان دہی کی ہے وہ اپنی جگہ پر جائز ہے ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس پر نہایت ٹھنڈے دل سے غیر جانبدارانہ تجزیہ کیا جائے گا اور اگر اس کو قابل قبول پایا گیا تو اس پر عمل بھی کیا جائے گا ۔

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) : جناب صدر ، میں جو عرض کر رہا ہوں وہ سوال نہیں ، بلکہ ہمارا لوکل باڈیز کا ایک مسئلہ ہے ۔ میں اس سے پہلے بھی ایک میٹنگ میں عرض کر چکا ہوں کہ کارپوریشن یا میونسپلٹیز کو اپنے ٹنڈروں کے سلسلے میں اپنے تمام کے تمام اشتہارات لاہور میں بھیجنے پڑتے ہیں ۔ میں نے پہلی میٹنگ میں بھی یہ درخواست کی تھی کہ

حکومت کی پالیسی تو وہی رہنی چاہیے جو ان کا Criteria ہے کہ کس اخبار کو اشتہار دینا ہے اور کس کو نہیں ۔ میں نے اس کی decentralisation کی بات کی تھی کہ ہمیں جو بھی اشتہار دینا ہوتا ہے ، اس کے لیے ہمیں ایک خاص آدمی لاہور بھیجنا پڑتا ہے ۔ گذشتہ دو مرتبہ یہ واقعہ ہو چکا ہے کہ جب ہم نے اشتہار شائع کرانے کے لیے لاہور بھیجا تو اس میں دس بارہ دن صرف ہوگئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ مثال کے طور پر اگر 28 تاریخ کو ٹنڈر کھلنا تھا تو اخبار میں وہ اشتہار 30 تاریخ کو آیا ۔ اس کا طریقہ ہم نے یہ کیا کہ ہر اشتہار کے لیے جو اخبار میں شائع کرانا مقصود ہوتا ہے ، اس کے لیے ہم ایک سپیشل آدمی لاہور بھجواتے ہیں ۔ اس طرح ہمارا اشتہار کے سلسلے میں بل بہت بن جاتا ہے ۔ اڑھائی تین سو روپے تو اس کا ٹی ۔ اے/ڈی ۔ اے بن جاتا ہے ۔ پھر ایک آدمی ہمارا دو دن اس کام پر لگا رہتا ہے ۔ میں نے درخواست کی تھی کہ کوئی ایسا طریقہ دیا جائے کہ ڈویژن میں جو اسسٹنٹ ڈائرکٹر ، یا ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں ، وہ لاہور سے ٹیلی فون پر منظوری لے لیں ، یا کوئی اور ایسا طریقہ ہو جس سے آسانی ہو جائے ۔ یہ ہمارے لیے بڑی تکلیف دہ بات ہے ۔ جو میں جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ اس مشکل کو ضرور حل کیا جائے ۔

جناب گورنر : ڈی سنٹرالائزیشن ۔

شیخ غلام حسین : جی ہاں ۔

سیکرٹری اطلاعات : میں نے decentralization کے متعلق عرض کیا ہے کہ اس کا ہم جائزہ لیں گے ۔ اگلے اجلاس سے پہلے پہلے جو بھی فیصلہ ہوگا ، چیرمین صاحب/گورنر صاحب کی منظوری سے آپ کو اس کی اطلاع ہو جائے گی ۔ آپ کی تکلیف بالکل جائز ہے ۔ مجھے ذاتی طور پر اس کا علم ہے اور احساس بھی ۔ صرف گذارش یہ تھی کہ centralization کی بھی کچھ وجوہات ہیں ۔ جو ضرورت آپ محسوس کر رہے ہیں یہ اپنی جگہ پر ایک حقیقت ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں سے کیا نظام اس طرح کا وضع کیا

جائے کہ آپ کی تکلیف کو دور کیا جا سکے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ اغراض و مقاصد جن کی بنا پر سنٹر لائزیشن رکھی گئی ، اس کو بھی کوئی زد نہ پہنچنے پائے ۔ آپ اطمینان رکھیے ۔ اس پر عنقریب بہت جلد فیصلہ کر لیا جائے گا ۔

شیخ غلام حسین (راولپنڈی) : میں اس سلسلہ میں یہ درخواست کروں گا کہ یہ بجا ہے کہ آپ نے یقین دلا دیا کہ اس پر جلد فیصلہ کر لیا جائے گا ۔ ابھی مولانا نے ہمارے سامنے تلاوت کلام پاک کی ہے کہ اللہ تعالی نے یہ ارشاد کیا ہے کہ گول مول بات کرنے اور صحیح بات سے پہلو تہی کرنے کو اللہ میاں پسند نہیں کرتے ۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ گیارہ مہینے سے ہم نے ایک مسئلہ اٹھایا ہوا ہے۔ گیارہ مہینے سے اگر اتنا مسئلہ حل نہیں ہوا تو پھر کب ہوگا ۔ اسی ملک میں ، ہندوستان میں فرید خان نامی شخص ہوتے تھے جو بعد میں شیر شاہ سوری کے نام سے مشہور ہوئے ۔ انہوں نے جب شیر مارا تو ان کا نام شیر خان ہوگیا ، جب شہنشاہ ہوئے تو شیر شاہ سوری ہوگیا۔ پانچ سال ان کا دور حکومت تھا ۔ تاریخ اٹھا کر دیکھیں ، اس شخص نے اپنے پانچ سالہ دور میں ہندوستان جیسے ملک میں کیا کیا ۔ یہ تمام محکمہ مال جو آج کل ہمارے پاس موجود ہے یہ سب اسی کی بدولت ہے ہمارے اس ملک میں سب سے بڑی سڑک شاہراہ شیر شاہ سوری ہے ۔ میری گذارش یہ ہے کہ اگر اخبارات میں اشتہارات کے مسئلے کو ڈویژن میں بھیجیں تو وہاں کافی عرصہ لگ جاتا ہے اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں اتنی التواء نہ ہو ۔ ہمیں اس التواء سے نجات ملنی چاہیے ۔ اس زمانہ میں نہ تو کوئی ریڈیو تھا نہ کوئی ٹی ۔ وی تھا اور نہ ہی رسل و رسائل کی سہولتیں تھیں ۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ ہمیں اس مرض سے نجات مل جائے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کی بہتری کے لیے ہوگا ۔

جناب گورنر : شیر شاہ سوری نے اخبارات کے بارے میں کیا کیا ہے۔

شیخ غلام حسین : اسوقت یہ اخبارات نہ تھے میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ آپ اندازہ لگائیں کہ اسوقت بھی ڈاک کا سسٹم رائج تھا گھوڑوں کے ذریعے ڈاک ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائی جاتی تھی ۔ اس نے اپنے 5 سالہ دور میں وہ قابل قدر کام کیے ہیں جو آج تک رائج ہیں ۔

میاں صلاح الدین (وزیر مواصلات و تعمیرات) : شیر کی نسبت تو شیر کے مارنے سے ہو گئی ۔ شاہ کی نسبت بادشاہ کی وجہ سے ہوئی یہ سوری کیا ہے۔

شیخ غلام حسین : سوری بھی اسی طرح سے ہے جس طرح نیازی لودھی ۔ یہ ایک ہی گوت سے ہیں ۔ اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں یا آپ کی نظر سے تاریخ گذری ہو تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ نیازی اور لودھی کیا ہیں ۔

جناب گورنر : وہ شکاری ہیں ۔

شیخ غلام حسین : اس میں شکاری کا ہونا ضروری نہیں یہ تو معلومات سے تعلق رکھتی ہیں ۔

چوھدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب والا۔ جبکہ مرکزی اخبارات کو اشتہارات ملتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ علاقائی اخبارات کو اشتہارات کیوں نہیں ملتے ۔ وہ اخبارات جو ملکی مفاد کے منافی کام نہیں کر رہے ان کو اشتہارات ملنے چاہئیں ۔ فیصل آباد کے اخبارات میں جو بھی بہتر اخبارات ہیں ان کو اشتہارات دئے جائیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (چیئرمین ضلع کونسل اٹک) جناب چیئرمین صاحب پچھلے سال جناب صدر صاحب نے اچانک دورہ کیا تاریخ پہلے سے متعین نہیں تھی ہم نے اشتہارات چھپوائے تھے لیکن محکمہ یہ نہیں کہہ سکا کہ یہ اشتہار کیوں چھپا اور اس کے چھاپنے کے لئے ہم سے کیوں اجازت حاصل نہیں کی ۔ اتنی ساری تفصیل لکھ کر بھیجی گئی لیکن اس پر جو خرچ آیا تھا وہ آڈٹ کی نذر ہے ۔ اس بارہ میں بھی توجہ فرمائیں ۔ ریجنل

اخبارات کی بات ہو رہی ہے میں خود لاہور کے اخبارات منگوا کر پڑھتا ہوں۔ کبھی کبھی راولپنڈی کی خبر نہیں آتی۔ صرف راولپنڈی کے اخبارات میں خبر شائع ہوتی ہے اس کے علاوہ کبھی نوائے وقت میں ہوتی ہے۔ صوبائی لیول تک ضلع کے جو واقعات ہیں ان کو چھپنا چاہئے۔ تاکہ وزرا صاحبان اور سیکرٹری صاحبان ضلعی خبریں پڑھ سکیں۔ اور وہ با خبر رہیں۔ جشن آزادی کے موقع پر ہم نے ٹی وی اور ریڈیو کے نمائندوں سے رابطہ قائم کیا لیکن ان دونوں میں سے کوئی نہیں آیا نہ ہی کوئی خبر آئی۔ پچھلے سال ہم نے ایک جشن (Festival) منایا جس میں جناب وزیر دفاع اور جائنٹ چیف آف سٹاف مہمان خصوصی تھے اس وقت ٹی وی کا نمائندہ صرف نصف گھنٹہ کے لئے گیا اور اس کے بعد وہ واپس راولپنڈی چلا آیا۔ ہم تو یہی محسوس کرتے ہیں کہ واقعی بڑے بڑے شہروں کی اہمیت ہوتی ہے۔ یہی آبادی جو ان کی حفاظت کرتی ہے ان کے لئے خوراک مہیا کرتی ہے۔ سبزیاں اور دیگر ضروریات مہیا کرتی ہے۔ کم از کم ان کا خیال رکھنا چاہئے۔

مسٹر رشید صدیقی (لاہور)۔ جناب چیئرمین صاحب میں سنسر شپ کے بارہ میں دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس بارہ میں سیکرٹری اطلاعات کچھ روشنی ڈالیں۔

سیکرٹری اطلاعات۔ سنسر شپ کے بارہ میں جو اطلاعات آپ کی ہیں وہی میری ہیں کیونکہ وہی اخبارات میں پڑھتا ہوں جو اخبارات آپ پڑھتے ہیں۔ جو کچھ وزیر صاحب اخبارات میں کہتے ہیں وہی مجھ سے بھی کہتے ہیں۔

مسٹر رشید صدیقی۔ جناب چیئرمین میں اس لئے سنسر شپ کے بارہ میں پوچھ رہا تھا۔ کیونکہ اخبارات میں بہت سی چیزیں نہیں آتیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ پچھلے مہینے 18 جولائی کو انٹر پرونشل انفارمیشن کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی۔ سنسر شپ بھی زیر بحث آیا تھا یقیناً آپ نے کچھ فیصلے کئے ہوں گے۔

سیکرٹری اطلاعات۔ معزز رکن کو یہ علم ہونا چاہئے کہ سنسر شپ

کو قائم کرنے والے ہم خود ہی ہیں۔ کوئی خبر لاہور میں چھپ گئی کوئی راولپنڈی میں چھپ گئی۔ اس ضمن میں یہ کوشش کی گئی کہ اس میں uniformity ہونی چاہئے ایسی خبریں جو ملک کے ایک حصہ میں قابل اشاعت سمجھی جائیں اور دوسرے صوبے میں قابل اشاعت نہ سمجھی جائیں یہ طریقہ درست نہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرے یہ تھا کہ حکومت کے جو سرکاری محکمے ہیں انہیں تنقید سے محفوظ نہیں کرنا ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ حکومت کے متعلقہ محکموں پر تنقید ہوتی ہے۔ جہاں تک سنسر شپ کے ختم ہونے کا سوال ہے کہ کب ختم ہوگی یہ ایک حتمی سوال ہے اس کا فیصلہ صوبائی سطح پر نہیں بلکہ مرکزی سطح پر ہوگا یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔

لیاقت علی ملک (مظفر گڑھ) ۔ جناب چیئرمین ایک اور مسئلہ ہے کہ ہمیں پرنٹنگ پریس لاہور سے فارم وغیرہ منگوانے پڑتے ہیں اس سلسلے میں جو ہمارا نمائندہ یہاں آتا ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ مثلاً من فضل ربی اس کے بغیر وہ فارمز وغیرہ نہیں دیتے۔ کیونکہ ہمارے پاس اس فنڈ میں کوئی پیسہ نہیں ہوتا اس لئے ہمارا نمائندہ جو مظفر گڑھ یا ایسی کسی اور جگہ سے چل کر لاہور آتا ہے اس کو بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کو پانچ دس ہزار روپے کی سٹیشنری یا فارمز لینے ہوتے ہیں لیکن متعلقہ محکمہ کے اہلکار اس کو صرف دو یا تین سو روپے کا سامان فراہم کر دیتے ہیں۔ اگر ہم ان کو No Objection Certificate کے لئے کہتے ہیں تاکہ ہم یہ فارم اپنے طور پر چھپوا لیں۔ تو جناب وہ بھی نہیں دیتے۔

جناب گورنر ۔ سیکرٹری انڈسٹریز موجود ہیں یا نہیں۔ ۔ نہیں ہیں۔

شیخ غلام حسین ۔ جناب والا۔ میں معزز ممبر کی تائید کرتا ہوں کیونکہ یہ مسئلہ تمام پنجاب کا ہے اس مسئلہ کا حل ہونا چاہئے۔

جناب گورنر ۔ وہ رقم کس فنڈ سے دیں جو یہ لوگ مانگتے ہیں۔

سیکرٹری صنعت (جناب محمد انور زاهد) ۔ صدر محترم ۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے لوکل کونسلوں کے نمائندوں اور صدر صاحبان کو یہ شکایت پیدا ہوئی ہے ۔ میری ان سے گزارش صرف یہ ہے کہ اگر ان کو یہ شکایت پیدا ہوئی تھی تو اس آدمی کے خلاف مجھے اطلاع دیتے ۔ یہ میری بے خبری ہے جسے میں قبول کرتا ہوں ۔ لیکن عرض یہ ہے کہ اگر کسی کے خلاف کوئی شکایت پیدا ہو اور وہ شکایت صرف صوبائی کونسل میں کی جائے تو اس مسئلے کے حل میں دقت ہوگی ۔ میں انشاء اللہ اس کی تحقیقات کروں گا اور آپ کو خاطر خواہ جواب دوں گا ۔ لیکن آپ میں سے کوئی صاحب یہ فرما دیں کہ کسی نے میرے پاس تشریف لا کر شکایت کی ہے اور اس پر کارروائی نہیں کی گئی تو میں حاضر ہوں ۔

جناب لیاقت علی ملک (مظفر گڑھ) ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ میرے ہیں ہزاروں کتابیں منگوانی پڑتی ہیں ۔ ہم ہر بار نہیں آ سکتے ۔ میں آپ کو کئی بار خود لکھ چکا ہوں لیکن آج تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا ۔ آپ کوئی آدمی بھیج کر دیکھ لیجئے اور اس کے ذریعے آرڈر بک کروائیے اور دیکھیے کہ آپ کے اپنے ساتھ کیا ہوتا ہے ۔

جناب گورنر ۔ میں اس میں یہی عرض کر رہا تھا کہ اسے دیکھیے اور اس قسم کے فارم وہاں ہونے چاہئیں ان کی آپ سٹاکنگ یا decentralization کریں تاکہ ان کو تھوڑی سی سہولت حاصل ہو جائے کیونکہ اس چیز کی ان کو عام تکلیف ہے ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمان (بہاولپور)۔ جناب والا ۔ ہمارے ہاں بہاولپور میں الٹا کام ہوتا ہے وہاں ہم سے رشوت تو مانگ نہیں سکتے لیکن یہ ہے کہ ہمارے کارکنوں کو Non-availability سرٹیفیکیٹ دے دیتے ہیں ۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ووچر کے جو فارم ہیں یا جو دوسری رسیدات کے فارم ہیں وہ گورنمنٹ پریس میں ہلکے کاغذ پر چھپتے ہیں ۔ جب ووچر منظوری کے لئے بھیجے جاتے ہیں تو وہ واپس آنے تک آدھے پھٹ جاتے ہیں ۔ ان کو یہ فرما

دیں کہ اچھے کاغذ لگائیں ۔ کیونکہ اگر اچھا کاغذ نہیں ہوگا تو ریکارڈ کیسے محفوظ رہے گا ۔

سیکرٹری انڈسٹریز ۔ جی درست ہے ۔

جناب گورنر ۔ درست ہے ۔ اگلے منسٹر صاحب

اناؤنسر ۔ وزیر آبپاشی ۔ اس وقفہ میں صرف وہی سوالات پوچھے جائینگے جو تحریری طور پر پوچھے گئے ہیں یا ضمنی سوالات جناب گورنر کی اجازت سے پوچھے جائیں گے ۔

بیگم نصرت مقبول الہی صاحبہ (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) ۔ جناب والا ۔ نشر و اشاعت کے سلسلے میں کافی باتیں ہوئی ہیں لیکن میں آپ کی توجہ صرف ان میگزین اور رسالوں کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو عام مارکیٹ اور بازاروں میں کھلے بندوں فروخت ہوتے ہیں ۔ اور خاص طور پر ایسا لٹریچر جو بچوں کے لئے ہے ۔ رسالوں کے اوپر بڑے بڑے ناموں کے ساتھ لکھا ہوا ہوتا ہے ''سنسنی خیز'' ''بچوں کے لئے خاص تحفہ'' لیکن آپ ان کو اندر سے کھول کر دیکھیں تو اس میں بہت زیادہ لغو گوئی ہوتی ہے جو کہ اس مرحلہ پر بچوں کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ ہے ۔ اس کے علاوہ ایسے میگزین جن کو کسی روک تھام کے بغیر بازاروں اور مارکیٹ میں فروخت کیا جاتا ہے اگر ان کا کوئی باہوش انسان مطالعہ کرے تو پتا چلتا ہے کہ ایسے لٹریچر کو بازاروں اور مارکیٹ میں عورتوں مردوں اور بچوں کے لئے فروخت نہیں ہونا چاہیے ۔ ایسا لٹریچر اور زیادہ فحاشی پیدا کرے گا ۔

جناب گورنر ۔ آپ نے سوال سن لیا ہے ؟ اس کی طرف آپ کی توجہ ہونی چاہیے ۔

سیکرٹری صنعت ۔ جی ہاں

بیگم نجمہ حمید صاحبہ (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) ۔ جناب والا ۔ میں اس چیز کی پر زور تائید کرتی ہوں ۔ لٹریچر ہماری اخلاقی زندگی کے لئے بے حد اہم ہے ۔ اس کی طرف ضرور توجہ ہونی چاہیے ۔ پبلک کو جو

لٹریچر مہیا کیا جائے گا اگر وہ اچھا ہوگا تو بچوں اور بڑوں کے لئے مفید ہوگا ۔

جناب والا ۔ اب میں دیہی علاقوں میں صحت کے متعلق نشاندہی کرنا چاہتی ہوں ۔ ہماری سبجیکٹ کمیٹی نے گذشتہ میٹنگ میں ان مسائل پر بہت غور و خوض کیا تھا تو اس وقت تین نکات سامنے آئے تھے ۔ تو ہم نے پبلک کی صحت سے لا علمی کے لئے یہ سدباب سوچا کہ پبلک ایجوکیشن کو عام کیا جائے ۔ اس کے لئے بہت کچھ اور کرنے کی ضرورت ہے ۔ انشاء اللہ کمیٹی میں مزید سوچیں گے ۔ دوسرا مسئلہ دواؤں کی کمی اور چوری کے متعلق ہے ۔

جناب گورنر ۔ اگر تو لٹریچر پر اعتراض کے بارے میں سوال ہے تو کر لیتے ہیں ۔

بیگم نجمہ حمید صاحبہ ۔ جناب والا ۔ یہ صحت کے متعلق ہے ۔

جناب گورنر ۔ نہیں ۔ صحت پر پورا آ جائیں گے ۔

بیگم نجمہ حمید صاحبہ ۔ جناب والا ۔ یہ رپورٹ کی بات ہے ۔

جناب گورنر ۔ اس کے بعد ہم اس پر بھی آ رہے ہیں ۔

بیگم نجمہ حمید صاحبہ ۔ بہت اچھا جناب ۔

13 ٹنل واہ کی کھدائی و پلوں کی تعمیر

محترمہ سیدہ ساجدہ نیر عابدی :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نالہ ٹنل واہ (جو کہ نہر اپر چناب سے نکلتا ہے) کی لمبائی موقعہ پر 70 تا 80 برجی تک ہے مگر کاغذات میں 37 برجی تک دکھائی گئی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نالہ کی صفائی اور کھدائی کافی عرصہ سے نہیں کی گئی اور اس کی پٹریاں اور کنارے 80 ، برجی تک نہیں بنائے گئے جس کی وجہ سے ملحقہ دیہاتوں کی آبادی متاثر ہو رہی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نالہ کا سروے اور پلوں کی تعمیر کی نشاندہی نہیں کی گئی ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈگری نمبر 1 نہر اپر چناب 31 برجی تک ہے اور اس کی کھدائی عرصہ دراز سے نہیں ہوئی ۔ اگر ایسا ہے تو کیا محکمہ انہار اس کو 80 برجی تک بڑھانے اور کھدائی کرنے کو تیار ہے ۔

(ہ) کیا یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ڈگری نمبر 2 نہر اپر چناب کی کھدائی بھی عرصہ دراز سے نہیں ہوئی جس سے سیم بڑھ رہی ہے ۔

(ر) اگر جزوہائے (الف) تا (ہ) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متاثرہ دیہی علاقے کے لوگوں کی شکایات کا ازالہ کرنے کو تیار ہے ۔

وزیر آبپاشی بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان :

(الف) حقیقت یہ ہے کہ نالہ ٹنل واہ ایک قدرتی نالہ ہے جو جموں سے آتا ہے ۔ اور نہر اپر چناب کو Syphon RD 17050 کے ذریعہ کراس کر کے دریائے چناب کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا نہر اپر چناب سے پندرہ میل کے فاصلے پر جا کر دریائے چناب میں جا گرتا ہے۔ چونکہ اس نالہ میں طغیانی کے دنوں میں پانی باہر نکل کر نہر اپر چناب کو نقصان پہنچاتا تھا اس لئے نہر اپر چناب کراسنگ سے لیکر 37 برجی تک (تقریباً سات میل تک) اس نالہ کو باقاعدہ ڈرین کی شکل دے دی گئی ہے ۔ اور 37 برجی سے دریا تک تقریباً آٹھ میل یہ قدرتی نالہ کی صورت میں ہے ۔ اسی طرح جموں سے لیکر نہر اپر چناب تک بھی یہ قدرتی نالہ ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ ڈرین کی کھدائی پچھلے چند سال سے نہیں ہوئی اور اس پر پٹڑی صرف 5 برجی تک ہے لیکن 1981-82 میں اس نالہ کی کھدائی کو اول ترجیح میں رکھا گیا ہے اور

جولائی 1982ء تک اس کی کھدائی (منظور شدہ لمبائی 37 برجی تک) کر دی جائے گی ۔

(ج) یہ درست نہیں ۔ ڈرین کا نہر اپر چناب سے 37 برجی تک باقاعدہ سروے ہوا اور برجی 18950 پر ایک پل تعمیر ہے ۔

(د) یہ درست ہے کہ ڈگری ڈرین نمبر 1 کی منظور شدہ لمبائی 31500 تک ہے ۔ لیکن یہ درست نہیں کہ اس کی کھدائی عرصہ دراز سے نہیں ہوئی ۔ ڈگری نمبر 1 کی کھدائی تین مرحلوں میں 2/77 ، 3/78 اور 6/79 میں ہوئی ۔ منظور شدہ برجی 31500 سے آگے ڈگری نمبر 1 کو مزید Extend کرنے کی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے ۔

(و) یہ بھی درست نہیں ۔ ڈگری نمبر 2 کی کھدائی دو مرحلوں میں 3/77 اور 6/79 میں کی گئی ۔ ویسے سال رواں میں بھی ڈگری نمبر 1 اور نمبر 2 کی کھدائی زیر غور ہے ۔

(ز) علاقہ زیر تبصرہ نہر اپر چناب اور MR Link کی وجہ سے سیم سے بے حد متاثرہ ہے اور اس میں لنل وا ڈگری نمبر 1 اور ڈگری نمبر 2 کے علاوہ بھی بے شمار ڈرینز ہیں ۔ سال رواں میں اس علاقہ کے مرالہ لنک اور نہر اپر چناب کے درمیان چودہ مائیلڈ ڈرین کی کھدائی کے لیے 5 لاکھ روپے مختص ہیں اور کام موقعہ پر جاری ہے ۔ اس کے علاوہ تقریباً 1.50 لاکھ روپے کی لاگت سے گوندل ڈرین نزد مرالہ ہیڈ کی کھدائی کا سال رواں میں پروگرام ہے مزید برآں سنٹرل سپچ ڈرین جو اس علاقہ میں ہے اس کی کھدائی جس پر تقریباً 6 لاکھ روپے خرچ ہوں گے منظور ہو چکی ہے ۔

49 ۔ ہنڈیارہ ڈرین کی کھدائی

جناب ملک محمد یوسف اعوان (وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور) : کیا وزیر آبپاشی و قوت برق اس امر سے آگاہ ہیں کہ :

(الف) آج تک پڈیارہ "ڈرین" میں بھل کی صفائی نہیں کی گئی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ موسم برسات میں ہر سال مذکورہ ڈرین میں طغیانی کی وجہ سے لاکھوں روپے کی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں اور بیشتر مکانات منہدم ہو جاتے ہیں ۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت درج بالا تکالیف کے پیش نظر پڈیارہ ڈرین میں بھل کی صفائی کے لیے فوری طور پر کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے ۔

وزیر آبپاشی (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ہر سال موسم برسات میں مذکورہ ڈرین سے پانی نکل کر آبادی اور فصلات کا نقصان کرتا ہے جس سال بارشیں شدید ہوں اور متواتر جاری رہیں تو پانی کسی حد تک ڈرین سے باہر نکلتا ہے اور دو تین دن کے اندر اندر اسکا نکاس ہو جاتا ہے ۔ اس سے مالی اور جانی نقصان کا احتمال کم ہی ہوتا ہے ۔

(ج) ڈرین کی بھل صفائی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کی چوڑائی اور گہرائی ڈیزائن کے مطابق ہیں ۔ اور ڈرین اپنی تخصیص شدہ گنجائش سے بھی دوگنا پانی لے سکتی ہے ۔

50 ۔ حصول نہری پانی برائے مشرقی علاقہ بی ۔ آر ۔ بی

جناب ملک محمد یوسف اعوان (لاہور) کیا وزیر آبپاشی و برقی قوت اس امر سے آگاہ ہیں کہ :

(الف) بی ۔ آر ۔ بی کے مشرقی کناروے پر سرحد پر واقع پچاس گاؤں قیام پاکستان سے لیکر آج تک نہری پانی کی سہولت سے محروم ہیں اور علاقے میں جو ٹیوبائین نصب کی گئی ہیں ان کا پانی زمین کے لیے نقصان دہ ہے ۔

(ب) اگر جزو(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مسئلے کی طرف فوری توجہ دینے کو تیار ہے ۔

وزیر آبپاشی : (الف) یہ صحیح ہے کہ بی - آر - بی کے مشرق کنارے پر سرحد پر واقع 50 گاؤں کا رقبہ قیام پاکستان کے بعد نہری پانی کی سہولت سے محروم ہے ۔ نہری پانی کے انقطاع کے بعد اس رقبے کی آبپاشی کے لئے 110 ٹیوب ویل نصب کئے گئے ، ان میں سے ایک ٹیوب ویل کڑوا پانی ہونے کی وجہ سے بند ہے ۔ جب کہ چھ ٹیوب ویلوں کا پانی بھی قدرے کڑوا ہے لیکن ان ٹیوب ویلوں سے رقبہ کی سیرابی ہو رہی ہے ۔

(ب) رقبہ مذکورہ کو نہری پانی سے سیراب کرنے کے لئے بی - آر - بی نہر میں اس رقبہ کے لئے پانی کی گنجائش نہیں اور دوسرے یہ کہ اگر پانی میسر آ بھی جائے تو اس کے لئے راوی سائیفن کو ریماڈلنگ کرنا ضروری ہے ۔ جس کے لئے کثیر سرمایہ درکار ہے اس لئے فوری طور پر رقبہ کو نہری پانی مہیا نہیں کیا جا سکتا ۔ ویسے بھی اس رقبہ کی ڈھلوان پاک و ہند سرحد سے بی - آر - بی نہر کی طرف ہے تاہم تقریباً 15000 ایکڑ قابل آبپاشی رقبہ کو صرف فصل ربیع کے لئے پانی مہیا کر دیا گیا ہے کیونکہ غیر دوامی دیپالپور نہر بند رہنے کی وجہ سے بی - آر - بی میں پانی کی گنجائش ہو جاتی ہے جو اس رقبہ کی آبپاشی کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے ۔

72 ۔ تھل کینال میں پانی کی قلت

جناب ملک امان اللہ ، (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی)

کیا وزیر آبپاشی و قوت برق از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تھل کینال میں پائی خیل کے نزدیک سال 1977 میں شگاف کے بعد مسلسل وارہ بندی کا پروگرام نافذ

ہے ۔ ہر راجباہ سولہ دنوں کے بعد آٹھ دنوں کے لئے بند کیا جاتا ہے ۔ اس وارہ بندی سے گندم ۔ کپاس اور کماد جیسی قیمتی فصلات کی پیداوار پر بہت برے اثرات پڑ رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سال 1977 سے پہلے وارہ بندی کا پروگرام نافذ نہ تھا اور تھل کینال کے مذکورہ بالا شگاف کی کئی دفعہ مرمت ہو چکی ہے ۔

(ج) اگر جزوہائے (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وہ کیا وجوہ ہیں جن کی بنا پر سال 1977ء کے بعد نہری پانی میں شدید قلت واقع ہو گئی ہے ۔

وزیر آبپاشی (الف) یہ درست نہیں ہے ۔ تھل کینال کو 1977 میں کوئی شگاف نہیں پڑا ۔ فصل خریف کی وارہ بندی 1975 سے با امر مجبوری ہو رہی ہے کیونکہ نہر کو زیادہ سے زیادہ بمطابق منظور شدہ capacity 7500 کیوسک ہیڈ سے چلایا جاتا ہے ۔ جب کہ بوجہ زیادتی رقبہ تقریباً 9200 کیوسک کی ضرورت ہے اس وارہ بندی سے ہر راجباہ کو 16 دن پورا چلانے کے بعد آٹھ دن کے لئے بند کیا جاتا ہے اس سے فصلات خریف کی پیداوار میں کچھ نہ کچھ کمی ضروری واقع ہوتی ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ وارہ بندی 1975 سے جاری ہے اور 1977ء میں تھل نہر میں کوئی شگاف نہیں ہوا

(ج) جیسا کہ جزو (الف) میں وضاحت کی گئی ہے کمی پانی بوجہ ایزادی رقبہ از پراجیکٹ ہوئی ہے ۔

74 ۔ گریٹر تھل کینال سکیم کی وفاقی حکومت سے منظوری میں تاخیر

74 ۔ جناب عبداللہ خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) ۔

کیا وزیر آبپاشی و برق قوت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1978 میں محکمہ آبپاشی حکومت پنجاب نے

ایک سکیم برائے گریٹر تھل کینال وفاق حکومت کی منظوری کے لئے ارسال کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بحولہ بالا (الف) میں مذکورہ سکیم کی تکمیل کے لئے غیر ملکی سرمایہ کی ضرورت نہ تھی اور وہ ملکی وسائل سے ہی مکمل ہو سکتی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تا حال وفاق حکومت کی جانب سے منظوری حاصل نہیں ہو سکی اور سکیم معرض التوا میں پڑی ہوئی ہے۔ نتیجتاً لاکھوں ایکڑ رقبہ بنجر ہو چکا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت اس قومی اہمیت کی حامل سکیم پر جلد عمل درآمد کی غرض سے منظوری کے حصول کے لئے وفاق حکومت سے اعلیٰ سطح پر رابطہ قائم کیے ہوئے ہے۔

وزیر آبپاشی (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)۔

(الف) گریٹر تھل کینال پراجیکٹ کا ترمیم شدہ PCI وفاق حکومت کو جولائی 1979 میں برائے منظوری ارسال کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے۔

(د) صوبائی حکومت کو اس قومی اہمیت کی سکیم کا پورا احساس ہے اور اس سکیم پر جلد عمل درآمد کی غرض سے منظوری کے حصول کے لئے وفاق حکومت سے اعلیٰ سطح پر رابطہ قائم ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! محکمہ آبپاشی کے سوالات ختم ہو گئے ہیں۔ اگر کوئی فاضل ممبر ان سوالات سے متعلقہ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔ برقیات کا محکمہ میرے پاس نہیں ہے۔ واپڈا کا نمائندہ یہاں موجود ہے آبپاشی کے سوالات کے بعد وہ یہاں آ کر سوالنمبر 21 ، 26 ، 43 ،

51 ، 54 اور 75 جو کہ واپڈا سے متعلق ہیں کا جواب دیں گے ۔

(ضمنی سوالات)

راجہ شوکت حسین (وائس چیئرمین ضلع کونسل گجرات) ۔ جناب والا ! میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں ۔گذشتہ دنوں صدر پاکستان جنرل محمد ضیا الحق جب ضلع گجرات میں دورے پر آئے تو انہوں نے موضع برہان میں عوام سے خطاب کیا ۔ وہاں دیہات کے مسائل ان کے سامنے پیش کیے گئے ۔ مثال کے طور پر غفار خان سابق ممبر صوبائی اسمبلی کے متعلق شکایت کی گئی کہ انہوں نے نہر سے پمپ کے ذریعہ پانی لے لیا ہے ۔ تو جناب پریذیڈنٹ صاحب نے حکم دیا کہ اس کی انکوائری کرائی جائے ۔ اور جب تک اس کی انکوائری مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک غفار خان سابق ممبر صوبائی اسمبلی کا پانی بند کر دیا جائے ۔ جناب والا ۔ اب وہ انکوائری مکمل ہو چکی ہے ۔ پمپ دوبارہ لگ گیا ہے ۔ لیکن جناب پریذیڈنٹ صاحب کا وعدہ تھا کہ اگر اس کی انکوائری ہوئی تو اس میں جو بھی کاشتکار اس نہر کے کنارے آباد ہیں ۔ ان سب کو پانی دیا جائے گا ۔ لیکن ابھی تک اس بارے میں ہمیں کوئی اطلاع نہیں ملی کہ ہمارے اس مطالبہ کا کیا بنا ۔ کیا وزیر آبپاشی ہمیں اس کے متعلق بتلا سکیں گے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ۔ سردست تو میں اس چیز کا جواب نہیں دے سکتا ۔ کہ اس کیس کا کیا بنا ۔ اس کا بہتر طریقہ یہ ہوتا کہ اگر فاضل رکن ایک سوال کے ذریعہ اس کا جواب مانگ لیتے تو اسکی تفصیل منظر عام پر آ سکتی تھی ۔ اگر جناب سیکرٹری آبپاشی کو اس سلسلہ میں کچھ علم ہو اور وہ وضاحت کر سکتے ہوں تو وہ اس کی وضاحت فرمائیں ۔

سیکرٹری آبپاشی (جناب سعد ہارون محمود) : جناب والا ! اس سلسلہ میں ذاتی گذارش کروں گا ۔ کہ جناب صدر پاکستان کا جو حکم تھا اسکا جواب ہم نے متعلقہ چینل کے ذریعہ سے بھجوا دیا ہے ۔ اس میں پوزیشن یہ ہے کہ اس بارہ میں گذشتہ دور میں جو پرانی منظوری ہوئی تھی ۔ وہ اس وقت کے حالات کے تحت کرائی گئی تھی کیونکہ موصوف اسوقت کی صوبائی اسمبلی کے

ممبر تھے اور اس کو اب بند کر دیا گیا ہے ۔ جہاں تک پانی کی availability دستیابی کا تعلق ہے ۔ اپر جہلم کینال کا جتنا پانی ہے وہ committed ہے ۔ اس میں اتنا پانی دستیاب نہیں کہ مزید رقبہ کو شامل کیا جائے ۔ یہ رقبہ جو کہ نہر کے ساتھ ساتھ ہے وہ نیم پہاڑی قسم کا ہے ۔ اس میں slopes ہیں ۔ بہت سے ندی نالے ہیں اس میں ویسے بھی نہری آبپاشی کے انتظامات نہیں ہیں ۔ مگر اس میں جو ایک اہم چیز ہے وہ یہ ہے کہ اس میں پانی نہیں ہے رقبہ جات committed ہیں ۔ نہر اپر جہلم پانی لے جاتی ہے خانکی میں اس کے بعد لوئر چناب ہے ۔ یہ سارا ایریا committed ہے ۔

جناب گورنر : نہیں ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان صاحب کو غلط طریقہ سے کیسے پانی مل گیا ؟

راجہ شوکت حسین : جناب والا ! صدر صاحب نے فرمایا تھا کہ پانی بند رہے گا ؟

جناب گورنر : میں بھی یہی سوال پوچھ رہا ہوں کہ پانی مل رہا ہے یا بند ہے ؟

سیکرٹری آبپاشی : میرے علم کے مطابق پانی بند ہے ۔

وزیر آبپاشی : اس کو دیکھ لیں گے اور ناجائز پانی جس کا بھی ہوگا اس کو بند کر دیں گے ، تاوان بھی وصول کریں گے اور اس بات سے ایک سبق یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ ہمیں حکومت وقت سے ناجائز طور پر دباؤ ڈال کر کام نہیں کروانا چاہیے تاکہ آئندہ تکلیف نہ ہو کیونکہ تمام نہروں کا پانی committed ہوتا ہے ۔ کل بھی ملتان سے ایک معزز رکن نے ٹیل کے بارے میں شکایت کی تھی اور ہر ٹیل والوں کو یہی شکایت ہے کہ upper reaches والے پانی زیادہ لے جاتے ہیں اور نیچے والے روتے رہتے ہیں ۔ جب کوئی نہر بنتی ہے تو کسی مقصد کے لیے بنتی ہے جب اس سے زیادہ پانی نکالا جائے گا تو ٹیل پر پانی نہیں پہنچے گا اور اس وقت تک پانی نہیں پہنچے گا جب تک اس کا ڈیزائن تبدیل کر کے اس میں زیادہ پانی نہ ڈال دیا جائے ۔ لفٹ سکیم کے تحت

پانی مل سکتا ہے لیکن یہ اس نہر کا ڈیزائن تبدیل کرکے ہی ہو سکتا ہے اگر آپ اس کی ضرورت محسوس کریں تو تجویز پیش کریں اور دباؤ کے ذریعہ حکومت وقت سے کام نہ کروائیں کیونکہ اس کا نتیجہ پھر وہی ہوگا جس کی شکایت معزز ممبر کر رہے ہیں ۔ کل انہوں نے یہ کام کروایا ہے تو آج آپ کروا رہے ہیں اسطرح آنے والے اس پر اعتراض کریں گے ہمیں اس بات سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور کچھ نہیں ۔

راجہ شوکت حسین : جناب والا ۔ 1914ء میں جب یہ نہر بنی تھی اس وقت آزاد کشمیر کا علاقہ جو اوپر چل رہا ہے ۔ اس وقت انگریز نے مہاراجہ کشمیر سے وعدہ کیا تھا کہ ہمیں اپنے علاقے میں پانی دیا جائے اور تب نہر نکالی جائے اس معاہدے کے تحت آزاد کشمیر میں پمپ کے ذریعہ ہر طریقہ سے پانی دیا جا رہا ہے اور جگہ بھی اونچی نیچی ہے ہموار نہیں ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ۔ محکمہ نہر کی تاریخ 1872ء تک جا پہنچتی ہے میں سیکرٹری صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ اس کی تاریخ سے مجھے مطلع کریں اس وقت کیا تجویز تھی ۔ اسوقت کیا capacity تھی ۔ چینل کا ڈیزائن کیا تھا اور اب کیا ہے اور اس پر عمل درآمد کیوں نہیں ہوا ۔ آزاد کشمیر تو 1914ء میں نہیں تھا ۔ بہر حال اس میں اگر کسی قسم کی کوئی گنجائش ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ مہیا کی جائے گی اور اگر کسی گنجائش کی ضرورت ہوگی تو میں صاحب صدر سے درخواست کرونگا کہ وہ فنڈز وغیرہ مہیا کریں ۔ جناب بہت بڑی نہر ہے اس پر بہت پیسے خرچ ہوتے ہیں ۔

راجہ شوکت حسین : جناب والا ۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جناب گورنر صاحب نے وہاں پر یہ حکم فرمایا تھا کہ یہاں پر پانچ پل چوڑے کر دیے جائیں ۔ جناب والا ۔ جس وقت یہ پل بنے تھے اس وقت ٹریفک بیل گاڑیوں سے چلتی تھی اور اب ٹریکٹر چلتے ہیں اس کے لیے منظوری بھی ہو چکی ہے ۔ معلوم نہیں اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ؟

جناب گورنر : میرے خیال میں ، میں نے یہ کبھی نہیں کہا تھا کہ

ٹریکٹروں کے لئے پل بناؤں گا ۔ یہ تو آپ غلط بات کر رہے ہیں وہاں پر تو آپ نے کراسنگ کے لیے کہا تھا اور کراسنگ ہم آپ کو بنوا دیتے ہیں ۔

راجہ شوکت حسین : جناب والا ۔ آپ نے اسوقت چیک بھی کروایا تھا اور معلوم ہوا تھا کہ اس کی منظوری ہو چکی ہے ۔

جناب گورنر : اگر ٹریکٹر کے لیے آپ کو پانچ پل بنوا دیں تو وہ بہت بڑے پل ہونگے ۔

راجہ شوکت حسین ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے ہمیں 25 میل کا فیصلہ طے کرنا پڑتا ہے ۔ جناب والا ۔ پل تو بہت ہیں مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہر چھ سات میل کے بعد ایک پل کو کشادہ کر دیا جائے یہ ہمارا مطالبہ ہے ۔

وزیر آب پاشی ۔ جناب والا ۔ یہ پانچ پلوں کی بات نہیں ہے ۔ نہروں کا سوال نہیں ہے یہ بہت بڑا سوال ہے ۔ جس کا ہمیں حل چاہیے ابھی کل آپ نے گورنر صاحب کا بیان سنا تھا کہ پنجاب میں رابطہ کی سڑکیں 2 ہزار 5 سو میل لمبی بنائی جا رہی ہیں ۔ اس کا کیا مطلب ہوا ذرا ایک منٹ کے لیے آپ سوچیں ؟ اس کا مقصد یہی ہوا کہ ہمارے سینکڑوں ہزاروں ندی نالے اس کے آس پاس مل سکیں گے ۔ ایک پل کا مجھے اندازہ ہے کیونکہ میں میلسی کے دورے پر گیا تھا وہاں پر سڑک بنی ہے ۔ دنیا پور سے میلسی تک ، یہ بڑی چوڑی سڑک ہے مگر نہر کے دونوں کناروں پر آ کر رک گئی ہے ۔ اس کے لیے ایک میل جنوب کی طرف ایک پرانا پل ہے اور یہ بھی بیل گاڑیوں کے لیے بنا تھا ۔ جب یہ سڑک بنائی گئی تو کسی نے اس کا خیال نہیں کیا کہ اس سڑک کو عبور کرنے کے لیے ایک میل جنوب کو جانا پڑے گا اور پھر شمال کو جانا پڑے گا اور جیسا کہ فاضل چیئرمین ملتان کو اس بات کا علم ہے کہ دنیا پور اور میلسی دو بڑے ٹاؤن ہیں اور اس کی یہ واحد سڑک ہے جو ایک دوسرے کو ملاتی ہے تو اس سے میں نے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ واپس آ کر وزیر مواصلات سے میں تفصیلی بات چیت کروں گا تا کہ جتنی رابطے کی سڑکیں اور پل بن رہے ہیں اور جتنی نہریں ، ڈرین اور اس قسم کی جو چیزیں ہیں وہ ایک مربوط پروگرام کے تحت ہوں اور یہ جو پرانے پل بنے

ہوئے ہیں یہ اس وقت کی ضرورت کے مطابق ہیں جب بیل گاڑیاں اور خچر چلا کرتے تھے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ 1872ء سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت نہ ٹریکٹر تھے نہ موٹر گاڑیاں تھیں اس کا مجھے پورا احساس ہے ۔ میں خود کاشت کار ہوں اور نہر کے کناروں سے واقف ہوں اس کا پہلے تو مرحلہ وار جائزہ لیا جائیگا اور پھر اس پر بھی وقت لگے گا کہ کیا چیز کہاں ہونی چاہیے ۔ آج سے پچاس سال پہلے آبادیاں چھوٹی تھیں اب بہت بڑھ گئی ہیں لیکن اس میں کروڑوں روپے کا خرچ ہے جو سوچ سمجھ کر کرنا پڑے گا جیسا کہ صدر صوبائی کونسل نے سڑکوں کا پروگرام واضح کیا ہے ۔ پلوں اور سڑکوں کے نظام کے ساتھ قائم کیا جائے ۔ اجتماعی مفاد کے لیے جہاں سڑکوں اور پلوں کو چوڑا کرنا پڑے گا وہ بھی کیا جائے گا ۔

چوھدری محمد صدیق سالار ۔ (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد)

جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاھتا ہوں کہ ہمارے ڈی ۔ ایم ۔ ایل ۔ اے صاحب فیصل آباد تشریف لائے تھے اور انہوں نے محکمہ نہر کا ایک بہت بڑا افسر معطل کیا تھا اس کے معطل ہونے کی وجہ یہ تھی وہ ہر سال گورنمنٹ کی طرف سے جو رقم ملتی تھی اس کو lapse کرتا تھا ۔ یہ رقم نہروں اور نالوں کی صفائی کے لیے ملتی تھی انہوں نے وہ رقم کبھی خرچ نہیں کی ۔ بلکہ ہر سال حکومت کو واپس کر دی جاتی تھی ۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ وہ ندی نالے جن میں سیلاب کا پانی بہتا ہے ان کی صفائی ہونی چاہیے نہروں کی پٹریاں سیلاب میں بہہ گئی ہیں اگر ان پر فوری طور پر توجہ نہ دی گئی تو وہ نہریں ٹوٹ جائیں گی ۔ اگر آپ نے نہروں کی صفائی کا نظام اچھا نہ کیا تو مدھو والا ڈرین اور پہاڑی ڈرین جس سے فیصل آباد کے ضلع میں تباہی آئی ہے اور دیہی آبادیاں تباہی کا شکار ہوئی ہیں ۔ مزید تباہ کاری پھیلائیں گے وہاں پر اب ہمارے نہ سکول ہیں نہ گھر اور اب ہم ٹیلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ٹھیک ہے گورنمنٹ ہماری مدد کر رہی ہے ڈپٹی کمشنر صاحبان ہماری مدد کر رہے ہیں ، چیرمین حضرات ہماری مدد کر رہے ہیں لیکن اگر آپ کے محکمہ کے ملازمین ڈرین سے سلھٹ کو نکال لیتے تو اس کا

پانی باہر نہ آتا ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (چیئرمین ضلع کونسل اٹک) ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا ۔ کل بھی بیگم عابدہ نے فرمایا تھا کہ دیہات کے ممبران کو زیادہ وقت دیا جائے اگر یہ سارا وقت سالار صاحب لے گئے تو ہم کہاں جائیں گے ۔ ہمارے بھی مسائل ہیں ۔ جناب والا ۔ دیہی علاقوں کی بھی بات ہونی چاہیے ۔ یہ تو فیصل آباد شہر کے ڈپٹی میئر ہیں ۔ محکمہ نہر کے مسائل ہمارے علاقہ میں بھی ہیں ۔ صرف ان کے علاقہ میں تو نہیں ہیں اور ہمارا آدمی تو منڈی بہاؤالدین بیٹھتا ہے ہمارے بھی مسائل ہیں اور ہمارے تین ٹیوب ویل بھی آپ نے لے لیے ہیں اور یہ چار ٹیوب ویل تو هری پور ہزارہ کی وجہ سے ہماری قسمت میں آ گئے ہیں اس پر کبھی محکمہ نہر نے غور نہیں کیا ۔ جناب والا ۔ ہمیں بولنے کا وقت ہی نہیں ملتا ۔

جناب والا ۔ میری درخواست یہ ہے کہ وزیر زراعت و آبپاشی موجود ہیں اس لیے پہلے میں زراعت اور آبپاشی کے متعلق عرض کروں گا ۔

زراعت اور آبپاشی کی ترقی کے لیے جس طریقے سے انہار کا سسٹم کسی زمانے میں سوچا گیا اور رائج کیا گیا اسی طریقے سے بارانی علاقوں میں بھی سوچا جائے کیونکہ پتا نہیں کہ کتنے کیوبک فٹ بارشی پانی موسمی لحاظ سے دریاؤں میں ضائع چلا جاتا ہے اور پھر وہ نالے اس طرح بردگی کرتے ہیں جس طرح کل یہاں دریاؤں اور دریائے راوی کا ذکر ہوتا رہا اور نالے پورے دیہات بہا لے جاتے ہیں ۔ وہاں سے ہم درخواستیں بھی بھیجتے ہیں اور اخباروں میں بھی لکھتے ہیں لیکن کبھی کوئی دیکھنے نہیں جاتا اور دریائے سندھ، اس سال بھی آدھا مانسہر ڈیم کا حصہ پھنگ سٹیشن تک اور تین گاؤں کو بہا لے گیا ہے۔ وہاں پر ایک صاحب گئے اور انہوں نے کہا یہ کوئی اہم بات نہیں ہے یہ پانی تربیلہ ڈیم سے کچھ زیادہ ہی چھوڑ دیا گیا ہو گا جس وجہ سے یہ واقعہ ہو گیا ہے اور اس کے بعد دو ۔ تین ۔ چار ۔ گاؤں مثلاً ۔ پنڈی گھیپ کے ساتھ

گنگی گاؤں ۔ چکی گاؤں اور ساج پور گاؤں ۔ وہاں کے پورے کے پورے دیہاتوں کی زمینیں بارانی نالوں سے بہہ گئی ۔ ان کا کنٹرول اتنا مشکل نہیں ہے نہ ہی ان پر اتنے اخراجات ہوتے ہیں ۔ جتنے اخراجات یہاں دریاؤں کے سپروں ، ان کی ری فٹنگ یا ان سے ریت نکالنے میں ہوں گے ۔ تو ان علاقوں پر بھی خدا کے لیے کچھ غور کیا جائے ۔ آئندہ میں بھی اپنی درخواست اسی طریقہ سے پیش کروں گا جیسے صبح آپ نے فرمایا ہے کہ جس محکمے کی بات ہو رہی ہے اس کے متعلق بولیں ۔ تو جناب والا۔ میں زراعت کے بارے میں عرض کروں گا وہاں پر سال ڈیم تھے وہ بن گئے ہیں ان سے مچھلیاں بھی بہت پیدا ہوتی ہیں ۔ ان ڈیم کی قیمت شاید مچھلیوں سے ہی حاصل ہو گئی ہے اور اس پر اریگیشن بھی ہوتی ہے ۔ ہمارا ایک قصبہ ہے جس کا نام لاٹ ہے وہاں الر مارشل لور خان کی گزرتے گزرتے نظر پڑ گئی انہوں نے کہا کہ یہاں اتنا پانی ضائع ہو رہا ہے حکومت لفٹ اریگیشن کیوں نہیں لگاتی تو جناب والا ۔ اللہ تعالیٰ کے کے فضل سے وہ لفٹ اریگیشن اسمبلی میں کسی بحث کے بغیر ہی اور بغیر کسی کی منظوری کے لگ گئی اور یہ قصبہ لاٹ حسن ابدال سے آگے ہے اور وہ پندرہ سو ایکڑ زمین کو سیراب کر رہا ہے اور اسی طرح چار ٹیوب ویل هری پور میں لگ رہے تھے تو اس طرح سے ان کی قسمت بھی اچانک جاگ گئی ۔ پھر تھوڑی سی غلطی ہو گئی کہ انڈسٹری کی بات کر دی لیکن جناب والا ۔ آپ جس ضلع کی طرف بھی نکلیں چاہے آپ خوشاب کی طرف نکلیں چاہے چکوال کی طرف یا میانوالی سب جگہ انڈسٹری لگی ہے لیکن جناب والا۔ اٹک کی کوئی بھی تحصیل ایسی نہیں ہے جہاں پر انڈسٹری لگی ہو ۔

مسٹر خاقان بابر ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ کیا وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے اور وقفہ تقاریر شروع ہو گیا ہے ۔ ؟

جناب گورنر ۔ نہیں ۔ دیکھیں ۔ یہ تو اریگیشن کے متعلق سوال کر رہے ہیں ۔

مسٹر خاقان بابر ۔ نہیں جناب والا ۔ میرا تو پوائنٹ آف انفارمیشن ہے ۔

جناب گورنر ۔ میں تو انہیں سے پوچھ رہا ہوں ۔

مسٹر خاقان بابر ۔ جناب والا ۔ اگر وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے تو ہم تقریر شروع کر دیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (اٹک) ۔ جناب والا ۔ میں وکیل نہیں ہوں ۔

جناب گورنر ۔ صرف اریگیشن کی بات کریں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (اٹک) ۔ جناب والا ۔ میں صرف اریگیشن کی بات کر رہا ہوں کہ لفٹ اریگیشن یا سرکاری ٹیوب ویل لگنے چاہیں ۔ حال ہی میں مجھے واپڈا کی رپورٹ ملی ہے کہ وہاں زمین کے نیچے پانی نہیں ہے تو جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جن کے پاس پیسے تھے انہوں نے ٹیوب ویل لگوا لیے ۔ ائرمارشل نور خان کا ٹیوب ویل تمن کے درمیان لگا ہوا ہے ۔ سردار شوکت حیات کے ٹیوب ویل اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں تو جناب والا ۔ وہاں پانی کیسے نکل آیا ۔ یہ جو رپوٹیں بنتی ہیں یہ اس علاقے کے لیے غلط بنتی ہیں یہ صاحبان بھی سڑک کے کنارے کنارے جا کر اور دیکھ کر واپس آ جاتے ہیں ۔ میری ان سے خط و کتابت جاری ہے جہاں انہوں نے نشان لگا کر بھیجے ہیں کہ اس کے نیچے پانی نہیں ہے تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ان ٹیوب ویلوں کے نیچے پانی کدھر سے آ رہا ہے ۔ جناب والا میں درخواست کروں گا کہ اریگیشن والے کچھ تکلیف کریں اور ان علاقوں کے بارے میں کچھ خیال کریں ۔

جناب گورنر ۔ بس ۔ اور کچھ ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (اٹک) ۔ جناب والا ۔ جب دوسرے محکمے آئیں گے تو مزید گزارش کروں گا ۔

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن ۔ راولپنڈی) ۔ جناب والا ۔ میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں ۔ گزارش یہ ہے کہ اسمبلی کا اجلاس آج دوسرے دن سے شروع ہے اور ابھی دو دن باقی ہیں۔ پنڈی میں غاصبانہ قبضہ کے سلسلے میں ایک حادثہ ہوا ہے جس میں میری کارپوریشن کا ایک آدمی گولی لگنے سے زخمی ہوا ہے میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ لابی میں ٹیلیفون ہونا چاہیے اب مجھے نیچے جا کر ٹیلیفون کرنا پڑ رہا ہے تو جناب والا ۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ آئندہ دو دن کے لیے یہاں ٹیلیفون لگنا چاہیے ۔ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے ہر ایک کا مسئلہ ہے میں نے دریافت کیا ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اوپر ٹیلیفون نہیں رکھا گیا ۔

جناب گورنر ۔ جی ہاں ۔ یہ ہونا چاہیے ۔

شیخ غلام حسین ۔ جی جناب یہ فوراً ہونا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اگر ہم نے یہاں رہنا ہے تو سارے کام بند کر کے نہیں رہنا ہے ان کو بھی چلانا ہے ۔

جناب گورنر ۔ ابھی ۔ ایک منٹ میں ۔

نواب لیاقت علی خان (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ملتان) ۔ جناب والا بہت سی باتیں maintenance and repairs of canals کے متعلق ہوئی ہیں اور کل چیئرمین پی اینڈ ڈی نے اریگیشن کی allocation 18 کروڑ روپے کی بتائی تھی اور اس میں سے بھی تقریباً 18 فیصد maintenance and repairs of canals کے متعلق ہے تو یہ سارے پنجاب کے لیے تین یا ساڑھے تین کروڑ بنتا اگر اریگیشن کا نظام بنایا جائے تو شاید کروڑوں روپے میں بنے اس کی maintenance کے لئے صرف تین کروڑ روپے رکھے ہیں تو جناب والا ۔ اس سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا ۔ دن بدن کنیال کی حالت خراب ہو رہی ہے پٹڑیاں خراب ہو رہی ہیں کٹاؤ روزانہ ہو جاتے ہیں تو اس کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کریں اور سپیشل ایلوکیشن maintenance and repairs of canals

کے لیے کریں ۔ میرے خیال میں اس سال میں بہت تھوڑے پیسے رکھے گئے ہیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ پہلے تو میں فاضل ممبر حاجی ملک محمد اکبر خان کا جواب دے دوں یہ میرے پاس محکمہ آبپاشی کی ایجنسی فار (for) بارانی ایریاز ڈویلپمنٹ (آباد) کی ڈیمز کی رپورٹ ہے اور یہ اس لیے میں نے منگوائی تھی کہ کسی صاحب نے ایک سوال اٹھایا تھا کہ اس سے پورے فائدے نہیں اٹھائے جا رہے اور چبلاھٹ ڈیم کا ذکر کیا تھا کہ اگر مارشل نور خان نے گزرتے گزرتے چبلاھٹ ڈیم بنوایا تو جناب چبلاھٹ ڈیم کی پوزیشن یہ ہے کہ یہ حسن ابدال سے جی ۔ ٹی ۔ روڈ پر دو میل کے فیصلے پر لفٹ اریگیشن سکیم ہے اس کا کلچرڈ recommended area 802 ایکڑ ہے اور 1500 ایکڑ کی آبپاشی نہیں ہو رہی اور 1963ء میں یہ مکمل ہوا تھا اور اس کی utilization ABAD سے پہلے تھی ۔ خریف میں 330 ایکڑ اور ربیع میں 320 ایکڑ اور ٹوٹل 650 ایکڑ ۔ ABAD کے آنے کے بعد 1980 - 1981ء میں خریف میں یہ 425 ہو گئی ہے اور ربیع میں 342 کل 762 ایکڑ رقبہ اب اس سے سیراب ہو رہا ہے اور چھوٹے ڈیم کی investigation اور تکمیل کے لیے ایک بڑے اور لمبے مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے ۔ ایک ۔ دو ۔ تین ۔ چار ۔ کوئی بارہ اقدامات کے بعد کوئی فیصلہ ہوتا ہے اگر دو کروڑ تک کا ہو تو حکومت پنجاب کرتی ہے اور اس کے اوپر مرکزی حکومت کے پاس جاتا ہے اور ایک ڈیم پر کروڑ ہا روپیہ خرچ کرنے کے بعد 300 - 500 - 700 اس طرح کے رقبے کی اس سے آبپاشی ہوتی ہے ۔

یہ جو ابھی میرے فاضل ممبر ملتان نے سوال اٹھایا تھا کہ تین ۔ چار ۔ یا پانچ کروڑ روپے صرف صفائی کے لیے ملتا ہے تو اول تو ہم سوچ ہی نہیں سکتے واقعی اس کی maintenance پر کھربوں روپے خرچ ہونے ہوں گے ابھی آپ نے نہ اریگیشن پر presentation سنی ہے نہ ایگریکلچر پر سنی ہے آپ سوال آگے آگے کر رہے ہیں تو اس لیے میں مختصراً آپ کو کہتا جاؤں کہ

بارانی ڈویلپمنٹ ایجنسی بنی ہے بارانی کالج بنا ہے انسٹیٹوٹ بن رہا ہے ۔ تو یہ کس کام کے لیے بن رہا ہے یہ صرف نہروں کے نظام کے لیے بن رہا ہے ۔ حکومت نے پہلی دفعہ فیصلہ کیا اور realize کیا ہے کہ 52 لاکھ ایکڑ بارانی ایریا ہے اور وہاں کی potential بہت ہے بارشیں زیادہ ہو رہی ہیں جہاں بارشیں کم ہوتی تھیں وہاں بارشیں زیادہ ہو رہی ہیں اور کھاد کا استعمال بڑھ رہا ہے اور یہ تجربوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ در حقیقت اس دفعہ آپ لوگوں نے گندم پیدا کی ہے اور بارشیں وقت پر ہوئی ہیں پہلے آدمی ایک sweeping statements کے ذریعے بیان دیتا رہتا ہے اور پھر بیل کی طرح تھک کر بیٹھ جاتا ہے کہ کچھ نہیں ہو سکتا ۔ آپ ایک واضح نقطہ کی طرف اشارہ کریں کہ وہاں یہ چیز ہونی چاہیے اور یہ resources کے اندر ہی رہ کر ہو سکتا ہے تقریباً 44 کروڑ روپے مختلف سکیموں پر بارانی ڈویلپمنٹ پر ہم اس سال خرچ کر رہے ہیں جہاں لفٹ اریگیشن ہو رہی ہے جہاں gravity اریگیشن ہے وہاں وہ کر رہے ہیں ٹیوبوں کی ٹرسیاں لگائی جا رہی ہیں میں آپ کو کھلی دعوت دیتا ہوں کہ آپ تجویز بنا کر لائیے رقبہ ہم دیتے ہیں ، مگر individual کے لیے نہیں کہ اکبر صاحب کو دو ہزار ایکڑ پانچ بھیڑوں کو پالنے کے لیے دے دیں ۔ نہیں اس کے لیے نہیں آپ اجتماعی طور پر سکیم بنا کر لائیے میں اور گورنر صاحب اس ایریا کے لوگوں کو منظوری دیتے ہیں یہ سکیم ایک نالے کو دیکھ کر ہی طے نہیں ہوتی کہ اس نالے پر ایک ڈیم بنا دیا جائے ویسے تو میں ان علاقوں میں زندگی کے نو سال گزار چکا ہوں اور بڑی exercises کی ہیں ہر جگہ ندی نالے ملتے ہیں لیکن اس کا collect-data کیا جاتا ہے کہ پچھلے سالوں میں کتنی بارشیں ہوئی ہیں اب کتنی بارش ہوئی ہے بارش کا flow کیا ہے اس کی capacity کیا ہے اور زمین کی gravity کیا ہے آپ کو تربیلہ کا حشر یاد نہیں ہے کہ اتنی investigation کے باوجود ٹنل (tunnel) کے چکر میں سے ابھی تک نہیں نکل سکے ہیں ۔ انھوں نے وہاں soil کی investigation نہیں کی تھی اور tunnel کو مضبوط جگہ نہیں ملی کہ جہاں اس کی بنیاد رکھی جا سکتی اس وجہ سے پورے کا پورا تربیلہ ڈیم خطرے میں پڑ گیا تھا کہ کہیں پورا تربیلہ ڈیم نہ الٹ جائے اس لیے میں آپ سے عرض کرونگا کہ آپ ایک منظم جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ ایک

ذمہدار عہدہ پر فائز ہیں تو جو آپ کا بیان ہو وہ facts پر مبنی ہو تاکہ اس کی نشاندہی پر ہم کچھ کام کر سکیں جنرل statement پر تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ۔

کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (وائس چیئرمین ضلع کونسل۔ راولپنڈی) : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! جناب چیئرمین کی وساطت سے میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ زراعت کے بارے میں مجھے بھی علم ہے ۔ جب موجودہ ڈائریکٹر جنرل نے takeover کیا میں نے ان کو خود ساتھ لے جا کر مختلف ڈیموں کو دکھایا جن کا پانی ایک ایکڑ پر بھی نہیں لگ رہا تھا ۔ نہ ہم سے پہلے وہ تھے نہ اب تھے ۔ وہ گزشتہ حکومت کی وجہ سے خامیاں رہی ہیں ۔ باقی کوئی ایسا ڈیم نہیں تھا جس کا مجھے پورا پورا علم نہ ہو ۔ وہاں تیرہ ہزار ایکڑ زمین ہے ۔ آپ کا ایک چھوٹا سا ڈیم پلاڑا ہے جس کی 400 ایکڑ بھی command نہیں ہے ۔ نہ اوپر والوں نے دیکھا نہ کسی اور صاحب نے دیکھا ۔ وہاں چند ایک بھیڑ بکریاں ہیں ۔ تیرہ ہزار ایکڑ کا رقبہ وہاں بیکار پڑا ہے ۔ اس طرح کے وہاں کے حالات لفٹ اریگیشن کے ٹیوب ویل لگانے اور آباد (AB AD) کی کارکردگی کے ہیں ۔ میں ، آباد کو criticise نہیں کر رہا ہوں ۔ آباد دن رات اپنی محنت کر رہا ہے لیکن فی الحال جو وسائل ملے ہیں اس وقت وہ عمارتیں راولپنڈی میں بنائے کے لیے ہیں ۔ باقی جو باہر انہوں نے کام کیا ہے وہ ایک دو جگہوں پر میلے کرائے ہیں کوئی ایک چھوٹا سا مرکز بھی بنا دیا ہے ۔ اس کے علاوہ ابھی تک عوام کی تسلی یا ان کے فائدے کی کوئی چیز ظاہر نہیں ہو رہی بلکہ آباد اور دوسرے لوگوں میں تخصیص پیدا ہوگئی ہے ۔ آباد کے لیے کتنے فنڈز ملتے ہیں ، وہ کدھر جاتے ہیں یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے ۔ وہاں ایک کالج بنایا گیا ہے ۔ میں جانتا ہوں ۔ مجھے پتا ہے کیونکہ میں ان کا سیمینار attend کر چکا ہوں ۔

وزیر آبپاشی : یہ چیز ہو رہی ہے ۔ پہلی دفعہ موجودہ حکومت نے

بارانی ایریا کی اہمیت کو سمجھا ہے ۔ جب تک ان کی infra-structure نہیں بنے گی ۔ سڑک نہیں ہوگی وہ فصل کو کہاں لے جائیں گے ۔ ۔ ۔

ایک آواز : چھوٹے کاشتکار جو خود کاشت کرتے ہیں ان کے متعلق کیا خیال ہے ؟

چودھری محمد اکبر کاہلوں (وائس چیئرمین ضلع کونسل ۔ سیالکوٹ) : جناب والا ! میں اس ایوان کے طریقہ کار کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں ۔ سوال جواب کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ تقاریر کی جائیں ۔ یہاں ایک سوال پیش ہو پھر اس کا جواب موصول ہو پھر اسی سوال پر متعلقہ ضمنی سوالات ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! میرا بھی پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ آپ ہماری ٹریننگ کے لیے نہیں آئے ہیں ۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے ۔

جناب گورنر : اکبر کاہلوں صاحب دیکھیے یہ وقت کی بات ہے ۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : جناب والا ! میں چیئرمین سے مخاطب ہوں ۔ طریقہ کار کی بات یہ ہے کہ ایک ممبر دوسرے ممبر کو مخاطب نہیں کر سکتا ۔

جناب گورنر : بالکل ٹھیک ہے ۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : میں ان کا بھی احترام کرتا ہوں ۔ میں پھر بھی انہیں اس طرف سے جواب نہیں دوں گا ۔ آپ کی وساطت سے بات ہونی چاہیے ۔

جناب گورنر : وقت بڑا محدود ہے ۔ آپ صرف پوائنٹس پر آ جائیں ۔ چھوٹے چھوٹے سوال ہوں اور ان کے چھوٹے چھوٹے جواب ہوں ۔ ورنہ ہم اپنا پروگرام پورا نہیں کر سکیں گے ۔

کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - جناب والا ! میں متعلقہ وزیر صاحب سے بات کر رہا تھا - ان کے پوائنٹ آف آرڈر کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی -

جناب گورنر : ٹھیک ہے - سوال و جواب کے لیے بڑا وقت ہے لیکن سوال to the point ہوں - ابھی تک صرف دو وزیر ہی ہوئے ہیں - اگر آپ اسی بحث کے اندر پڑ گئے تو نہ آپ کے پاس وقت ہے اور نہ اس ایوان کے پاس - چھوٹے چھوٹے سوال ہوں اور ان کے چھوٹے چھوٹے جواب ہوں - آپ پوائنٹ پر آ جائیں - اس کے لیے سب سے درخواست ہے - مجھے آپ مخاطب کریں - کوئی تلخی یا کوئی غصے کی بات نہیں ہے -

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (خاتون ممبر ضلع کونسل سیالکوٹ) : جناب والا ! میں زرعی عوامل کو اور زیادہ بہتر بنانے کے لیے آپ کی توجہ ایک اہم زرعی عمل کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں - مثال کے طور پر ٹریکٹر جو ہمارے ملک میں استعمال ہوتے ہیں . . . .

جناب گورنر : آپ محکمہ آبپاشی سے متعلق سوال کریں -

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں (ممبر میونسپل کارپوریشن - سیالکوٹ) : جناب والا ! لاہور ڈویژن کے بھی بڑے مسائل ہیں - ہمیں بہت تھوڑا وقت ملتا ہے آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمیں وقت دیا ہے - میں آپ کی وساطت سے آپ کی توجہ - وزیر صاحب کی توجہ اور پورے ہاؤس کی توجہ اس مسئلہ کی طرف دلانی چاہتا ہوں جس کا ذکر آپ نے اپنی تقریر میں بھی کیا تھا کہ حالیہ بارشوں میں سیالکوٹ کو کافی نقصان پہنچا ہے - سیالکوٹ ایک ایسا بدقسمت شہر ہے جو دو نالوں کے درمیان واقع ہے - ایک طرف نالہ ڈیک ہے اور دوسری طرف نالہ پلکھ ہے - بدقسمتی یہ ہے کہ محکمہ والوں نے شہر کے وسط میں لا کر نالے کا بند ختم کر دیا ہے اس کے آگے نالے کا بند نہیں ہے جس کی وجہ سے نالے کا پانی شہر کے وسط میں محلہ فتح گڑھ اور اس کے علاوہ انڈسٹریل سائٹ میں جمع ہو جاتا

ہے ۔ اگر فوج والے نالے پلڈ کے بند میں تھوڑا سا شگاف نہ ڈالتے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شہر کا کافی حصہ اس نالے کی زد میں آ جاتا ۔ فوج کی مہربانی تھی کہ انہوں نے اپنی طرف سے بند میں تھوڑا سا شگاف ڈالا اور پانی کینٹ کی طرف چلا گیا جس سے شہر کافی حد تک محفوظ رہا ۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ جو نالہ ڈیک کا بند نامکمل ہے اس کو مکمل کیا جائے ۔ میں نے ایگزیکٹو انجینئر جو ڈرینیج کو ڈیل کرتے ہیں ان سے بات کی تھی ۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوکل کونسل کی ذمہ داری ہے کہ وہ برساتی نالوں پر بند بنوائے ۔ میں ان سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ یہ مسئلہ لاکھوں کا نہیں کروڑوں کا ہے ۔ اس کے علاوہ ڈرینیج اور برساتی نالوں کی ڈی سیلٹنگ کرانی ہے ۔

جناب گورنر : آپ سوال کریں تقریر نہ کریں ۔ آپ اپنے پوائنٹ پر آ جائیں ۔ آپ کا سوال کیا ہے ؟

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں : جناب والا ! دونوں نالوں پر ایک تو بند تبدیل ہونا چاہئے دوسرے دونوں نالوں کی ڈی سیلٹنگ ہونی چاہئے ۔

وزیر آبپاشی : جہاں تک ڈی سیلٹنگ کا تعلق ہے کل میں نے مختصراً عرض کی تھی اب تفصیلاً عرض کروں گا کہ ہمارے پاس نہروں کی ڈی سیلٹنگ اور صفائی کے لیے پیسے نہیں ہیں ۔ ہم قدرتی نالوں کی صفائی بالکل نہیں کرسکتے ۔ بہرحال اگر کوئی تجویز ہو وہ ایوان میں اس طرح پیش نہ کی جائے بلکہ لکھ کر پیش کی جائے تا کہ اس کا جائزہ لیا جا سکے اور کچھ آپ کو بتایا جا سکے ۔ کچھ آپ کی تقریر سے فائدہ ہو ۔ کچھ اس علاقے کے عوام کو جس کی آپ نمائندگی کرتے ہیں ان کو فخر حاصل ہو ۔ وہاں کے عوام کو فائدہ حاصل ہو ۔ اس طرح تقریر سے کوئی فائدہ نہ آپ کو ہو گا نہ مجھے ہو گا ۔ ہمیں پتا نہیں کہ نالہ ڈیک یا نالہ پلڈ کہاں سے آتا ہے ۔ کس جگہ آتا ہے اور اس کی capacity کیا ہے ۔ اس کی سلٹنگ ہو سکتی ہے یا نہیں ۔

ان ساری چیزوں کا نہ صاحب صدر ، نہ میں ، نہ محکمہ کے سیکرٹری صاحب آپ کو جواب دے سکتے ہیں ۔ اس میں پیسے کا سوال ہے ۔ فنانس کا سوال ہے ۔ کس جگہ نقصان ہوا ہے ۔ ابھی ہمارے لاہور کے ممبر صاحب کھڑے ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ لاہور میں نقصان ہوا ہے لیکن میں جب دورے کے بعد ایوان میں آیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ پورا پنجاب ہی پسماندہ ہے ۔ پسماندہ ہی نہیں بلکہ پسماندہ تر اور پسماندہ ترین کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں ۔ میں ضلع مظفر گڑھ کا باشندہ ہوں ۔ وہ بھی پسماندہ ضلع ہے ۔ سیالکوٹ ۔ گوجرانوالہ بھی پسماندہ نکل آئیں گے ۔ ممبر صاحب کہیں گے کہ لاہور بھی پسماندہ ہے ۔ پتہ نہیں کون کون سے علاقے پسماندہ ہیں ۔ اب میری یہ درخواست ہے کہ پسماندہ اور پسماندہ ترین بالکل اس طرح ہے جیسے وی آئی پی تھا اب وی وی آئی پی ہو گیا ہے ۔ مہربانی سے اگر کوئی specific تجویز یا اس قسم کی تجویز ہے تو وہ اپنے اپنے ڈسٹرکٹ کونسلوں یا ضلع کونسلوں کے ذریعہ منظور کروا کر بھجوائیں تاکہ اس پر غور ہو ۔

یہ جو سوال آپ نے لکھ کر بھیجے ہیں ان کے متعلق کوئی سوال ہو تو ان کے جواب دیئے جا سکتے ہیں ۔ اس کا میں جواب کچھ نہیں دے سکتا کہ نالہ ڈیک کی کھدائی کروا سکتا ہوں یا نہیں ۔

مسٹر خورشید احمد کانجو (نائب چیئرمین پنجاب کسان بورڈ) : میرا پہلا سوال یہ ہے کہ پانی کے پختہ کھال کی افادیت معلوم ہو چکی ہے کہ اس سے کتنا فائدہ ہوا ہے ۔ کیا اس سکیم کو آگے بڑھایا جا رہا ہے یا نہیں؟

وزیر آب پاشی : جی ہاں ، پختہ کھالوں کی سکیم کو آگے بڑھایا جا رہا ہے ۔ کل چیئرمین پی اینڈ ڈی نے اس کی طرف واضح اشارہ کر دیا تھا ۔

مسٹر خورشید احمد کانجو : ضلع ملتان میں اس کے متعلق کیا پالیسی ہے ؟ کس کس تحصیل میں ہے ؟

وزیر آب پاشی : زبانی تو مجھے ضلعوں کے نام یاد نہیں ۔ اس میں 14 اضلاع شامل ہیں اور ضلع ملتان بھی اس میں شامل ہے ۔

مسٹر خورشید احمد کانجو : میرا دوسرا سوال یہ ہے ۔ میرے فاضل دوست نے آبیانے کے متعلق فرمایا تھا ۔ آج کل تقریباً ستر اسی فی صد لوگ کاشت کر رہے ہیں ۔ نہری پانی تقریباً 33 فی صد دیتے ہیں اور آبیانہ پورے رقبے پر لیا جاتا ہے ۔ تو میری درخواست ہے کہ کاشت کے لیے جتنے کیوسک پانی دے رہے ہیں اتنے کیوسک کے مطابق آبیانہ لگایا جائے ۔

وزیر آب پاشی : یہ تجویز ہے ۔ اس پر ہم غور کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ لکھ کر بھیجیے ۔ تاکہ اس پر غور و خوض کیا جائے ، میں کھڑے کھڑے تو کوئی جواب نہیں دے سکتا ۔

مسٹر خورشید احمد کانجو : تیسرا سوال یہ ہے ۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ کوئی سپیشل کیس بتائیں ، جنرل نہ بتائیں ۔ لودھراں سیکشن میں ایک ایکسیئن (X-EN) اصغر محمود صاحب ہیں ۔ انہوں نے ڈیپارٹمنٹ کے اندر جو خرابیاں کی ہیں ، اس کے متعلق میں نے ایک درخواست بھیجی تھی ۔ وہ جو خرابیاں انہوں نے باہر کی ہیں ۔ مثلاً تریموں میں انہیں کہا تھا کہ وہاں نہر کے پٹواری اکٹھے ۔ وہی کاغذات وہ لے کر لودھراں گئے ہیں ۔ انہوں نے وہاں پر 15 ہزار روپیہ لے کر ۔ ۔ ۔ ۔ مگر میں نے اس کو کوٹ (quote) نہیں کیا ، کیونکہ وہاں عام گواہیاں ہوں گی ۔ انہوں نے محکمے کے اندر جو دھاندلیاں کی ہیں ، مثلاً درخت بیچے ہیں ، 63 ہزار کے نیلام کیے ہیں اور 23 ہزار روپے کے دکھائے ہیں ۔ اس پر ایک انکوائری مقرر کی گئی ۔ پہلے اس پر ایس ہی ساہیوال کو مقرر کیا گیا تو ایکسیئن صاحب کو وہ پسند نہ آیا ، کیونکہ ایس ہی ساہیوال شاید ایماندار آدمی تھا ۔ کہنے لگے کہ وہ شیعہ ہے اور میں سنی ۔ اس لیے وہ ٹھیک ٹھاک نہیں ہے ۔ پھر وہ رحیم یار خان کی طرف تبدیل کیا گیا ۔ ۔ ۔

جناب گورنر : آپ پھر دوسری طرف نکل گئے ۔ آپ سوال پر آئیں ، ورنہ ہم آگے نہیں چل سکیں گے ۔ تحریری سوالات کیے گئے ہیں اور ہم نے تحریری جواب دیے ہیں ۔ اگر ان سوالات کی کوئی وضاحت آپ کو چاہیے تو اس پر آ جائیے ۔

مسٹر خورشید احمد کانجو : میں وضاحت صرف یہ چاہتا ہوں کہ ایس پی ساہیوال ۔ ایس پی رحیم یار خان کو انکوائری کیے بغیر کیوں ختم کر کے ایس پی بہاول پور کو لگایا گیا ہے ؟

وزیر آب پاشی : میرے زیر غور تو یہ مسئلہ نہیں رہا ہے ۔ اگر آپ پہلے توجہ مبذول کراتے تو آپ کو لکھ کر جواب دیتے ۔ بہرحال سیکرٹری صاحب اس کو نوٹ کر لیں ۔ اس کو دیکھ کر ذاتی طور پر آپ کو جواب دیا جا سکتا ہے ۔ ایسا مسئلہ جس میں انکوائری اور قانون ہوتا ہے ، پہلے سے پوچھا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ حقیقت کیا ہے ۔ کھڑے کھڑے تو میں نہ قانون دان ہوں ، نہ غیب کا مجھے علم ہے اور نہ کسی انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ اسے غیب کا علم ہو ۔

مسٹر خورشید احمد کانجو : رائٹ بنک چشمہ کینال کس مرحلے میں ہے ؟ اس کی تکمیل کی کب تک توقع ہے ؟

وزیر آب پاشی : رائٹ بنک چشمہ کینال ویسے تو واپڈا کا پراجیکٹ ہے ۔ تاہم چشمہ کی طرف سے اس کی کھدائی کا کام شروع ہو چکا ہے ، رقم مختص ہو گئی ہے ۔ امید ہے ، مرحلہ وار پروگرام کے مطابق جیسے جیسے اس کے لیے پیسے ملتے رہیں گے انشاء اللہ مکمل ہو جائے گی ۔ کیونکہ یہ on going project میں شامل ہوگیا ہے ۔ اگر ایک دفعہ کام شروع ہو جائے اور اللہ کی تائید حاصل رہے تو ختم بھی ہو جاتا ہے ۔

جناب گورنر : میرے خیال میں ، اب اگلے وزیر صاحب کو لے لیجیے میں ایوان سے ایک بات ضرور عرض کروں گا ۔ آپ غور سے سن لیں تحریری سوال ہوتے ہیں اور تحریری ان کے جواب ۔ آج کی بحث ان سوالوں کے اوپر ہے آپ کو اس کوئی وضاحت چاہیے تو صرف وہاں تک محدود رہیں ۔ پھر جب عام بحث کا وقت آئے گا تو سارا دن بیٹھیں گے ، ساری رات بیٹھنے کو تیار ہیں ۔ اس طرح تو آگے نہیں چل سکیں گے ۔

ملک امان اللہ (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) : انھوں نے جواب دیا ہے ، اس کی وضاحت چاہتا ہوں ۔

جناب گورنر : ٹھیک ہے ، آپ وضاحت لے لیں .I don't mind

ملک امان اللہ : وزیر آب پاشی نے جو جواب دیا ہے ، اس سلسلے میں ضمنی سوال ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے کہ تھل کینال کو 1977ء میں کوئی شگاف پڑا ہے ۔ اور فصل خریف کی وارہ بندی یا اس مجبوری ہو رہی ہے ۔ نہر مذکور کی زیادہ سے زیاد بمطابق منظور شدہ capacity 7500 ہزار کیوسک ہیڈ سے چلائی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ ۔ شاید انہیں صحیح کوائف مہیا نہیں کیے گئے ۔ پرسوں وزیر پٹرولیم و قدرتی وسائل میانوالی تشریف لائے تھے ۔ میں انہیں موقع پر بھی لے گیا تھا ۔ آپ کے ایکسیئن کالا باغ نے وہاں ٹینٹ لگا رکھا ہے اور آپ کا عملہ ڈیرے ڈالے ہوئے ہے موچھ اور پائی خیل کے درمیان ناکہ ہوا ہے ، شگاف ہوا ہے اور آپ نے کہا ہے کہ شگاف ہوا ہی نہیں ۔ ہم نے ڈسٹرکٹ کونسل کی طرف ایک ریزولیشن بھیجا تھا کہ اگر آپ پچاس یا ساٹھ لاکھ کے قریب رقم مہیا کر دیں تو وہ خلا پر ہو جائے گا جس کی دن رات آپ نگہداشت کرتے ہیں ۔ پوری تھل کینال میں پورا پانی نہیں چل رہا اور اس سے تحصیل میانوالی ، تحصیل خوشاب اور تحصیل لیہ جو ٹیل پر ہے ، اس کے لیے پانی کی جو صحیح مقدار آپ نے مقرر کر رکھی ہے ، وہ بھی نہیں چلائی جاتی ۔ اور آپ یہاں کہتے ہیں کہ وہاں شگاف ہوا ہی نہیں ۔

وزیر آب پاشی : آپ بات کر رہے ہیں 1977ء کی اور موجودہ وزیر ۔ ۔ ۔

ملک امان اللہ : یہ بتائیے کہ آیا موچھ اور پائی خیل کے درمیان شگاف ہوا ہے ؟ اور کیا ایکسیئن کالا باغ نے وہاں ڈیرہ ڈال رکھا ہے ۔

وزیر آب پاشی : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا ، سوال تحریری موجود ہے 1977ء کے شگاف کی بات کی جا رہی ہے ۔ اگر اگست 1981ء کی بات کی جاتی تو آپ کو تفصیل مہیا کی جاتی ۔ جس کو آپ شگاف کہہ رہے ہیں ابھی اس کی بات نہیں ۔ مجھے تھل کینال سے وابستگی بھی ہے ، اس کے متعلق میں تحقیق کرتا رہتا ہوں ۔ ٹیل کو پانی پہنچانے کے لیے کنارے بلند کیے جاتے ہیں اور وہ وقتاً فوقتاً ٹوٹ جاتے ہیں

اس کی سمت بدستور جاری رہتی ہے - تاکہ ٹیل کو کسی نہ کسی صورت تھوڑا بہت پانی ملتا رہے - اور اس کے کنارے بلند کیے جاتے رہے ہیں - جہاں تک شگاف کا تعلق ہے کہ دو سو فٹ نہر کا کنارا ٹوٹ کر پانی میں غرق ہو گیا یہ 1977ء کے سوال کا جواب آپ کو مل گیا ہے - اگر آپ نیا سوال کرنا چاہتے ہیں تو اس کا جواب آپ کو دے دیا جائے گا کہ شگاف پڑا ہے یا نہیں - جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے ' یہ طاقت صرف خداوند تعالیٰ کے پاس ہے کہ اسے غیب کا علم ہے - وہ ہر جگہ دیکھ رہا ہے - آپ سوچ میں ہو آئے ہیں - آپ نے دیکھ لیا ہے کہ لوگ ڈیرہ ڈالے بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے 1977ء کے سوال کو 1981ء کے ساتھ لنک نہ کیجیے -

جناب گورنر : سوال تک آپ محدود رہیں - اگلا محکمہ -

اناؤنسر : واپڈا کے نمائندے واپڈا سے متعلق تحریری سوالات کے جواب دیں گے -

21 - ھڈہ ڈرین پر ٹیوب ویلوں کی تنصیب

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل ، سرگودھا) کیا چیئرمین واپڈا از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ ضلع سرگودھا میں ھڈہ ڈرین پر ٹیوب ویلز آج سے ایک سال پہلے منظور کئے گئے تھے ان کی اب کیا پوزیشن ہے اور ٹیوب ویل کب لگنا شروع ہوں گے - ٹیوب ویل نہ لگنے کی وجہ سے اس علاقے کے عوام سخت پریشان ہیں کیونکہ اس علاقے کی زمین سیم کی وجہ سے بالکل تباہ ہو چکی ہے -

جنرل مینجر (ڈسٹری بیوشن) پاور واپڈا (جناب مسعود الرحمان چودھری) : ھڈہ ڈرین کا تعلق سکارپ نمبر 2 کے اس علاقے سے ہے جہاں پر زیر زمین پانی کھارا ہے - ایسے علاقوں میں مزید 70 ٹیوب ویل نصب کرنے کی سکیم منظور شدہ ہے - ان میں وہ 20 ٹیوب ویل بھی شامل ہیں جو کہ ھڈہ ڈرین کے ساتھ ساتھ ملحقہ علاقے میں نصب کرنا ہیں -

مذکورہ ٹیوب ویلوں کے لیے سالانہ ترقیاتی منصوبہ برائے سال 1981-82 میں رقم مختص کر دی گئی ہے اور ٹیوب ویل لگانے کا ٹھیکہ دے دیا گیا ہے۔ ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا کام ماہ ستمبر، اکتوبر 1981ء میں شروع ہو جائے گا اور دوران مالی سال 1981-82ء میں پایہ تکمیل کو پہنچ جانا متوقع ہے۔

(کوئی ضمنی سوال نہ ہوا)

26 ۔ دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی

26 ۔ **لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (راولپنڈی)** : کیا چیئرمین واپڈا از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے۔ کہ فی الوقت ضلع راولپنڈی میں ہر سال 36 دیہات کو بجلی مہیا کی جاتی ہے جب کہ 2000 سے زیادہ دیہات کو بجلی مہیا کرنا ابھی باقی ہے۔ اس طرح سے تمام دیہات کو بجلی مہیا کرنے کے لیے کم از کم نصف صدی کا عرصہ درکار ہوگا؛ ضلع راولپنڈی میں اس مسئلہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ بعض یونین کونسلیں ایسی ہیں جن میں 80 فیصد سے زیادہ دیہات کو بجلی مہیا کی جا چکی ہے۔ جب کہ کچھ ایسی یونین کونسلیں بھی ہیں جن میں کسی بھی دیہات کو ابھی تک بجلی مہیا نہیں کی گئی۔ اس اس کے پیش نظر کہ صرف ان دیہات کو بجلی مہیا کی جاتی ہے جو پاور لائن سے آدھ میل کے اندر اندر واقع ہوں پسماندہ علاقے پسماندہ ہی رہیں گے۔

واپڈا کی یہ پیشکش کہ جو دیہات، اخراجات کا ایک تہائی حصہ ادا کریں گے انھیں بجلی مہیا کر دی جائے گی اگرچہ خوش آئند ہے لیکن غریب عوام کی دسترس سے باہر ہے مجھے یہ بتایا جائے کہ صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں کیا گزرتی ہوگی۔ جن کی آبادی بڑی دور دور ہے اور دیہات ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر واقع ہیں یقیناً موجودہ حالات میں وہاں کے غریب عوام کے لیے کے ایک تہائی اخراجات ادا کرنا مشکل ہوگا کیا ضلع راولپنڈی کے بارے میں واپڈا حکام مندرجہ ذیل معلومات فراہم کریں گے۔

(الف) موجودہ گرڈ اسٹیشنوں کی تعداد اور آئندہ دو سال کے دوران بنائے جانے والے گرڈ اسٹیشنوں کی تعداد۔

(ب) موجودہ پاور لائنز۔

مندرجہ بالا معلومات کے پیش نظر واپڈا حکام کو اس علاقہ میں جو ابھی تک پسماندہ ہے نئی پاور لائنیں بچھانے کا منصوبہ بنانا چاہیے۔ پسماندہ علاقوں کی پسماندگی میں کمی کی جانی چاہیے۔

جنرل مینجر (ڈسٹری بیوشن) پاور واپڈا (مسعود الرحمان چوہدری) : ہمارے ریکارڈ کے مطابق محولہ صورت حال درج ذیل ہے۔

ضلع راولپنڈی میں بجلی کی فراہمی سے گذشتہ پانچ برس میں فیض یاب ہونے والے دیہات کی تعداد درج ذیل ہے۔

1975-76ء	—	11
1976-77ء	—	6
1977-78ء	—	42
1978-79ء	—	17
1979-80ء	—	65

گزشتہ پانچ برس میں بجلی فراہم کیے جانے والے

دیہات کی کل تعداد	141
اوسط تعداد فی سال	28

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ بجلی کی فراہمی کی رفتار یہی رہتی ہے تو تمام دیہات کو بجلی فراہم کرنے میں 30 سے 50 برس لگ جائیں گے یہ بات نہ صرف ضلع راولپنڈی کے لیے سچ ہے بلکہ پورے پاکستان کے لیے بھی صحیح ہے۔ پاکستان میں 42,000 دیہات میں جن میں سے اب تک 10,000 دیہات کو تقریباً 1000 دیہات فی سال کی شرح سے بجلی فراہم کی جا سکی ہے اور اگر یہ رفتار برقرار رکھی جاتی ہے تو پاکستان کے تمام دیہات کو بجلی فراہم ہونے میں مزید 30 برس لگ جائیں گے۔ واپڈا

ہر سال 3000 دیہات کو بجلی مہیا کرنے کا اہل ہے بشرطیکہ وفاقی حکومت کی طرف سے بجٹ میں ضروری رقوم فراہم ہو جائیں ۔ یہ مسئلہ درحقیقت مالی وسائل کا ہے ۔

حال ہی میں حکومت پنجاب نے ایک سکیم جاری کی ہے جس کے تحت سالانہ عمومی کوٹے کے علاوہ ان دیہات کو بھی بجلی فراہم کرا دی جائے گی جو بجلی کی فراہمی پر اٹھنے والے کل اخراجات کا ایک تہائی ادا کرنے کو تیار ہوں ۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے ایسے تمام دیہات سے جو بجلی کی فراہمی کے ایک تہائی اخراجات برداشت کرنے پر تیار ہوں ۔ 31 دسمبر 1980ء تک درخواستیں طلب کی تھیں ۔ اس سہولت سے مستفید ہونے کے لیے 3000 سے 4000 ہزار کے درمیان درخواستیں موصول ہوئیں ۔ اب واپڈا ان دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے سلسلے میں سروے کر رہا ہے تاکہ دیہات کو بجلی کی فراہمی پر اٹھنے والے اصل اخراجات کا تخمینہ لگایا جا سکے ۔ یہ کام 31 مارچ 1981ء تک پورا ہو جائے گا ۔ جس کے بعد جو دیہات اپنے علاقے کے ایگزیکٹو انجینئر کے بتائے ہوئے بنک میں ایک تہائی رقم جمع کروا دیں گے تب ان دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا کام ہاتھ میں لے لیا جا سکے گا ۔

موجودہ اور مجوزہ گرڈ سٹیشنوں اور ترسیلی لائنوں کے بارے میں اطلاع (الف اور ب) ضمیموں میں درج ہے ۔

ضمیمہ الف ضلع راولپنڈی کے گرڈ سٹیشن

گرڈ سٹیشن کا نام	وولٹیج
1 ۔ گوجر خان	132/11 کلو وولٹ
2 ۔ اسلام آباد انڈسٹریل	"
3 ۔ اسلام آباد راول	"
4 ۔ اسلام آباد یونیورسٹی	132/33/11 کلو وولٹ
5 ۔ اسلام آباد زیرو پوائنٹ	"

6 ۔ کہوٹہ	132/11 کلو وولٹ
7 ۔ راولپنڈی بکرا منڈی (چھکری روڈ)	،،
8 ۔ راولپنڈی اے ای سی ایلور	،،
9 ۔ راولپنڈی شہر	،،
10 ۔ راولپنڈی کوہ نور ٹیکسٹائل ملز	،،
11 ۔ راولپنڈی ریوات	،،
12 ۔ ٹیکسلا ایچ ایم سی	،،
13 ۔ واہ نیو	،،
14 ۔ واہ پی او ایف ایسٹ	،،
15 ۔ واہ پی او ایف ویسٹ	،،
16 ۔ واہ پی او ایف نارتھ	،،
17 ۔ ھٹیاں	66/11 کلو وولٹ
18 ۔ واہ پرانا	66/33 کلو وولٹ
19 ۔ واہ مستحکم سیمنٹ	66/11 کلو وولٹ

مجوزہ گرڈ سٹیشن	نوعیت کار	تکمیل کی متوقع تاریخ
20 ۔ راولپنڈی 132/11 کلو وولٹ	تجدید	1980-81ء
21 ۔ راولپنڈی چھکری روڈ ،، ،،	،،	،،
22 ۔ راولپنڈی کے ٹی ایم ،، ،،	،،	،،
23 ۔ اسلام آباد انڈسٹریل ،، ،،	توسیع	،،
24 ۔ اسلام آباد یونیورسٹی	،،	،،
25 ۔ راول ،،	،،	،،
26 ۔ اسلام آباد یونیورسٹی	،،	1982-83ء
27 ۔ مری	نیا	،،
28 ۔ راولپنڈی پیر ودائی	نیا	،،
29 ۔ راولپنڈی 220/132 کلو وولٹ	،،	،،
30 ۔ سید 132/11 کلو وولٹ	،،	،،
31 ۔ گوجر خان 132/11 کلو وولٹ ،،		1981-82ء

ضمیمہ ب ضلع راولپنڈی کی ترسیلی لائنیں

ترسیلی لائن کا نام	وولٹیج
1 ۔ برہان ۔ واہ	132 کلو وولٹ ڈبل سرکٹ
2 ۔ واہ ۔ ٹیکسلا	" " سنگل سرکٹ
3 ۔ برہان اسلام آباد زیرو پوائنٹ	" " " "
4 ۔ برہان راولپنڈی چھکری روڈ (بکرا منڈی)	" " ڈبل سرکٹ
5 ۔ راولپنڈی چھکری روڈ (بکرا منڈی) کوہ نور ٹیکسٹائل ملز	" "
6 ۔ کوہ نور ٹیکسٹائل ملز اسلام آباد انڈسٹریل اسلام آباد زیرو پوائنٹ	" "
7 ۔ اسلام آباد زیرو پوائنٹ تا اسلام آباد راول	" " ڈبل سرکٹ
8 ۔ اسلام آباد راول ۔ اسلام آباد یونیورسٹی	" " سنگل سرکٹ
9 ۔ راولپنڈی چھکری روڈ ۔ اے ای سی نیلور	" " ڈبل سرکٹ
10 ۔ اے ای سی نیلور ۔ کہوٹہ	" " سنگل سرکٹ
11 ۔ کہوٹہ ۔ رہوات	" " " "
12 ۔ راولپنڈی رہوات ۔ منگلا	" " " "
13 ۔ راولپنڈی چھکری روڈ ۔ راولپنڈی شہر منگلا	" " " "
14 ۔ اے ای سی نیلور ۔ گوجر خان	" " " "
15 ۔ رہوات ۔ گوجر خان	" " " "
16 ۔ گوجر خان ۔ جہلم	" " " "
17 ۔ واہ نیو ۔ واہ اولڈ	66 کلو وولٹ " "
18 ۔ واہ نیو ۔ واہ مستحکم سیمنٹ	" " " "

مجوزہ ترسیلی لائنیں	تکمیل کی متوقع تاریخ
19 ۔ اسلام آباد یونیورسٹی ۔ اے ای سی نیلور (132 کلو وولٹ ڈبل سرکٹ)	1981ء
20 ۔ اسلام آباد یونیورسٹی ۔ راول (132 کلو وولٹ سنگل سرکٹ)	،،
21 ۔ گوجر خان ۔ سید (132 کلو وولٹ سنگل سرکٹ)	1982ء
22 ۔ پرانے پیر ودائی (کے ٹی ایم سے اندر اور باہر) (132 کلو وولٹ ڈبل سرکٹ)	1983ء
23 ۔ راولپنڈی 220 راول (132 کلو وولٹ سنگل سرکٹ)	1983ء
24 ۔ اسلام آباد یونیورسٹی ۔ مری (132 کلو وولٹ سنگل سرکٹ)	1983ء

43 ۔ ضلع قصور میں بجلی فیل ہونے کے متعلق شکایات

43 ۔ الحاج چوھدری محمد حیات (نائب چیئرمین پنجاب ٹرانسپورٹرز ایسوسی ایشن) کیا وزیر آبپاشی و بجلی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

سوال (الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصور شہر میں بجلی بار بار فیل ہوتی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

جنرل مینجر (ڈسٹریبیوشن) پاور (جناب مسعودالرحمان چوھدری) : یہ حقیقت ہے کہ قصور شہر میں کچھ عرصہ پہلے بجلی کے بار بار فیل ہونے کی شکایات تھیں ۔ جن کی وجوہات مندرجہ ذیل تھیں ۔

جواب (الف) (1) قصور شہر کو بجلی کی 66 کے وی کی ترسیلی لائن لاہور جاتی ہے ۔ بجلی کی مانگ بڑھ جانے سے اس لائن پر بوجھ لائن کی گنجائش سے بڑھ گیا تھا ۔ اس مسئلہ کے حل کے لیے واپڈا نے 132 کے وی کی نئی لائن بچھا دی ہے ۔ اور 132 کے وی کا گرڈ سٹیشن بنا دیا گیا ہے ۔ جس سے قصور شہر کی بجلی کی

ضروریات بخوبی پوری کی جا رہی ہیں اور بجلی کی سپلائی کا نظام بھی پہلے سے بہتر ہو گیا ہے ۔

(2) قصور شہر میں بجلی کی تقسیم کا نظام بہت پرانا اور بوسیدہ ہے ۔ اس کی اصلاح کے لیے شہر کے کئی علاقوں میں بجلی کے پرانے کھمبے اور تاریں تبدیل کر دی گئی ہیں اور کئی مقامات پر اصلاح و مرمت کا یہ کام جاری ہے ۔ جس سے بجلی کا نظام مزید بہتر ہو جائے گا ۔

(3) بجلی کے گھریلو اور صنعتی صارفین کی ناقص اور بوسیدہ وائرنگ بھی بجلی فیل ہونے کی ایک وجہ ہے ۔ اس سلسلے میں عوام کے تعاون کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی وائرنگ کو درست کرائیں ۔

سوال (ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ شکایت پچھلے کئی سال سے ہے ۔ لیکن تا حال اس شکایت کا ازالہ نہیں ہوا ۔

جواب (ب) مذکورہ شکایت کئی سال سے لاحق تھی ۔ لیکن اب صورت حال میں بڑی حد تک اصلاح کی جا چکی ہے ۔

سوال (ج) اگر محولہ بالا (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس شکایت کو رفع کرنے کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

جواب (ج) اس سلسلے میں مختلف اقدامات کا ذکر جواب (الف) میں کر دیا گیا ہے ۔

(ضمنی سوالات)

الحاج چوھدری محمد حیات : جناب والا ! اس علاقے میں پہلے پانچ چھ مرتبہ بجلی روزانہ فیل ہوتی تھی ۔ اب اس سے زیادہ تعداد میں فیل ہو جاتی ہے ۔ پہلے وولٹیج ٹھیک ہوتے تھے ۔ لیکن اب وہ بھی کم ہوگئے ہیں ۔ اگر متعلقہ اہلکاروں کو شکایت کی جائے تو کوئی دھیان نہیں دیتے ۔

بیگم نجمہ حمید صاحبہ (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی):

جناب والا ! پچھلی مرتبہ بھی اسی ایوان میں واپڈا کے متعلق شکایت کی گئی تھی اور اس ضمن میں جنرل فضل رازق صاحب جو اس وقت واپڈا کے چیئرمین تھے انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر راولپنڈی کی بجلی کا نظام واپڈا کے پاس ہوتا تو ان کو اس شکایت کا موقع نہ ملتا ۔ اگر آج وہ یہاں موجود ہوتے تو ان سے میں یہ دریافت کرتی کہ پہلے تو دو گھنٹے بجلی فیل ہوتی تھی اب تو رات بھر بجلی نہیں آتی ۔ اس گرمی کے موسم میں بچوں اور بڑوں کا گرمی سے برا حال ہوتا ہے ۔ خواتین کو خاص طور پر یہ شکایت ہے اور ان کو بجلی کے فیل ہو جانے سے بہت تکلیف ہے اس سے اے ۔ سی اور فریج وغیرہ بھی خراب ہو جاتے ہیں ۔ جس سے بہت مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے بجلی نہ ہونے سے جتنی تکلیف ہوتی ہے ۔ میں اس کو بیان نہیں کر سکتی ۔

جناب گورنر : کیا یہ سوال پنڈی کے متعلق ہے ۔

مسٹر چیئرمین واپڈا : میں اس وقت سوال 43 کا جواب دے رہا ہوں اور یہ سوال قصور سے متعلق ہے ۔ بیگم صاحبہ ٹھیک ہے میں نے آپ کی شکایت سن لی ہے میں اس کو دیکھوں گا ۔

بیگم لجمہ حمید صاحبہ : جناب والا ! میرا سوال بھی واپڈا سے متعلق تھا اس لیے میں نے ان سے سوال کیا تھا ۔

جناب گورنر : نہیں ۔ نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ یہ سوال قصور کے متعلق ہے ۔

جنرل مینجر ڈسٹریبوشن پاور (واپڈا) : سوال نمبر 43 قصور کے متعلق ہے اس لیے میں فاضل رکن سے عرض کروں گا کہ وہ مجھے کسی خاص علاقے کی نشان دہی کریں تاکہ میں اس کے متعلق دریافت کر سکوں ۔ کیونکہ اب بجلی کی رو درست ہو گئی ہے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات : جناب والا ! میں نے تمام قصور کی بات کی ہے ۔ اب بجلی کی حالت یہ ہے کہ وہ آنکھ مچولی کرتی رہتی ہے ۔ اور

خاص طور پر جمعرات اور جمعہ کو تمام دن ایسا ہوتا ہے ۔ اس ضمن میں میں نے ذاتی طور ایکسین صاحب کو بتایا تھا لیکن انہوں نے اس کے متعلق کوئی وعدہ نہیں فرمایا ۔ آپ بیشک ان سے ٹیلیفون پر بات کر کے پوچھ لیں اس کے بعد میرے سوال کا جواب دیں ۔

جنرل مینجر ڈسٹریبوشن (واپڈا) : اس ضمن میں عرض ہے کہ میں اس کے متعلق انکوائری کرکے ہی بتا سکوں گا ۔

51 ۔ نئی صنعتوں کے لیے بجلی پیدا کرنے کے لیے اقدامات

میاں اجمل حسین (صدر لاہور اسٹاک ایکسچینج ۔ لاہور) : کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔ کہ نئی صنعتوں نیز ان میں مزید توسیع کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے صوبہ بھر میں بجلی کی پیداوار اور سوئی گیس کی فراہمی بڑھانے کے لیے حکومت کی جانب سے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں ؟

جنرل مینجر ڈسٹری بیوشن ، پاور ۔ واپڈا (مسعود الرحمن چوہدری) : ملک میں بجلی کی ترسیل و تقسیم کے لیے واپڈا نے مربوط نظام قائم کر رکھا ہے ۔ جس کی بدولت تمام علاقوں کو قومی گرڈ سے ملا دیا گیا ہے ۔ اور اس کی وجہ سے ملک میں پیدا ہونے والی بجلی ضرورت کے مطابق کسی بھی علاقہ میں ترسیل کی جا سکتی ہے ۔ بجلی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے واپڈا ملک میں بجلی کی پیداوار کو بڑھانے اور اس کو ملک کے تمام حصوں تک مؤثر طریقہ سے ترسیل کرنے کے ایک جامع منصوبہ پر عمل کر رہا ہے ۔ حال ہی میں گدو تھرمل بجلی گھر میں 210 میگا واٹ اور منگلا میں 100 میگا واٹ کے دو اضافی یونٹ لگائے گئے ہیں ۔ اس طرح منگلا کی پیداواری استعداد 800 میگاواٹ ہو گئی ہے ۔ تربیلا میں چار زائد یونٹوں پر کام جاری ہے ۔ ان سے 700 میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی ۔ اور یہ 1983 کے اوائل تک مکمل ہو جائیں گے ۔ یہ تمام یونٹ دوسرے صوبہ کے علاوہ پنجاب کی ضروریات کو بھی پورا کریں گے ۔

صوبہ پنجاب میں بجلی کے ترسیلی نظام کو نہ صرف مستحکم کیا جا رہا ہے بلکہ مختلف سکیموں کے ذریعے مزید وسعت اور ترقی بھی دی جا رہی ہے ۔ صوبہ بھر میں 500 ، 220 ، 132 اور 66 کے ۔ وی کی لائینوں اور متعدد گرڈ اسٹیشنوں کا جال بچھایا جا رہا ہے ۔

واپڈا کے تکمیل شدہ ترقیاتی منصوبوں کے نتیجہ میں 1979.80ء میں صوبہ پنجاب میں 4183 صنعتی کنکشن دیئے گئے ۔ رواں مالی سال دوران کے مئی 1981ء تک صوبہ میں 4254 کنکشن دیئے جا چکے ہیں ۔

54 ۔ ڈیرہ غازی خان میں واپڈا کے اہلکاروں کی بد اعمالیاں

54 ۔ جناب محمد بلال طور (چیئرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان)

جنرل منیجر (ڈسٹریبوشن) پاور-واپڈا ۔ (مسعود الرحمان چوہدری)

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شہر ڈیرہ غازی خان کی سٹریٹ لائٹ کی لائینوں سے واپڈا کے ملازمین پرائیویٹ صارفین کو کنکشن دے دیتے ہیں ۔

(الف) یہ حقیقت نہیں ہے کہ شہر ڈیرہ غازی خان میں سٹریٹ لائٹ کی لائینوں سے واپڈا کے ملازمین پرائیویٹ صارفین کو بجلی دیتے ہیں ۔

ب ۔ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بلدیہ کو جو ماہانہ بل ارسال کیے جاتے ہیں وہ اکثر غلط ہوتے ہیں اور جو بل بلدیہ کی طرف سے جمع کرایا جاتا ہے اسے پھر اگلے بل میں شامل کر کے بھیج دیا جاتا ہے ۔ حالانکہ اس کے جمع کرنے کی رسید بھی موجود ہوتی ہے ۔ مگر اس کی درستی نہیں کی جاتی ۔

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے کہ بلدیہ کو جو بل دیئے جاتے ہیں درست نہیں ہوتے ہیں ۔ بلدیہ اپنا پیسہ قومی بچت کی اسکیم کے پاس رکھتی ہے ۔ اس لیے بل کی ادائیگی دیر سے ہوتی ہے اور اس کے سکرول بھی دیر سے آتے ہیں ۔ اس لیے گزشتہ ماہ کے بل کی رقم بھی موجودہ بل میں الگ

کر آ جاتی ہے ۔ مگر جیسے ہی واپڈا کو بل کی ادائیگی کی رسید دکھائی جاتی ہے بل کی درستگی فوراً ہو جاتی ہے ۔

ج ۔ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ واپڈا پرائیویٹ لوگوں اور بلدیہ کو میٹر فراہم نہیں کرتا ۔ تحریری طور پر محکمہ واپڈا کی طرف سے بلدیہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ میٹر بازار سے خرید کریں ۔ بازار سے خرید کیے گئے میٹر معیاری نہیں ہوتے ۔ اس طرح میٹر وغیرہ بازار سے خرید کرنا غیر قانونی اقدام ہے ۔

(ج) واپڈا کے پاس عارضی طور پر میٹر کی کمی پیدا ہو گئی ہے ۔ بلدیہ کے 30 کنکشن تھری فیز کے ہیں اور اس وقت سارے میٹر بند پڑے ہیں ۔ اس لیے واپڈا نے بلدیہ سے خود اپنا میٹر خریدنے کی گزارش کی تھی اور بلدیہ نے وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ خود میٹر خرید کر دے گی ۔ واپڈا نے یہ نہیں کہا کہ بازار سے خریدے ہوئے میٹر معیاری نہیں ہوتے ۔ پرائیویٹ صارفین بازار سے میٹر خرید کر دیتے ہیں اور ان کے کنکشن لگ رہے ہیں ۔

د ۔ اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت ان تکالیف کو رفع کرنے کے لیے کوئی فوری اقدامات کرنے کو تیار ہے ؟

(د) میٹر کی کمی کو دور کرنے کے لیے واپڈا نے جاپان سے دس ہزار تھری فیز میٹر اور دو لاکھ سنگل فیز میٹر خریدنے کا فیصلہ کیا ہے اور

اس کے لیے آرڈر بھی دے
دیا گیا ہے ۔ پانچ ہزار تھری
فیز میٹر تو روانہ بھی ہو
چکے ہیں ۔

جناب گورنر : اس طرح تو وقت بہت ضائع ہوگا ۔ دراتی صاحب اس ضمن میں اسمبلی کا کیا پروسیجر ہے کہ کیا سوال کی عبارت پہلے پڑھی جاتی ہے یا صرف جواب ہی پڑھا جاتا ہے آپ صرف جواب ہی پڑھ کر سنائیں ۔ کیا اسمبلی کے رولز اس ضمن میں ہیں کہ سوال پکارا جائے اور صرف اس کا جواب پڑھا جائے ۔

(ضمنی سوالات)

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (میئر میونسپل کارپوریشن ۔ ملتان) : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب ! طریقہ کار یہ ہے کہ اگر سوال کرنے والا موجود ہے تو وہ کھڑا ہو اور خود سوال کا نمبر پکارے ۔ اگر وہ نہیں ہے تو اس کا سوال lapse ہو جائے گا اور اس کا جواب بھی نہیں دیا جائے گا ۔

جناب گورنر : بالکل ٹھیک ہے ۔ میں آپ سے متفق ہوں کیونکہ اس طرح سے بورنگ ہو جاتا ہے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی : جناب والا ! یہ سوال و جواب کا گھنٹہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو تقاریر ہو رہی ہیں اور irrelevant باتیں ہو رہی ہیں ۔

جناب گورنر : بالکل ۔ کیونکہ ہم اس سے تھوڑا سا deviate کر گئے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی : جناب نے ٹھیک فرمایا تھا کہ جب اس دفعہ چار دن بحث ہوئی ہے تو اس میں تمام بحث ہو جائے گی ۔

جناب گورنر : ہمیں تقریباً کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ہم وہی procedure follow کریں جو اسمبلی کا ہے ورنہ یہ بورنگ ہے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی : جناب والا ! اس سے بہت سے محکمے رہ جائیں گے ۔

جناب گورنر : جس آدمی کا سوال ہو وہ کھڑا ہو جائے اور اس کے سوال کا جواب دے دیں ۔ اس کے متعلق جو کچھ پوچھنا ہے پوچھیں ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی :

Sir, I think for every Department the time limit is fixed. It would be better if the remaining questions are laid on the table.

الحاج چودھری محمد حیات :

Sir, if you want to give fixed time to every Department I think the other questions must be laid on the table
تو اس طرح سے وقت بچ سکتا ہے اور متعلقہ حضرات ایک آدھ سوال پوچھیں اس کے بعد بولنے کی اجازت نہ ہو ۔

جناب گورنر : جی ہاں ۔

الحاج چوھردی محمد حیات : جناب والا ! اس چیز کی ضرورت ہے کہ آیا
That answer falls on the basis of correctness or otherwise.
اگر جواب غلط دیا جا رہا ہے تو سوال کرنے والے کو وضاحت طلب کرنے کا حق حاصل ہو ۔

جناب گورنر : اس کی وضاحت کیجیے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے لکھا ہوا سوال ہم سے پوچھا ہے ۔ کیونکہ ہم کوئی اور پروسیجر follow کر رہے ہیں ۔ یہاں اسمبلی والوں کا بڑی عقل کا پروسیجر ہے ۔ آپ لکھا ہوا سوال پوچھنا چاہتے ہیں اس پر یہ وقت لگاتے ہیں اور بڑا سوچ

سمجھ کر آپ کو جواب دیتے ہیں - وہ آپ کا سوال ہے اور باقی لوگ اس کو پڑھ لیتے ہیں - اگر آپ interested ہیں کہ اس میں جواب غلط دیا گیا ہے اور آپ اس کی وضاحت چاہتے ہیں تو بڑے شوق سے پوچھیں -

الحاج چودھری محمد حیات : جی ٹھیک ہے -

جناب گورنر : میرا خیال ہے کہ اس کو ہم follow کرتے ہیں تاکہ کسی نتیجہ پر پہنچیں -

الحاج چودھری محمد حیات : جی ہاں -

جناب گورنر : مجھے کچھ اور بتایا گیا - تو اس کو ہم follow کریں گے -

محترمہ سیدہ عابدہ حسین (جھنگ) : جناب والا ! میں واپڈا کے متعلق مختصر ذکر کرنا چاہتی ہوں۔ وہ یہ کہ واپڈا حضرات ہمیں بتائیں کہ backlog کے سلسلے میں جو تمام صوبے میں ہو رہا ہے - اس طرح سے ہو جائے تو ہمارے ضلع جھنگ کے backlog میں 45 دیہات تھے - ہمیں پی ایم جی کی طرف سے واپڈا دیہات کے اوپر غالباً سوا سو دیہات تجویز کیے گئے اور یہ کہا گیا کہ آپ ان میں سے 45 دیہات کو چن لیں - چنانچہ ہم نے 45 دیہات کو select کیا - پھر ان 45 دیہات کو بھی reduce کرنے کے لیے کہا گیا کہ آپ ان 45 میں سے سلیکٹ کریں - ہم نے eventually 19 دیہات سلیکٹ کیے - اس کو بھی 9 پر لایا گیا - پھر ہم نے واپڈا کی لسٹ میں سے 9 کی نشاندہی کی تو واپڈا نے کہا کہ یہ دیہات crieteria کو fulfil نہیں کرتے - تو ان نو میں سے سات کو رد کر دیا اور کہا کہ ہم صرف دو کو سلیکٹ کریں گے - تو میرا گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر واپڈا کی بنیادی لسٹ crieteria کو fulfil نہیں کرتی تو پھر اس میں کونسل تو بے بس ہے - نتیجہ یہ ہوا کہ مالی سال چونکہ اختتام کو آ رہا تھا (یہ میں سابقہ مالی سال کا ذکر کر رہی ہوں) تو ہمارا جہاں 45

دیہاتوں کا backlog پر ہونا تھا ۔ وہاں صرف دو دیہات کا backlog پر ہوا ۔ اس لیے اس ضمن میں ، میں واپڈا سے وضاحت چاہتی ہوں ۔

جناب گورنر : clarification سے پہلے it is out of question ۔ ایک دفعہ جب ایک چیز approve ہو گئی تو میرے خیال میں آپ بھی بیٹھتے ہیں وہ بھی بیٹھتے ہیں ہم آپ کو پیسہ دیتے ہیں ۔ یہ آپ کا پیسہ ہوتا ہے ۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ اس سے ہٹیں ۔

جنرل منیجر (ڈسٹری بیوشن) واپڈا (جناب مسعود الرحمٰن چودھری) : جناب والا ! واپڈا کو کوئی اختیار نہیں کہ کسی گاؤں کے بارے میں کہہ دے کہ ہم اسے دیتے ہیں یا نہیں دیتے ہیں ۔ جب صوبائی حکومت اسے منظور کرتی ہے اور صوبائی حکومت کو یہ ہدایات ہیں کہ کرتے وقت یہ دیکھیں کہ اگر آدھے میل سے یہ فاصلہ زیادہ ہے تو وہ تب تک نہ کریں جب تک دوبارہ ہماری منظوری نہ لیں ۔ تو پہلے اس کا سروے کیا جاتا ہے مگر جیسے محترمہ نے فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر : .It is out of question right now چونکہ یہ ہو رہا ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہ ہٹ جاتے ہیں ۔ اگر 45 تھا تو 45 ہونا چاہیے ۔ یہ 45 سے 19 اور پھر 19 سے 2 کیسے رہ گیا ۔ اور وہ 2 بھی Question Mark ۔

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (خالد جاوید صاحب) : جناب والا ! اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک لسٹ دی جاتی ہے ۔ ایک طرف تو واپڈا نے لسٹ میں یہ دے دیا کہ اتنے گاؤں طے کر لیے ہیں ۔ پھر یہ دیا گیا کہ آدھے میل کے اندر نہیں ہیں ۔ تو ان کا اعتراض یہ تھا کہ اگر واپڈا کو کوئی پتا نہیں تو ہمارا وقت کیوں ضائع کرتے ہیں ۔

جناب گورنر : آپ بیٹھ کر دیکھ لیں ۔ چونکہ آپ اس پوسٹ پر نئے آئے ہیں ۔ اگر کوئی شکوک و شبہات پلاننگ ڈویژن سے ہیں تو اسے دور کر لیں ۔

نواب زادہ مظفر علی خان (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) : جناب والا ! فہرست میں ایسے دیہات بھی ہیں جنہیں پہلے بجلی مہیا کر دی گئی ہے لیکن ایسے دیہات بھی ہیں جو چار ، پانچ ، چھ اور دس میل کے فاصلے پر ہیں لیکن وہاں بجلی مہیا نہیں کی گئی ۔ تو آپ اسے چیک کریں کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مالی سال میں بھی وہاں بجلی مہیا نہیں کی جائے گی ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! میں سوال نمبر 26 کے ضمن میں مختصراً عرض کروں گا کہ انہوں نے اس سوال کا جواب تو تفصیلاً دے دیا ۔ تو اس سلسلہ میں ، میں یہ عرض کروں گا کہ علاقہ پنگالی گوجر میں ایک گرڈ سٹیشن لگایا جائے ۔ پچھلے سال جاتلی میں لگانے کا پلان تھا لیکن کسی وجہ سے وہاں زمین نہ مل سکی اور وہ منصوبہ ادھورا رہ گیا ۔

جناب گورنر : یہ آپ کا نیا سوال ہے ؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جی ہاں ۔

جناب گورنر : نیا سوال ابھی نہیں کریں گے ۔

Please restrict yourself to the question under discussion.

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : I am requesting that

جناب گورنر : Are you satisfied with the answer or not ? request پر بعد میں آئیں گے ۔ آپ اس جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں ؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! میں نے جو سوال کیا تھا وہ کسی غرض کے لیے کیا تھا ۔

جناب گورنر : کیا آپ نے وہ غرض لکھ کر دی تھی ؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! میں لکھ کر دے رہا ہوں کہ مجھے جاتلی گوجر میں ایک گرڈ سٹیشن چاہیے ۔ اس کے لیے میں 6 ایکڑ زمین دوں گا ۔

جناب گورنر : اس پر غور کریں گے ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! ایک دوسری کمیونٹی واٹر سپلائی سکیم ہے جس میں 5 موگوں کو پانی مل رہا ہے۔ اگر وہاں بجلی مہیا ہو جائے تو ہماری اس سلسلے میں کافی دقت دور ہو جائے گی۔

جناب گورنر : کیا یہ اس سوال کے بارے میں ہے ؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! اس کے بارے میں میں لکھ کر دے رہا ہوں۔

جناب گورنر : آپ لکھ کر دے دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! یہ special sanction کا حصہ ہے اور ایک موگہ چونی عالم شیر میں بھی ہے تو اس کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر : کیا یہ اس سوال کے بارے میں ہے ؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! بالکل اس کے بارے میں ہے۔

جناب گورنر : I am getting over your point now. ۔ ابھی میں نے فیصلہ کر لیا ہے ۔ تو آپ اس جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں ؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جی ہاں ۔ میں مطمئن ہوں۔

جناب گورنر : آپ مطمئن ہیں تو پھر آپ تشریف رکھیں۔

Next Question. Sorry we can't waste time any more now.

75 ۔ گیارہ ہزار وولٹ کی لائنوں سے ٹیوب ویلوں کے لیے بجلی کی فراہمی

جناب عبداللہ خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) :	**جنرل منیجر (ڈسٹری بیوشن) پاور واپڈا (مسعودالرحمان چوہدری):**	
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق واپڈا	(الف) واپڈا صرف انہی گاؤں کو بجلی پہنچاتا ہے جس کی	

11 ہزار وولٹ کی بجلی کی لائنوں سے نصف میل دور واقع دیہاتوں کو بجلی بہم پہنچاتا ہے بشرطیکہ کل لاگت کا ایک تہائی حصہ بطور چندہ واپڈا کے پاس جمع کرائیں۔	منظوری حکومت پنجاب دیتی ہے البتہ حکومت پنجاب کی ان دنوں یہ پالیسی ہے کہ وہ 11 ہزار وولٹ کی لائن سے نصف میل تک واقع گاؤں جس کی آبادی زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے ، بجلی پہنچانے کی منظوری دیتی ہے - اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے ایک اور پالیسی بنائی ہے - جس کے تحت کسی گاؤں کو بھی بجلی پہنچائی جا سکتی ہے خواہ اس کی دوری 11 ہزار وولٹ لائن سے کتنی ہی کیوں نہ ہو - بشرطیکہ اس کی آبادی پانچ سو سے زیادہ ہو اور کل تخمینہ کا ایک تہائی گاؤں والے دینے کو تیار ہوں -
(ب) اگر بحوالہ بالا (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹیوب ویلوں کے لیے بھی اس فارمولہ کے تحت بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ شہری پانی کی قلت دور ہو سکے اور سیم زدہ زمینوں کا بھی تدارک ہو سکے۔	(ب) ٹیوب ویلوں کو کنکشن پورے تخمینہ سے 15 ہزار روپے رعایت دینے کے بعد باقی رقم جمع کرانے پر دیئے جاتے ہیں -

(ضمنی سوالات)

جناب عبداللہ خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) :
جناب والا! ضلع میانوالی کی بیشتر آبادی دور دراز دیہاتی علاقہ میں چار چار ، پانچ پانچ ، چھ چھ میل تک پھیلی ہوئی ہے - ہمارا ضلع بہت پسماندہ اور غریب ہے - اس کے لیے ہمیں ایک تہائی والی رقم کی معافی ہونی چاہیئے اور جو بجلی ٹیوب ویل کے لیے فراہم کی جاتی ہے اس کے نرخ بہت زیادہ ہیں - کیونکہ ہمارا پانی بہت گہرا ہے یہ تقریباً 400, 500 فٹ گہرا ہے - ہمارا مطالبہ ہے - کہ - - - -

جناب گورنر : جب سوالات ہو جائیں - تو یہ چیز جنرل بحث میں پیش کریں - ویسے میں کل جواب دے بیٹھا ہوں کہ ہمارے جو پسماندہ علاقے ہیں ان کو ہم تھوڑا سا وزن دے رہے ہیں - اس میں خود بخود درستی آ جائے گی - بہرحال اس میں ہم میانوالی ضلع کو سب سے زیادہ وزن دیں گے -

چوہدری محمد صدیق سالار (فیصل آباد) : پوائنٹ آف انفارمیشن -
جناب والا! آپ نے اپنی تقریر میں اور فاضل ممبر واپڈا نے بھی اپنے جوابات میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ دیہات میں کچھ ترجیحات کی بنیاد پر بجلی فراہم کی جاتی ہے - اور حکومت پنجاب نے اب 3 کروڑ روپے سے اضافہ کرکے 15 کروڑ روپے مختص کئے ہیں - اب چونکہ بجلی ایک بنیادی ضرورت ہے تو ہر شہری اور دیہاتی کی یہ خواہش ہے کہ بجلی جلد از جلد مہیا کی جائے - اور اس وقت تیس سے پچاس سال تک کی معیاد اس کام کے لیے بتائی گئی ہے - صوبائی حکومت زیادہ فنڈز دے رہی ہے تو کیا جناب والا اس ایوان کی یہ خواہش آپ مرکزی حکومت تک پہنچائیں گے کہ صوبہ پنجاب چونکہ سب سے زیادہ آبادی کا صوبہ ہے - اس لیے واپڈا دیہات میں بجلی کی فراہمی کے لیے زیادہ فنڈز provide کرے -

جناب گورنر : جناب میں آپ سے بالکل متفق ہوں - میں نے پہلے ہی

اس رقم کو تین سے پندرہ کروڑ روپیہ کر دیا ہے - پانچ گنا میں نے بڑھا دیا ہے - میرا وفاقی حکومت سے یہ جھگڑا رہے گا کہ آپ ہمیں اور فنڈز دیں - پنجاب بہت پیچھے رہ گیا ہے -

18 - اسلحہ لائسینسوں کا اجراء

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ صاحبہ (خاتون ممبر ضلع کونسل ، میانوالی) : کیا سیکرٹری امور داخلہ از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ میں عوام کو لائسینس جاری کرنے پر پابندی ختم کر دی گئی ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پنجاب میں عوام کو اسلحہ لائیسنس جاری کرنے پر پابندی عائد ہے -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب میں عوام کو اسلحہ لائسینس جاری کرنے پر پابندی ختم کر رہی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

سیکرٹری امور داخلہ (محمد حیات اللہ سنبل) : پنجاب میں ہتھیاروں کے لائسنس کے اجرا کے سلسلہ میں مئی 1980ء سے نسبتاً نرم پالیسی اختیار کی گئی ہے - یہ ترمیم اسی جذبہ سے کی گئی ہے کہ پہلے لائسنس کے اجرا کے سلسلہ میں جو سخت پابندیاں تھیں ان کو نرم کیا جائے اور اب لائسنس زیادہ تر تعداد میں جاری کئے جائیں - طریق کار یہ ہے کہ اجرا کے وقت عام لوگوں کی یا سرکاری ملازمین کے سلسلہ میں ان کے ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ سے سفارشات ہوم ڈیپارٹمنٹ میں پہنچتی ہیں اور سیکرٹری امور داخلہ اپنا اطمینان کرنے کے بعد لائسینس جاری کرنے کے احکامات جاری کرتا ہے - یہ پالیسی وقتاً فوقتاً ہم ریویو کرتے رہتے ہیں اور گورنر صاحب کو اپنی سفارشات پیش کرتے رہتے ہیں - اس بات کے جواب

میں کہ کیا یہ پابندیاں ختم کر دی جائیں گی ، میں فی الوقت یہی کہہ سکتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً صورت حال کا جائزہ لیا جاتا ہے اور جو مختلف عوامل اس پالیسی کو وضع کرنے میں کار فرما ہوتے ہیں ۔ ان کی روشنی میں فیصلہ کیا جاتا ہے ۔ اگر مزید گنجائش کی ضرورت ہوگی تو اس کی سفارش بھی جناب گورنر کو کر دی جائے گی ۔

(ضمنی سوالات)

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ جب دوسرے صوبوں میں گورنر صاحبان نے اجازت دے دی ہے ۔ تو ہمارے گورنر صاحب کیوں اجازت نہیں دیتے اس کی کیا وجہ ہے ؟

جناب گورنر : ہماری پوزیشن سندھ سے مختلف ہے یہاں problems ہیں ،

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : جناب والا ! پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے ۔ اس میں کوئی problem نہیں ہے ۔ لائسنس کے اجرا کے سلسلہ میں حکومت کو بھی فائدہ ہے کیونکہ ہماری جو لائسنس فیس جمع ہوگی ۔ اس سے ملک کو فائدہ پہنچے گا ۔ اور جن کے پاس لائسنس نہیں ہے وہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے ۔ ہمارے علاقہ میں روزانہ قتل ہوتے رہتے ہیں ۔ جو شریف شہری ہوتے ہیں وہ دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں ۔

جناب گورنر : اچھا جی ! میں اسے دیکھوں گا ۔ I will see to it

ملک امان اللہ (میانوالی) : جناب والا ! ہمارے ضلع میں سرحد والے لائسنس جاری کر رہے ہیں ۔ میرے خیال میں یہ خلاف قانون ہے ۔ ایبٹ آباد سے کوئی سو سے زیادہ لوگ اٹک میں لائسنس لے آئے ہیں ۔ اور پشاور سے بھی لوگ لائسنس لا رہے ہیں ۔

جناب گورنر : یہ ہر صوبے کی الگ پالیسی ہوتی ہے مگر میں اس کو دیکھ لوں گا ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا یہ جو نئے لائسنس لینے والوں کے لیے پالیسی ہے کیا لائسنس یافتہ لوگوں کے

فوت ہونے کے بعد ان کے ورثا کے لیے بھی یہی پالیسی ہے - گزشتہ دنوں یہ سننے میں آیا تھا کہ ورثاء کے سلسلہ میں ڈپٹی کمشنر ضلع کو اختیارات دیئے جا رہے ہیں اس کے متعلق میں دریافت کروں گا -

جناب گورنر : کوئی problem نہیں ہے - ہمیں تو جو بھی apply کرتا ہے اس کو دے دیتے ہیں (سیکرٹری امور داخلہ سے مخاطب ہو کر) اس میں ذرا دیکھیں اس میں کوئی بات ہے -

سیکرٹری امور داخلہ : اچھا جی - میں اس کو دیکھ لوں گا -

شیخ غلام حسین (راولپنڈی) : جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ہوم سیکرٹری صاحب کی توجہ ، ایک حالیہ واقعہ کی طرف دلاؤں گا - وہ یہ ہے کہ کل ہمارا راولپنڈی کارپوریشن کا عملہ ایک encroachment ہٹانے کے لیے گیا وہاں موقع پر بااثر لوگوں نے فائرنگ کی - جس کی وجہ سے ہمارا کارپوریشن کا ایک آدمی ٹانگ پر گولی لگنے کی وجہ سے زخمی ہوا یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے - لیکن میں جس مسئلہ کی نشاندہی کے لیے کھڑا ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ پولیس نے کافی دیر تک اس وقوعہ کی رپورٹ درج نہیں کی - اور مجھے ٹیلیفون پر لاہور اطلاع دی گئی - اور پھر انہوں نے جناب ڈپٹی کمشنر راولپنڈی سے رابطہ قائم کیا اور ان کی مداخلت کے بعد پھر رپورٹ درج ہوئی - تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر سرکاری اداروں کے اہلکاروں کی سارا دن رپورٹ درج نہ ہو تو یہ ایک بڑی زیادتی ہے - اگر یہ بات درست ہے کہ ایک سرکاری ادارہ سارا دن رپورٹ درج نہیں کرتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے اس طرح سے ہر آدمی اگر متوازی حکومت بنانا شروع کر دے تو - - - -

جناب گورنر : یہ آپ کا پوائنٹ ہو گیا یہ آپ کو معلوم کر کے کل تک بتا دیں گے -

(سوال نمبر 66 نہ پوچھا گیا)

4 - پراجیکٹ منیجروں کے دفتروں کے لیے سٹیشنری و بجلی کی فراہمی

چودھری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ صحیح ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی نے مرکز کی سطح پر قائم پراجیکٹ منیجروں کے دفتروں کے لیے سٹیشنری اور بجلی کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی ہے بلکہ نئے دفتروں میں جمعدار کی تنخواہ تک کے لیے کوئی رقم مخصوص نہیں ہے ؟

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : حکومت نے سٹیشنری کے لیے تقریباً دو ہزار روپے کی رقم فی مرکز مہیا کی ہے - بجلی کے اخراجات غیر متوقع فنڈز کے حساب میں سے خرچ کئے جا سکتے ہیں - نیز 38 مراکز میں مستقل جمعدار تعینات کئے گئے ہیں جب کہ باقی ماندہ مراکز میں جز وقتی جمعدار مہیا کئے گئے ہیں -

5 - مراکز کو قانونی حیثیت کی نادہندگی

چودھری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) : کیا وزیر لوکل گورنمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1979ء کے تحت ہونے والی تحصیل کونسلوں کو ختم کر دیا گیا ہے - لیکن مرکز کو ابھی تک کوئی قانونی حیثیت اس ایکٹ کے تحت نہیں دی گئی ہے - مرکز کی سطح پر بہت سے قومی تعمیراتی محکمہ جات کا کوئی نمائندہ مقرر نہ ہے - کیا مرکز کو واقعی حکومت فعال بنانا چاہتی ہے تو اس طرف توجہ کیوں نہیں دی جاتی ؟

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : حکومت نے مرکز کی سطح پر انتخابات کرا کر مراکز کو جمہوری حیثیت دے دی ہے - اس کو قانونی حیثیت دینے کے لیے مناسب وقت پر غور کیا جائے گا -

مزید برآں حکومت مراکز کو فعال بنانے کے لیے کوشاں ہے - اس سلسلہ میں پراجیکٹ منیجروں کے لیے رہائش گاہ اور مختلف محکموں کے کارکنوں کو اکٹھا کرنے کے لیے دفاتر تعمیر کئے جا رہے ہیں جس سے دیہات کی سطح پر محکموں کے نمائندوں کی حاضری یقینی ہو جائے گی -

6 ۔ لاہور میونسپل کارپوریشن کی سڑکوں اور گلیوں کی مرمت کی رقوم میں خردبرد

جناب سراج قریشی (صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور) : کیا وزیر بلدیات و دیہی ترقی از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ 1980.81ء کے مالی سال کے دوران لاہور میونسپل کارپوریشن چار کروڑ سے زائد رقم سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر اور مرمت پر صرف کر چکی ہے ۔ لیکن شہر کی سڑکوں پر خرچ کیے جانے کی بجائے شاید یہ رقم خرد برد ہو گئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ۔

اس خطیر رقم کی اخراجات کی تفصیل کیا ہے اور کیا حکومت کسی غیر جانبدار اور ماہر کمیٹی کا تقرر کر کے کارپوریشن کی مہیا کردہ تفصیل کی تصدیق اور جانچ پڑتال کرانے کے لیے تیار ہے ۔ اس ضمن میں کیا یہ وضاحت بھی فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اسلامیہ پارک سے لے کر سمن آباد کے گول چکر تک پونچھ روڈ کی تعمیر کا ابتدا میں جو تخمینہ تیار کیا گیا تھا ۔ کیا اس کی مالیت تقریباً 75000 نہیں تھی اور کیا اس کام کے لیے ٹینڈر طلب نہیں کیے گئے تھے ؟

(ب) کیا ٹینڈر منظور ہو جانے کے بعد یہ تخمینہ بڑھتے بڑھتے 9 لاکھ روپے تک پہنچ گیا تھا اور یہ درست ہے تو اس رقم کے دوبارہ ٹینڈر کیوں طلب نہ کیے گئے ۔

(ج) یہ کہ اس سڑک پر جو رقم کتابوں میں خرچ کی مد میں دکھائی گئی ہے ۔ وہ دراصل اس سڑک پر خرچ نہیں کی گئی ۔ بلکہ ٹھیکیدار اور متعلقہ افسران نے اس رقم کا کثیر حصہ خرد برد کر لیا ہے ۔ اس لیے اس کام کی جانچ پڑتال ضروری ہے ۔

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : (الف) یہ درست ہے کہ کارپوریشن نے تعمیر و مرمت سڑکات اور گلیات پارک چار کروڑ روپے سے زائد رقم خرچ کی اصل خرچ پانچ کروڑ ستر لاکھ روپے تھا - یہ رقوم کارپوریشن کے مختلف علاقوں میں تعمیر و مرمت پر خرچ کی گئی - ان رقوم کے خرچ کی تفصیل مختصراً حسب ذیل ہے -

(1) تعمیر نالیاں و فرش بندی 2,10,00,000 روپے

(2) مرمت نالیاں و فرش بندی 3,00,00,000 روپے

(3) تعمیر سڑکات 2,50,00,000 روپے

(4) مرمت سڑکات 80,00,000 روپے

کل اخراجات 5,70,00,000 روپے

(بقیہ جواب برائے سوال نمبر 6)

بسلسلہ جزو (ب) جوابات مندرجہ ذیل ہیں -

(الف) (1) یہ درست ہے کہ سڑک موصولہ پونچھ روڈ از چوبرجی چوک تا گول چکر سمن آباد کا تخمینہ مالیتی 75,000 روپے تھا جس میں کچھ حصہ کی ریزنگ اور باقی ماندہ حصہ کی صرف دو کوٹ تک بجری کی گئی تھی ؟

(2) اس کے ٹینڈر طلب کیے گئے اور جس ٹھیکیدار نے کم نرخ پیش کئے اس کا ٹینڈر محکمہ نے منظور کیا اور ورک آرڈر جاری کر دیا -

(ب) (1) یہ درست ہے کہ ٹینڈر منظور ہونے کے بعد اور ٹھیکیدار کے کام شروع کرنے کے بعد تخمینہ میں ترمیم کی گئی اور رقم 8,44,800 روپے تک پہنچ گئی - چونکہ ٹھیکیدار نے کام شروع کر دیا تھا - اور انجمن شہریان کے صدر رانا نذرالرحمن صاحب نے اور علاقے کے سرکردہ اشخاص اس وقت کے ایڈمنسٹریٹر صاحب کے پاس بطور وفد پیش ہونے اور

درخواست کی کہ چونکہ یہ ایک اہم سڑک ہے اور اس پر صرف گڑھوں کی مرمت اور لک بجری کوٹ سے کام نہیں چلے گا۔ جس پر ایڈمنسٹریٹر صاحب نے علاقہ کے شہریوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے تخمینہ کی ترمیم کا حکم دیا۔ جس پر ترمیم شدہ تخمینہ میں سڑک کی ریزنگ اور کارپیٹنگ شامل کی گئیں جس سے تخمینہ کی مالیت بڑھ گئی اور ترمیم شدہ تخمینہ کے مطابق کام مکمل کرلیا گیا۔

(2) ٹھیکیدار جس کو ابتدائی کام الاٹ ہوا تھا۔ اسی ٹھیکیدار سے ترمیم شدہ تخمینہ کا کام مکمل کروایا گیا جو کہ مروجہ قانون کے مطابق درست ہے۔ اس کام کے دوبارہ ٹینڈر نہیں لیے گئے۔

(ج) یہ صریحاً غلط اور بے بنیاد ہے۔

ضمنی سوالات

مسٹر سراج قریشی: جناب والا! یہ میرا سوال ہے اور میں اس کی وضاحت اس طرح سے چاہتا ہوں اور پوری ذمہ داری سے یہ الزام لگاتا ہوں کہ اس کام پر ساڑھے 8 لاکھ روپے سے بہت کم رقم خرچ کی گئی ہے یہ کام غیر معیاری ہے آپ کسی بھی ذمہ دار ٹیم سے کام کی نوعیت اور استعمال شدہ میٹریل کی پڑتال کروائیں تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اگر اس کام کا تخمینہ ساڑھے آٹھ لاکھ روپے ہو گیا تھا تو آپ نے دوبارہ ٹینڈر کیوں نہ کال کئے؟ جب کے تخمینہ کے مطابق کارپیٹنگ وغیرہ جیسے آئیٹم بھی شامل تھے جس کے لیے ٹھیکیدار نے کوئی ریٹ نہیں دیا ہوا تھا۔ میں الزام لگاتا ہوں کہ نئے ریٹ ٹھیکیدار سے سودے بازی کرکے دیے گئے اگر کسی نام نہاد انجمن کے صدر نے اس میں خصوصی دلچسپی لی ہے تو انہوں نے بھی اس میں حصہ وصول کیا ہوگا۔ اس لیے میں استدعا کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کی پوری طرح سے چھان بین کروائیں اور کسی غیر جانب دار اور اچھی

شہرت رکھنے والے پولیس آفیسر کو اس دھوکہ کا تجربہ کرنے کے لیے مامور کیا جائے تاکہ صورت حال واضح ہو اور مجھے بتایا جائے کہ تعمیراتی کام کے تخمینے پر کتنے فیصد اضافہ یا کمی کی اجازت ہے ؟ میری اطلاع کے مطابق کسی منصوبہ پر 25 فیصد تک کمی بیشی کی اجازت ہے ۔ اور ایسی صورت میں ٹینڈر کال کئے جاتے ہیں لیکن جو کچھ پونچھ روڈ لاہور کے کام پر کیا گیا اس میں اضافہ 25 فیصد کی بجائے 12 گنا ہے ۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ ایل ۔ ایم ۔ سی کے ایسے کون سے تعمیراتی کام ہیں جن کی مالیت ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے اور کام مکمل کئے ایک سال سے بھی زیادہ ہو گیا ہے لیکن بغیر کسی وجہ کے ادائیگی نہیں کی گئی ؟ آخر ادائیگی کرنے کے لیے کس بات کا انتظار ہے ۔

وزیر بلدیات : قریشی صاحب آپ نے ابھی جو الزامات لگائے ہیں ان کو لکھ کر دے دیجئے میں یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ اجلاس میں اس کے جواب سے آپ کو آگاہ کیا جائے گا ۔ آپ لکھ کر دے دیجئے ۔

لاہور میں سوتی اور ریشمی کپڑے پر دوسرے شہروں کی نسبت زاید محصول چونگی

جناب سراج قریشی : (صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور) : کیا وزیر لوکل گورنمنٹ از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور کے کپڑے کے تاجر پریشان ہیں کیونکہ لاہور میں سوتی اور ریشمی کپڑے پر خرچ محصول چونگی پنجاب کے دوسرے شہروں سے بہت زیادہ ہے ۔ جناب سیکرٹری صاحب لوکل گورنمنٹ پنجاب نے کافی مدت پہلے چٹھی نمبر 1979ء (ایل جی) ایس او 6 لاہور مورخہ 16 جنوری 1979ء بنام ایڈمنسٹریٹر صاحب ایل ایم سی کے ذریعہ اس پر نظر ثانی کے واضح احکامات دیئے تھے ۔ مگر اس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا ۔ جس کی وجہ سے لاہور میں کپڑے کا کاروبار تباہ ہو رہا ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے اور ان احکامات پر عمل درآمد کب ہوگا ؟

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : یہ درست ہے کہ بحوالہ چھٹی نمبر 1979ء (16) ایل جی ایس او 6 مورخہ 15-1-79 ایسے احکام صادر کئے گئے تھے - اس سلسلے میں مورخہ 3-8-1981 کی میٹنگ میں لاہور میونسپل کارپوریشن اور عہدیداران اعظم کلاتھ مارکیٹ میں متفقہ طور پر نئے شرح محصول پر اتفاق ہوا اور یکم جولائی 1981ء سے اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے -

8 - منتخبہ چیئرمینوں سے ڈویژنل و ضلعی افسران کا عدم تعاون

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم میں ڈویژنل کمشنر صاحبان اور دیگر سینئر گورنمنٹ ملازمین خصوصاً سپرنٹنڈنٹ آف پولیس وغیرہ کی جانب سے منتخب چیئرمین ضلع کونسلوں اور شہری لوکل کونسلوں سے تعاون اور ان کو کامیاب بنانے میں امداد یا رہنمائی کرنے کی بہت کمی محسوس کی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں حالات کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے -

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : حکومت کی پالیسی اس بارے میں مکمل طور پر واضح اور یقینی ہے - حکومت منتخب نمائندگان کو ان کا جائز مرتبہ اور مقام دینے کے حق میں ہے اور اس سلسلہ میں پہلے ہی ڈویژنل اور ضلعی افسران کو متعدد بار ہدایت کی گئی ہیں کہ وہ لوکل کونسلوں کے ساتھ تعاون کریں اور ان کی رہنمائی اور ان کی امداد مؤثر طریقہ پر کریں -

14 - مراکز کے دفاتر کا دیہات میں قائم نہ کرنا

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (خاتون رکن ضلع کونسل سیالکوٹ) : کیا وزیر بلدیات و دیہی ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ دیہاتی سطح پر جو مراکز قائم کیے گئے ہیں - ان کے دفاتر دیہاتوں میں قائم نہیں کیے گئے -

اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت مذکورہ مراکز کے دفاتر دیہاتوں میں قائم کرنے کو تیار ہے تاکہ دیہاتی آبادی ان دفاتر سے مستفید ہو ؟

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : حقیقت یہ ہے کہ اکثر مراکز کے دفاتر دیہات میں قائم کیے گئے ہیں سوائے چند ایک کے جو دیہات میں دفاتر کے لیے جگہ نہ ملنے کی وجہ سے شہر میں وقتی طور پر قائم کر دیے ہیں ۔ حکومت دیہات میں مراکز کمپلیکس کے نام سے دفاتر تعمیر کر رہی ہے ۔ جس میں مختلف محکموں کے دفاتر کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے ۔ جونہی یہ دفاتر تعمیر ہو جائیں گے ۔ تمام مراکز کے دفاتر دیہات میں منتقل ہو جائیں گے ۔

29 ۔ قومی تقریبات اور تہواروں کے اخراجات میں اضافہ

چوہدری محمد اقبال ڈار (چیئرمین میونسپل کمیٹی شیخوپورہ) : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ بلدیات میں قومی تقریبات اور تہواروں کے اخراجات کے سلسلہ میں حکومت پنجاب کے سٹینڈنگ آرڈر 1966ء پر ابھی تک کیوں عمل ہو رہا ہے ۔ ان کے تحت کسی کارپوریشن / میونسپل کمیٹی کو محض درج ذیل اخراجات کرنے کا اختیار ہے :

(الف) کارپوریشن /2000 روپے

(ب) میونسپل کمیٹی درجہ اول /1000 روپے

(ج) میونسپل کمیٹی درجہ دوم /500 روپے

ان دنوں مہنگائی سے پیدا شدہ صورت حال میں ان تقریبات اور قومی تہواروں کو مندرجہ بالا رقوم میں ان کے شایان شان منعقد نہیں کیا جا سکتا ۔ اس سلسلے میں اخراجات کی اس حد کی بالترتیب آٹھ ہزار روپے ، پانچ ہزار روپے ، تین ہزار روپے ہونا چاہیے ۔ مجھے امید ہے کہ حکومت بلا تاخیر بلدیات کی اس مجبوری کا احساس کرتے ہوئے اپنی زیر غور پالیسی کا اعلان کرے گی ؟

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : حکومت پنجاب کا سٹینڈنگ آرڈر 1966ء میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس 1960ء کی دفعہ 120 کے تحت جاری کیا گیا تھا جو کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کے جاری ہونے کے بعد از خود ختم ہوگیا ہے اور مذکورہ آرڈیننس مجریہ 1979ء کے مطابق قومی تہوار اور تقریبات منانا ضلع کونسلوں اور مقامی شہری کونسلوں کے فرائض کا ایک حصہ ہے ۔ لہذا مذکورہ مقامی کونسلیں اس کے تحت کیے جانے والے اخراجات کی منظوری خود دے سکتی ہیں اور ایسے اخراجات آرڈیننس ہذا کی دفعہ 128 (ای) کے تحت صحیح اخراجات شمار کیے جائیں گے ۔ لہذا مزید کوئی اور پالیسی بنانے کی ضرورت نہ ہے ۔

35 ۔ میونسپل آرڈیننس کی خلاف ورزیوں پر جرمانہ جات کی رقوم کو میونسپل فنڈ میں جمع نہ کرنا

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف آرائیں (میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ) : کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل آرڈیننس کی خلاف ورزی پر جو جرمانہ جات وصول کئے جاتے ہیں ۔ وہ متعلقہ میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کی آمدنی کا ایک حصہ ہوتے ہیں ۔ کن وجوہات کی بنا پر جرمانہ کی مذکورہ آمدنی میونسپل فنڈ کی بجائے گورنمنٹ کے کسی فنڈ میں جمع کی جاتی ہے ۔ کیا یہ متعلقہ میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کو اس کے ایک جائز حق سے محروم کرنے کا سبب نہیں ۔ جب کہ وہ بلدیہ یا کارپوریشن مجسٹریٹ ، عملہ اور دیگر اخراجات کی ذمہ دار ہوتی ہے ۔ بلدیہ یا کارپوریشن کو اس کا جائز حق کس طرح دلوایا جا سکتا ہے ؟

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : محکمہ قانون کی رائے کی مطابق جو جرمانے عدالتیں آرڈیننس کے تحت عائد کرتی ہیں ۔ وہ حکومت کے خزانہ میں ہی جا سکتے ہیں ۔ البتہ جو جرمانے کوئی لوکل کونسل اپنے احکام کے تحت آرڈیننس کی شقوں کے مطابق کرتی ہے عوض وہ جرمانے لوکل کونسل کے فنڈ میں جمع ہو سکتے ہیں ۔

(ضمنی سوالات)

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں : جناب والا! ایسا نہیں ہو رہا ۔ میں آپ کو اپنی مثال دیتا ہوں کہ میونسپل کمیٹی سیالکوٹ میں ایسا نہیں ہو رہا کسی قسم کے جرمانے کی ہمیں ایک پائی بھی نہیں دی گئی ۔

وزیر بلدیات : مگر عمل تو آپ نے کرنا ہے ۔

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں : جناب والا ! جرمانے تو کارپوریشن مجسٹریٹ کرتے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ چیف سیکرٹری صاحب کا ایک مراسلہ موصول ہوا ہے کہ آئندہ جتنے بھی جرمانے وصول کیے جائیں وہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کے ہیڈ میں جمع کیے جائیں ۔ اور مراسلہ کی موصولی کے بعد کوئی پیسہ کارپوریشن فنڈز میں جمع نہیں ہوگا ۔ جناب والا ! 1979ء میں دو لاکھ روپیہ جرمانہ وصول ہوا تھا ۔ مگر 1980ء میں صرف 146 روپے جرمانہ وصول ہوا ۔ باقی سارا جرمانہ انہوں نے ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کے ہیڈ میں جمع کروا دیا تھا ۔

جناب جاوید اقبال رانا (چیئرمین میونسپل کمیٹی ۔ بہاولنگر) : جناب والا ! جرمانہ کی وصولی کا اختیار کسی میئر یا چیئرمین کو حاصل نہیں ہے ۔

وزیر بلدیات : compromise کرکے کریں ۔

جناب جاوید اقبال رانا : جناب والا ! اگر ہم compromise کرکے پانچ دس روپے لے لیں تو ہمیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں : جناب والا ! میونسپل ایکٹ کے تحت وہ جرمانہ تو میونسپل کمیٹی کو ملتا ہے مگر دوسرے ہیڈ میں چلا جاتا ہے ۔ کارپوریشن مجسٹریٹ کی تنخواہ ہم لوگ برداشت کرتے ہیں اس کی رہائش اور دوسری سب چیزیں ہم برداشت کرتے ہیں لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ جرمانے کی رقم ہمیں کیوں نہیں دی جاتی ۔ پہلے اس کا 75 فیصد دیا جاتا تھا اس کے بعد وہ بھی بند کر دیا گیا ہے ۔ اس سوال کے جواب سے

میں مطمئن نہیں ہوں ۔ اور نہ ہی میں اتفاق کرتا ہوں ۔ اس کی وضاحت کی جائے ۔

وزیر بلدیات : اس کے لیے آپ ہمیں موقع دیں تو اس کو دیکھ لیتے ہیں ۔ جہاں تک ممکن ہوا ہم اس کے لیے کوشش کریں گے اور میری تو یہ خواہش ہوگی کہ لوکل کونسلوں کے تمام جرمانے لوکل کونسلوں کے فنڈز میں جانے چاہئیں ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمن (بہاولپور) : جناب والا ! جیسا کہ ہمارے دوستوں نے کہا ہے کہ میونسپل کمیٹی جرمانہ نہیں عائد کر سکتی لیکن compound کر سکتی ہے ۔ بعض کیس ایسے ہوتے ہیں جس میں میونسپل کمیٹی کا کافی نقصان ہوتا ہے اور جب عدالت میں ہم چالان بھیجتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عدالت سے ہمیں کوئی رقم نہیں ملے گی تو پھر ہم وہی طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ اس معاملہ کو compound کر لیں ۔ ہمیں بہاولپور میں جو دقت ہے وہ یہ ہے کہ ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ جناب آپ اگر عدالت میں چالان بھیجیں تو پھر آپ compound نہ کریں ۔ اس کے لیے آپ توجہ فرمائیں ۔ اس طرح سے میونسپل کمیٹی کا نقصان ہوتا رہے گا اور اس کے بجائے وہ آمدنی جو ہمیں مل سکتی ہے اس سے ہم محروم رہیں گے ۔

جناب گورنر : میرے خیال میں لاء ڈویژن اور لوکل کونسل والے دونوں مل کر ان سوالات کے متعلق اپنی recommendations ہمیں بھیج دیں ۔ ان میں سے جو بہتر ہوں گی وہ ہم implement کر لیں گے ۔

76 ۔ لوکل باڈیز کے ملازمین پر قومی پے سکیل میں ترامیم کا عدم اطلاق

چوہدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔ ۔ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1977 میں نافذ شدہ قومی پے سکیل لوکل باڈیز کے ملازمین پر من و عن لاگو کیے جا چکے ہیں ۔

مگر ان میں وقتاً فوقتاً کی جانے والی ترامیم کا اطلاق لوکل کونسلوں کے ملازمین پر نہیں ہوتا ۔

(ب) اگر مندرجہ بالا (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو بذریعہ نوٹیفیکشن نمبر 77-10-29 پی آر ایف ڈی مورخہ 80-9-7 میں کی جانے والی مذکورہ ترمیم کا اطلاق اب تک لوکل کونسلوں کے ملازمین پر کیوں نہیں ہوا ؟

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : (الف) یہ درست ہے کہ 1977 میں نافذ شدہ قومی پے سکیل لوکل باڈیز کے ملازمین پر لاگو کیے گئے تھے ۔ قومی پے سکیلوں میں کی جانے والی ترامیم کا اطلاق لوکل کونسلوں کے ملازمین پر لوکل کونسلوں کی مالی حالت کو مد نظر رکھ کر مناسب ہدایات کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔

(ب) محکمہ خزانہ کی طرف سے جاری کردہ مذکورہ ترمیم کے متعلق محکمہ خزانہ کی طرف سے وضاحت طلب کی گئی تھی ۔ جس کے مطابق قومی پے سکیل نمبر 15 ان سپرنٹینڈنٹس کو دیا جا سکتا ہے جو دفتری امور کے عملہ کے متعلق ہوں ۔ لہذا لوکل کونسلوں کو مورخہ 20 اپریل 1981ء کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ دفتری امور سے متعلق سپرنٹینڈنٹس کو قومی پے سکیل نمبر 15 دیئے جانے کے متعلق ریزلیوشن پاس کر کے حکومت کو ارسال کریں کہ واقعی وہ سپرنٹنڈنٹس دفتری امور سے تعلق رکھتے ہیں تاکہ حکومت ان کا جائزہ لینے کے بعد احکام جاری کرے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار : میں آپ کے جواب سے مطمئن ہوں ۔

وزیر بلدیات : شکریہ ۔ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ بڑی جلدی جواب سے مطمئن ہو گئے ۔

77 - وائس چیئرمینوں اور ڈپٹی میئروں کو لوکل گورنمنٹ لاز 1980 کے تحت اختیارات کی بحالی

چوہدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بی - ڈی - او اور ورکس رولز 1969ء کے تحت ضلع کونسلوں - میونسپل کمیٹی اور کارپوریشنوں کے وائس چیئرمینوں ، ڈپٹی میئروں کو انتظامی امور میں تخمینہ جات کی منظوری اور ملازمین کی تقرریوں وغیرہ کے اختیارات تھے -

(ب) اگر محولہ بالا (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وجہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ لاز 1980ء کے تحت ایسے اختیارات وائس چیئرمینوں - ڈپٹی میئروں کو نہیں دیئے گئے اور کیا مفاد عامہ کے پیش نظر حکومت ایسے اختیارات وائس چیئرمینوں اور ڈپٹی میئروں کو دوبارہ بحال کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : (الف) بی - ڈی سسٹم کے تحت چیئرمین لوکل کونسل کے اختیارات سرکاری ایڈمنسٹریٹر کو تفویض کیے ہوئے تھے - اس لیے وائس چیئرمین کو پبلک کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے معمولی نوعیت کے اختیارات سونپے گئے تھے - اب چونکہ چیئرمین منتخب نمائندہ پبلک ہے لہذا وائس چیئرمین کو علیحدہ اختیارات دینے کا جواز نہیں - البتہ چیئرمین کے لمبے عرصہ کے لیے عدم موجودگی کی صورت میں وائس چیئرمین ، چیئرمین کے اختیارات استعمال کرنے کا اہل ہے - چیئرمین ، اختیارات لوکل کونسل کی منظوری سے بھی وائس چیئرمین کو تفویض کر سکتا ہے -

(ب) وضاحت اوپر کر دی گئی ہے -

راجہ محمد افضل (چیئرمین میونسپل کمیٹی - جہلم) : جناب والا ! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ آپ نے چیئرمین کی کچھ powers مثلاً

Administrative approval کے لیے revise کی ہیں ۔ اس کے ساتھ ہی یہ ban بھی لگا دیا گیا ہے کہ وہ پہلے اے ڈی پی میں ہو ۔ یہ ہو ۔ وہ ہو ۔ وغیرہ ، وغیرہ ۔ اگر چیئرمین کے پاس majority بھی ہے اور اے ڈی پی میں وہ کام 25،000 یا 30،000 روپے کا ہے تو وہ وہاں پر ہی ہو سکتا ہے ۔ مگر emergency matters میں چیئرمین کی powers محدود ہو جاتی ہیں ۔ مثلاً پہلے وہ کام اے ڈی پی میں ہو پھر وہ کام کروا سکتا ہے ۔

وزیر بلدیات : ایمرجنیسی تو اے ڈی پی میں نہیں ہے ۔

راجہ محمد افضل : جی ہے ۔ وہ اے ڈی پی کے بغیر تو کوئی کام نہیں کروا سکتا ۔

وزیر بلدیات : نہیں ، یہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی سیلاب آ جائے یا اور کوئی اس قسم کی ناگہانی آفت آ جائے ۔

راجہ محمد افضل : میرے عرض کرنے کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے یہ جو پاورز 25 ہزار یا 30 ہزار یا ایک لاکھ کی دی ہوئی ہیں ان پر آپ اے ڈی پی کی bar بھی ہٹا دیں ۔

وزیر بلدیات : کیا آپ چیئرمین کے متعلق فرما رہے ہیں ۔ یا وائس چیئرمین کے متعلق ؟

راجہ محمد افضل : جی ، چیئرمین کے متعلق ۔

وزیر بلدیات : ٹھیک ہے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے وضاحت چاہوں گا کہ چیئرمین کے جو اپنے اختیارات ہیں ، کیا وہ اپنی مرضی سے جسے چاہے دے سکتا ہے ؟

وزیر بلدیات : نہیں ، وہ تو لوکل کونسل نے تفویض کیے ہوئے ہیں ۔

چوہدری محمد صدیق سالار : نہیں ، اس کے اپنے جو اختیارات ہیں کیا وہ اپنی مرضی سے جسے چاہے دے سکتا ہے ؟

وزیر بلدیات : یہ تو ہاؤس سے derive کرتا ہے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار : چیئرمین جس کو چاہے اپنی مرضی سے دے دے ۔

وزیر بلدیات : نہیں ، حکومت نے جس حد تک اس کو دیئے ہوئے ہیں جو لوکل کونسل کے ہیں اور چیئرمین اختیار کرتا ہے ۔ یا استعمال کرتا ہے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار : میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جو اپنے ہیں ۔

وزیر بلدیات : وہ تو کرتے ہی ہیں ۔

شیخ غلام حسین(راولپنڈی): جناب والا ! میں عرض کرتاہوں کہ موجودہ قوانین میں جو اختیارات میئر یا چیئرمین کے پاس ہیں وہ منتقل نہیں کر سکتا۔ اور جو کونسل کے اختیارات ہیں وہ یقیناً کونسل منتقل کرنے کی مجاز ہے تو ان کا کہنا یہ ہے کہ میئر یا چیئرمین کے جو اپنے اختیارات ہیں اگر وہ یہ اختیارات کسی کو منتقل کرنا چاہے تو اسے منتقل کرنے کا اختیار ہونا چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ تجویز مناسب ہے ۔ اس لیے کہ وہ کونسل کے اختیارات میں مداخلت نہیں کر رہا ۔

وزیر قانون (چوہدری عبدالغفور) : یہ اختیارات وہ وائس چیئرمین کو دے سکتا ہے ۔

He can delegate the powers on behalf of the Local Council to the Vice Chairman.

دوسرے جو کونسل کے اختیارات ہیں اگر وہ یہ اختیارات وائس چیئرمین کو منتقل کرنا چاہے تو وہ ہاؤس کی منظوری سے ہی منتقل کر سکتا ہے ۔

شیخ غلام حسین : وائس چیئرمین کی بات نہیں ہو رہی ۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر کوئی چیئرمین یا میئر اپنے انتظامی اختیارات کسی کو منتقل کرنا چاہے تو کیا وہ کر سکتا ہے یا نہیں ؟

وزیر قانون : چیئرمین کے مکمل اختیارات ہوتے ہیں جن کو چیئرمین اس Body کی طرف سے as an executive body استعمال کر سکتا ہے ۔ اس لیے ہوتا یہ ہے کہ جب وہ اور اختیارات وائس چیئرمین کو تفویض کرنا چاہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اختیارات ہاؤس کی منظوری سے ہی وائس چیئرمین کو منتقل کر سکتا ہے ۔ He is just a seal اور اس کے signings ہیں کہ

"He is exercising the powers on behalf of the House as an Executive Authority.

یہ اس کی اپنی پوزیشن ہے ۔ اس سلسلے میں میں آپ کو relevant provision بھی دے دیتا ہوں ۔ یہ سیکشن 36 ہے ۔

36. Local Government Executive Authority and Conduct of Business.

(1) The executive Authority of a Local Council shall extend to the doing of all acts necessary for the due discharge of its functions under the Ordinance.

اور کلاز 2 ہے ۔

(2) Notwithstanding the provisions contained in Sub-Section (1), the Executive Authority of a Local Council shall vest in and be exercised by its Chairman either directly or through the Vice Chairman or an Officer of the Local Government to be extended subject to such conditions and limitations as may be prescribed.

تو limitations prescribe یہ as provided under this clause کی گئی ہیں کہ تمام ہاؤس کی منظوری سے وہ Executive Authority کے اختیارات اپنے وائس چیئرمین کو تفویض کرنا چاہے تو کر سکتا ہے ورنہ یہ Executive Authority ہاؤس کی طرف سے ایکسر سائز کرتی ہے یہ اس کی پرووبژن ہے ۔

مسٹر خاقان بابر : جناب والا ! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ مسئلہ تو قانون کا ہے اور یہ سیکشن پڑھنے سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ چیئرمین کو اختیار ہے کہ وہ Executive Authority وائس چیئرمین کو منتقل کر دے ۔ یہ تو convenience کی بات ہے کہ جس وقت چیئرمین کو under the laws اختیارات دیے جاتے ہیں تو اس کو confidence دے دیا جاتا ہے اور وہ کام کرتا ہے اور اس کی temporary absence میں clear provision ہے ۔ آپ اس کو دس دفعہ پڑھ لیجیے ۔

He has the powers to delegate his powers to the Vice Chairman or next man working under him.

اور convenience کے point of view سے بھی اور لاء کے point of view سے بھی ۔

It would be expedient in the interest of efficient working of the Local Council that he should be empowered to give his powers without any interference therein.

وزیر قانون : Let this controversy be settled first. اس میں ابھی ایک کلاز آپ کے لیے رہ گئی ہے جس کو پڑھ دینا میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے ۔

(3) All acts of a local council, whether executive or not shall be expressed to be taken in the name of the local council and shall be authenticated by an officer authorised by the local council.

اب اس کے لیے ڈیلیگشن آف پاورز کے سیکشن 170 میں یہ Provide کیا گیا ہے ۔

Section 170. Delegation of Powers.—(1) Government may, by notification. delegate any of its powers under the Ordinance or the rules to any officer subordinate to it subject to such conditions, if any, as may be prescribed in the order.

(2) A local council may delegate any of its powers under the Ordinance or the rules or bye-laws to its chairman or a sub-committee or any of its officers or members.

نمبر 3 کلاز آپ کے متعلقہ ہے ۔

(3) A chairman may, with the previous sanction of the Local Council concerned, delegate all or any of his powers under the Ordinance or the rules or bye-laws not being powers delegated to him under subsection (2) to the Vice Chairman or any member of the Local Council or any of his officer.

It is very clearly provided under section 170.

اگر وہ اپنے کوئی اختیارات جو اس کو تفویض کئے گئے ہیں ہاؤس کی طرف سے وائس چیئرمین کو delegate کرنا چاہے تو اس میں prior sanction یا approval ہاؤس سے لی جانی ضروری ہے اس پروویژن کے تحت ۔

No second opinion can be taken

وزیر بلدیات : موجود قانون میں یہ موجود ہے یہ آپ کی اس میں suggestion ہوگی ۔

وزیر قانون (جناب چوہدری عبدالغفور صاحب) : لیکن قانون نہیں ہے ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں (وائس چیئرمین ضلع کونسل ۔ سیالکوٹ) : وزیر قانون نے جو سیکشن 170 کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے ۔

It is very clearly provided under Section 170.

"Any house may delegate its powers to any member or any officer ...."

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو clear ہوگا کہ ہاؤس اکثریت (majority) سے اپنی پاورز کسی ممبر کو delegate کر سکتا ہے ۔ میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی قانون میں یا آپ کے آرڈیننس میں یا رولز میں شامل ہے ۔

The Chairman is allowed not to abide by the resolution passed by the majority of the council.

پہلے اس کا جواب دیں اس کے بعد میں بات کروں گا ۔

بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل میں اگر ایک ریزولیوشن اکثریت (majority) سے پاس ہوتا ہے تو کیا چیئرمین اس کا مجاز ہے کہ اس ریزولیوشن کو نہ مانے ۔

وزیر بلدیات : یہ کہاں لکھا ہے ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلون : اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ نے میٹنگ میں اکثریت (majority) اختیارات چیئرمین سے سلب کر کے اپنے ایک ممبر عاشق گوندل کو دے دئے تھے ۔ کیا وجہ ہے ہمارے چیئرمین صاحب اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں ۔

وزیر بلدیات : یہ آپ کا لوکل (local) معاملہ ہے ۔

جناب گورنر : یہ آپ کے مقامی مسائل ہیں ۔ اب رہ گئی قانون کی بات ۔ آپ نے بابر صاحب کی بات بھی سنی ۔ وزیر قانون صاحب سے آپ کو کچھ اختلاف ہے ۔ یہ difference of opinion کی بات ہے ۔ اگر موجودہ قانون کو interpret کر کے اس میں کچھ ترمیم چاہتے ہیں تو آپ اس کو سبجیکٹ کمیٹی میں لے آئیں یا آپ proposal بھیج دیجئے ۔ اس کو قانون کے مطابق لیا جائے گا اس پر فیصلہ دیں گے ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلون : اس میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں ۔ گو یہ مسئلہ مقامی ہے لیکن یہ صوبائی سطح پر بھی آ رہا ہے اور آ جائے گا ۔

جناب گورنر : اس پر اچھی طرح سے سبجیکٹ کمیٹی کے اندر بحث ہو جانے دیجئے ۔ آپ وہاں پر بیٹھ جائیں ۔ جو جو آپ اس میں پوائنٹس دینا چاہتے ہیں وہ وہاں دے دئے جائیں ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلون : جناب والا ! یہ مسئلہ بڑا اہم ہے ۔ اگر چیئرمین ضلع کونسل ریزولیوشن کو منظور نہیں کرتا تو وہ کون کرے گا ۔ یہ تو بڑا سنگین مسئلہ ہے ۔ مجھے بڑا افسوس ہے ۔

جناب گورنر : اس میں افسوس کی بات نہیں ۔ اس کو interpret کریں گے ۔

ایک ممبر : اس میں بحث کی بات نہیں ہے اس لیے کہ وہ ریزولیوشن غلط ہوا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب گورنر : اس طرح آپ کام نہیں کر سکیں گے ۔ آپ سب حضرات تشریف رکھیں ۔ وزیر قانون کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ بات ہاؤس کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں ۔ جو مسائل سیالکوٹ کے ہیں ان کو میں clear کر دینا چاہتا ہوں ۔ قانون یہ ہے کہ ایگزیکٹو اتھارٹی چیئرمین میں vest کرتی ہے ۔

On behalf of the house unless and until he is the Chairman.

اگر آپ ریزولیوشن کے ذریعہ چاہیں کہ اس سے اختیارات کو سلب کر کے کسی ممبر کو دے دیں تو یہ نہیں ہو سکتا ۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس کو no confidence سے remove کر دیں لیکن جب تک وہ چیئرمین ہے اگر وہ خود اپنے اختیارات کو delegate کرنا نہ چاہے تب تک آپ اس سے اختیارات نہیں لے سکتے ۔ اگر ہاؤس اس کو مجبور کرے کہ وہ اپنے اختیارات کسی ممبر کو دے دے تو وہ اس کا پابند نہیں لیکن اگر ہاؤس چاہتا ہے تو اسے عدم اعتماد کے ذریعہ ہی remove کر سکتا ہے ۔ ورنہ چیئرمین کی اپنی مرضی ہے کہ وہ اپنی پاورز delegate کرے یا نہ کرے اگر

وہ کرنا چاہتا ہے تب وہ ہاؤس سے request کرے گا کہ اس کو approve کر دیا جائے ورنہ آپ اس کو مجبور نہیں کر سکتے ۔

جناب گورنر : میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ یہ آپ کی انفرادی پرابلمز ہیں ۔ اس کو آپ سبجیکٹ کمیٹی کے سامنے لے آئیے ۔ آپ اپنا پوائنٹ لے آئیں اس پر بحث کر کے ہم واپس یہاں آ جائیں گے ۔ اگر لاء کی interpretation میں کوئی شکوک ہوئے تو سبجیکٹ کمیٹی میں examine کر کے ہم واپس یہاں آ جائیں گے ۔

ایک ممبر : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ انفرادی مشکلات نہیں ہیں ۔ لوکل گورنمنٹ کے آرڈیننس میں اور اس قانون میں کچھ bye-laws ایسے ہیں ان کو جس طرح چاہیں interpret کر لیں ۔ مثال کے طور پر میں عرض کروں گا کہ ابھی چھوٹی جو ایجوکیشن میں پوسٹیں ہیں ان پر تعیناتی کر نہیں سکتے البتہ بڑی پوسٹوں پر تعیناتی کی جا سکتی ہے ۔ سپرنٹنڈنٹ چنگی گریجوایٹ ہم باہر سے بھرتی کر سکتے ہیں ۔ لیکن اسسٹنٹ چنگی گریجوایٹ کو ہم براہ راست بھرتی نہیں کر سکتے ۔ اس طرح کی اور بھی بہت سی مشکلات ہیں ۔

جناب گورنر : اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ تمام پوائنٹس کو وہاں آ جانے دیجئے ۔ ان کو examine کر لیں گے ۔ یہاں پر کوئی ایسا قانون نہیں کہ اس پر کوئی لکیر کھینچ دی گئی ہو ۔

ایک ممبر : جناب والا ! تین قانون ہم پر لاگو ہوتے ہیں ۔ bye-laws ہیں ۔ آرڈیننس ہے ۔ گورنمنٹ کی ہدایات ہیں ۔ اس میں کوئی set پروسیجر نہیں ہے ۔

جناب گورنر : سبجیکٹ کمیٹی کے اندر بیٹھ کر ہم اسکو ڈسکس (discuss) کر لیں گے ۔ اس پر ٹھوس recommendation یہاں پر آئے گی ۔ پھر نیا قانون بنا لیں گے ۔

ایک ممبر : آج ہی سبجیکٹ کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی ہے ۔

جناب گورنر : آج ہی سبجیکٹ کمیٹی میں اس کو لے آئیے گا ۔

83 ـ سرکاری طور پر حاصل کردہ بلدیات کی عمارت / اراضیات کے کرایہ کی عدم ادائیگی

بیگم سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) : کیا وزیر بلدیات و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ بھر میں بلدیات کی ایسی کتنی عمارات سرکاری محکموں/ افسروں کے قبضہ میں ہیں جن کا کرایہ بلدیات کو ادا نہیں کیا جا رہا ہے یا معیاری کرائے سے کم ادا کیا جا رہا ہے ـ

(ب) صوبہ بھر میں بلدیات کی ایسی اراضی کی تفصیل کیا ہے جو بلدیات کی منظوری کے بغیر دوسرے سرکاری محکموں کے کے قبضے میں ہے اور جس کا کوئی معاوضہ بلدیات کو ادا نہیں کیا گیا ـ

(ج) جزو ہائے (الف) و (ب) میں مندرج عمارات اور اراضی کا قبضہ بلدیات کو واپس دلانے کے لیے کیا تدراکی اقدامات کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر بلدیات : (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : (الف) یہ سوال عنقریب ہی موصول ہوا ہے ـ مطلوبہ اطلاع تمام اضلاع سے حاصل کرنے میں کافی وقت لگے گا ـ ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ـ معلومات اکٹھی ہو جانے پر ممبر موصوف کی خدمت میں پیش کر دی جائیں گی ـ ویسے کافی عرصہ پہلے تمام کمشنر و ڈپٹی کمشنر صاحبان کو حکومت کی طرف سے ہدایات جاری کر دی گئی تھیں کہ لوکل کونسلوں کی غیر منقولہ جائیداد مختلف سرکاری محکموں اور افسران سے خالی کروا کر لوکل کونسل متعلقہ کو قبضہ دلوایا جائے ـ ان ہدایات پر کافی حد تک عمل درآمد ہو گیا ہے ـ

(ب) اس بارے میں بھی اطلاع تمام اضلاع سے مانگی گئی ہے ۔ جو جمع ہونے پر ممبر موصوف کی خدمت میں پیش کر دی جائیں گی ۔

(ج) اطلاع موصول ہو جانے کے بعد مناسب کارروائی ممکن ہوگی ۔

وزیر بلدیات : سوال نمبر 83 کے متعلق عرض ہے کہ یہ سوال ابھی چند روز ہوئے موصول ہوا ہے ۔ اس میں کافی تفاصیل کی ضرورت ہے ۔ اس کا جواب ابھی collect کر رہے ہیں ۔ ساری جامع معلومات آپ نے اس میں مانگی ہیں ۔ اس میں تھوڑا سا وقت لگے گا ۔ جواب ممبر موصوف کو مہیا کر دیا جائے گا ۔

(ضمنی سوالات)

محترمہ سیدہ عابدہ حسین : آپ نے فرمایا ہے کہ بلدیات کی جو جائیداد ہے وہ واپس کر دی جائے گی ۔ بہت سی ایسی ہیں جو واپس کر دی گئی ہیں ۔ کافی حد تک ایسا ہوا ہے ۔ لیکن ابھی تک وہ عمارتیں خصوصاً جن میں سرکاری افسر رہائش پذیر ہیں واپس نہیں کی گئیں ۔ ان سرکاری افسران کو بھی بہت دقت ہے کیونکہ ان کے پاس متبادل رہائش نہیں ہے ۔ بلدیاتی اداروں کو وہ عمارتیں فارغ کرانے میں بڑی دقت ہوتی ہے ۔ اصل میں میرا سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر صوبائی حکومت اس پر غور کرنا مناسب سمجھے کہ جہاں پر بلدیات کی جائداد صوبائی حکومت کے کسی ادارے نے لی ہوئی ہے تو اس بلدیاتی ادارے کو اس کے متبادل کوئی اور پراپرٹی دے دی جائے ۔ کافی ایسی جائدادیں ہیں جو اس قسم کی ہیں اور عرصہ دراز سے کسی اور محکمے کی تحویل میں ہیں ۔ ان کو اس محکمہ کی طرف سے کوئی متبادل جگہ مل جانی چاہئیے ۔

جناب گورنر : یہ بہت clear ہے ۔ آپ کو یاد ہوگا جب میں نارووال میں گیا میں نے کہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ گورنمنٹ کے لوگ ان اداروں کے اندر بیٹھے ہیں ۔

There has to be an executive instruction,

گورنمنٹ کے اداروں کو آپ دے دیں یا جو افسر وہاں رہ رہے ہیں آپ ان کو ٹائم دیں کہ وہ جائدادیں خالی کر دیں ورنہ آپ ان کو دوسری جگہیں لے کر دیں۔

محترمہ سیدہ عابدہ حسین : بعض جگہوں پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

جناب گورنر : وہ کہہ رہی ہیں کہ بعض جگہوں پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ یہ تو ایگزیکٹو انسٹرکشن جاری ہوئی تھیں۔ اس کو آپ implement کروائیں۔

محترمہ سیدہ عابدہ حسین : مثلاً اس قسم کے cases ہیں کہ ہماری کونسل کی جائیداد تھی۔ وہاں پر ضلعی انتظامیہ نے ایک عمارت تعمیر کروانی شروع کر دی۔ اب ظاہر ہے کہ جب وہ عمارت زیر تعمیر تھی تو ان کو روکنے سے نہ ہمارا کچھ فائدہ ہوتا تھا اور نہ ہی ان کو ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ وہاں ان کی تحویل میں چلی گئی۔ اب اس سے قبل کہ وہ ہمیں compensate کریں۔

They must have some sort of policy.

وزیر بلدیات : میرے نوٹس میں یہ بات آئی ہے۔

جناب گورنر : اس کی implementation آپ کروائیں۔

وزیر بلدیات : اس کی سو فی صد implementation نہیں ہو رہی کیونکہ اس میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔

جناب گورنر : نہیں، اس کی implementation کرنی ہے۔ رکاوٹ کی تو کوئی بات ہی نہیں۔ آپ انہیں متبادل جگہ دے دیں۔

چودھری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) : جناب والا ! پولیس سمیت بارہ محکمے پہلے ہی ہماری جگہ پر قابض ہیں۔ بندوبست کا سارا محکمہ، لائیو سٹاک کا سارا محکمہ، ایجوکیشن کا سارا محکمہ۔ جہاں ہمارا مرکز ہونا چاہیے، وہاں پولیس اپنی چوکی بنائے ہوئے ہے۔ یعنی بارہ محکمے جانباز فورس سمیت ہماری جائیداد پر قابض ہیں اور کوئی نہیں چھوڑتا۔ سب کو لکھ رہے ہیں۔

مسٹر خاقان بابر (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ ایسوسی ایشن لاہور) : پوائنٹ آف انفارمیشن سر ۔ یہ invitation آئی ہوئی ہے ۔ یہ گیارہ بجے چائے کی ہے ۔

Has it been cancelled ?

جناب گورنر : میں آپ کو ساڑھے گیارہ بجے چائے پلاؤں گا ۔

Mr. Khaqan Babar : It has been cancelled then.

جناب گورنر : .It has not been cancelled آپ کو چائے پلائیں گے ۔ ایسی کیا بات ہے ۔

رانا نذیر احمد خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ) : جناب والا ! ایک مسئلہ ہے ، جو عابدہ صاحبہ نے فرمایا ہے ۔ زمین کا ہی ایک مسئلہ چلا تھا جو لوکل گورنمنٹ کی تحویل میں ہے ۔ یہ نزول لینڈ ہے جس کی ملکیت صوبائی حکومت کی ہوتی ہے لیکن اس پر قبضہ لوکل باڈیز کا ، ضلع کونسل کا ہوتا ہے ۔ تو اس میں جناب والا ! دو ملاؤں میں مرغی حرام والی بات ہو رہی ہے ۔ encroachment کرنے والوں کو نہ ہی ضلع کونسل eject کرتی ہے نہ ہی حکومت ۔ ضلع کونسل کو آکشن کرنے کا اختیار نہیں ہے ۔ صرف اس پر قبضہ رکھنے کا اختیار ہے ، اور یہ ایک ایسا قبضہ ہے جو اس کو مستقل طور پر حاصل نہیں ہوتا ۔ میرے خیال میں اس نزول لینڈ کو جہاں اس کی ضرورت نہیں ہے ، یا تو حکومت آکشن کر دے یا ضلع کونسل کو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ اس کو آکشن کر دے تاکہ encroachers اس کا ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں ۔ نزول لینڈ ہے ۔ مالک گورنمنٹ ہے ۔ قبضہ ضلع کونسل کا ہے اس پر تیسری پارٹی قابض ہو جاتی ہے ۔ ان حالات میں ضلع کونسل کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ اسے فروخت کر سکے ۔

جناب گورنر : جبکہ زمین ضلع کونسل کی نہیں ہے تو وہ کیسے بیچے گی ؟

رانا نذیر احمد خان : پہلے وہ فروخت ہوتی رہی ہے ۔ لیکن اس کو تیسری پارٹی لے جاتی ہے ۔ وہ نہ ضلع کونسل کو فائدہ ہے نہ حکومت کو ۔ لوگ قبضہ کر کے مکان بنا لیتے ہیں ۔ جو کمرشل جگہ ہے ، اس کی آکشن ہو جائے تو فائدہ ہوگا ۔

جناب گورنر : اس کو آپ سبجیکٹ کمیٹی میں بھی لے لیں ۔ اگر کوئی تکلیف ہے تو اس کو دیکھ لیں گے ۔ میرے خیال میں اب بابر صاحب کی چائے ہونی چاہیے ۔

ملک حبیب خان (چیئرمین ضلع کونسل جہلم) **:** جناب والا ! میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ ضلع کونسل کی آمدنی بہت کم ہے ۔ اس کو بڑھانے کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اجازت ہو کہ جو معدنیات ضلع کے اندر حاصل ہوتی ہیں ، ان پر ، اور معدنیات سے حاصل شدہ اشیاء ، مثلاً سیمنٹ ، کیمیکلز ، وغیرہ پر بطور سپیشل کیس ہم ٹیکس لگا سکیں ۔

جناب گورنر : یہ بڑا پیچیدہ سوال ہے ، بہت ہی پیچیدہ ۔ اگر آپ نے ایسا کیا ، تو پھر بلوچستان میں جو معدنیات حاصل ہوتی ہیں ان سے آپ یہاں کچھ نہیں لے سکتے ۔ پھر فرنٹیر والے بھی کہیں گے کہ آپ کچھ نکال ہی نہیں سکتے ۔ اس میں اگر کوئی خاص چیز ہے تو آپ تجویز دے دیجیے ۔ اس میں آپ بہت زیادہ نہ بڑھیے گا ۔

ملک حبیب خان : اسی کے ساتھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دیہاتوں میں دو تین ادارے ایک ہی قسم کا ٹیکس عاید کر رہے ہیں ، مثلاً یونین کونسل ، مارکیٹ کمیٹی اور ضلع کونسل ۔ ۔ ۔

جناب گورنر : پہلے چائے پیتے ہیں ، پھر آ جائیے گا ۔

اناؤنسر : چائے کا وقفہ آدھ گھنٹے کا ہوگا اس کے بعد اجلاس دوبارہ پونے بارہ بجے شروع ہوگا ۔

(11-15 بجے سے 11-45 تک وقفہ برائے چائے)

بقیہ اجلاس کے پروگرام میں تبدیلی

سیکرٹری بلدیات : پروگرام میں کچھ تبدیلی ہو گئی ہے میں وضاحت کر دوں ۔

11.50 تا 12.50 تک وقفہ سوالات ہوگا ۔

12.50 تا 1.30 تک وزیر زراعت اپنے محکمہ کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کریں گے ۔

1.30 تا 2.00 تک نماز کا وقفہ ہوگا ۔

2.00 تا 2.30 تک دوپہر کے کھانے کے لیے وقفہ ہوگا ۔

2.30 تا 3.15 تک وزیر آب پاشی اپنے محکمہ کی کارکردگی پر رپورٹ پیش کریں گے ۔

3.15 سے 4.30 تک عام بحث ہوگی ۔

4.30 تا 4.45 وزیر زراعت جواب دیں گے ۔

4.45 تا 5.30 تک چائے اور نماز کے لیے وقفہ ہوگا ۔

5.30 تا 7.00 تک سبجیکٹ کمیٹیوں کے اجلاس ہوں گے ۔

اس کے ساتھ ہی 5.30 تا 8.00 گورنر صاحب وفود سے ملاقات کریں گے ۔

وفود میں سے پہلا وفد لیڈی کونسلرز کا ہوگا ۔

5.30 بجے ۔

وفد میں مندرجہ ذیل ممبران شامل ہوں گی/گے ۔

(1) سیدہ ساجدہ نیر عابدی

(2) مسز نجمہ حمید ۔

(3) ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔

(4) بیگم نصرت مقبول الہی ۔

(5) ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ ۔

(6) محترمہ بلقیس خانم ۔

(7) بیگم عارفہ طوسی ۔

(8) بیگم زبیدہ جعفری ۔

گروپ نمبر (2)

(1) سردار فضل احمد خان لنگاہ ۔

(2) چوہدری عبدالرشید ۔

(3) میاں غلام محمد ماسونکا ۔

(4) ملک عظیم بخش نائچ ۔

گروپ نمبر (3)

(1) سیٹھ محمد عبیدالرحمان ۔

(2) مسٹر جاوید اقبال رانا ۔

(3) میاں عبدالخالق ۔

(4) بیگم نسیم عبدالماجد میاں ۔

گروپ نمبر (4)

(1) بیگم سیدہ عابدہ حسین ۔

(2) ملک امان اللہ ۔

(3) ملک خدا بخش ٹوانہ ۔

(4) سردار محمد مراد خان گادھی ۔

(5) چوھدری محمد شفیع گل ۔

گروپ نمبر (5)

(1) چوھدری محمد صدیق سالار ۔

(2) شیخ محمد اقبال ۔

(3) حاجی عبداللہ خان ۔

(4) میاں غلام حیدر ۔

(5) چوھدری انور علی چیمہ ۔

گروپ نمبر (6)

(1) سردار مقصود احمد خان لغاری ۔

(2) سردار انعام اللہ خان کھوسہ ۔

(3) ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر ۔

(4) چوھدری جلال الدین ۔

(6) مسٹر محمد بلال طور ۔

گروپ نمبر (7)

میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین حضرات

گروپ نمبر (8)

یونین کونسل کے چیئرمین حضرات (ملتان ، بہاول پور اور سرگودھا ڈویژن)

گروپ نمبر (9)

(چیئرمین یونین کونسل لاھور اور راولپنڈی ڈویژن)

(بقیہ سوالات و جوابات)

9 ضلع اٹک میں تعلیمی اداروں کے لیے مزید عمارات کی فراہمی

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (چیئرمین ضلع کونسل اٹک) کیا سیکریٹری تعلیم از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ ضلع اٹک میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ایسے ترقیاتی کاموں کی طرف خصوصی توجہ دی جائے کہ جن سے پسماندگی دور کرنے میں مدد مل سکے۔ مثلاً تعلیمی اداروں یعنی کالجوں ہائی سکولوں اور دیگر چھوٹے سکولوں کے لیے عمارات کی کمی پوری ہو سکے۔

وزیر تعلیم - (چوہدری حامد ناصر چٹھہ) - ضلع اٹک میں تعلیمی اداروں کی عمارات کی کمی پوری کرنے کے لیے ترقیاتی پروگرام کے ذریعہ مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں ۔

أ - دوران سال 1980-81 مندرجہ ذیل سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں ۔

1 - موجودہ پرائمری سکولوں میں 8 زنانہ اور 8 مردانہ یعنی 16 پرائمری سکولوں میں ایک ایک کمرہ کا اضافہ کیا جا رہا ہے - جس پر 5,64,000 روپیہ خرچ ہو گا ۔

(ب) - ایسے پرائمری سکولوں کو نئی عمارات بنا کر دی جا رہی ہیں جن کی اپنی عمارات نہیں ہیں - 6 زنانہ اور 5 مردانہ یعنی 11 سکولوں کے لیے عمارات تعمیر ہوں گی جن کی لاگت 6,50,000/- روپیہ ہو گی ۔

(ج) - پرائمری سکولوں کی استانیوں کے لیے ہر سال کچھ رہائشی کوارٹر دیہاتی علاقوں کے پرائمری سکولوں سے ملحق بنائے جاتے ہیں - اس سال ضلع اٹک میں اس طرح کے دو کوارٹر تعمیر ہوں گے جن کا تخمینہ 1,03,000/- روپیہ ہے ۔

(د) ۔ جن مساجد میں گزشتہ سال پرائمری سکول کھولے گئے تھے ان کے ساتھ ایک ایک کمرہ تعمیر ہو گا ۔ امسال اس قسم کے 5 مدارس کے ساتھ کمرے بنیں گے جن پر 1,76,000/- روپیہ خرچ ہو گا ۔

(ہ) ۔ 8 پرائمری سکولوں کا درجہ بڑھا کر مڈل سکول بنا دیا جائے گا جن میں 4 زنانہ اور 4 مردانہ سکول ہوں گے ۔ مڈل کلاسز کے لیے ان میں عمارات تعمیر ہوں گی جن کے لیے 12,00,000/ روپیہ حکومت نے دیا ہے ۔

(و) ۔ 4 مڈل سکولوں کا درجہ بڑھا کر ہائی سکول بنا دیا جائے گا ان میں 2 زنانہ اور 2 مردانہ سکول ہوں گے ۔ ان میں ہائی کلاسز کے لیے عمارات بنیں گی جن پر 15,36,000/- روپیہ خرچ ہو گا ۔

(ز) ۔ مڈل و ہائی سکولوں کی عمارات کی مرمت کے لیے ضلع اٹک کو 1,00,000/- روپیہ دیا گیا ہے اس طرح 1980-81 کے دوران کل خرچ 43,29,000/- روپیہ اس مد میں ہو گا ۔

2 ۔ آئندہ سال 1981-82 کا مجوزہ پروگرام حسب ذیل ہے ۔

	لاگت کا تخمینہ
(1) ۔ 15 پرائمری سکولوں میں فی سکول ایک کمرہ کا اضافہ	5.29.000/. روپیہ
(ب) ۔ 19 پرائمری سکولوں کے لیے نئی عمارات کی تعمیر	" 11.25-000/. روپیہ
(ج) ۔ 5 مساجد میں چلنے والے پرائمری سکولوں میں ایک ایک کمرہ کا اضافہ	" 1.76.000/. "
(د) ۔ 4 رہائشی کوارٹروں کی تعمیر برائے معلمات پرائمری سکولز	" 2.06.000/. "

(ح) ۔ 8 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینا اور مڈل کلاسز کے لیے عمارات کی تعمیر	"	12.00.000/- روپیہ
(و) ۔ 10 مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینا اور ہائی کلاسز کے لیے عمارات کی تعمیر	"	" 38.40.000/-
(ز) ۔ 2 ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹری کی تعمیر	"	" 1.50.000/-
(ح) ۔ دیہی علاقوں میں مڈل اور ہائی سکولوں کی موجودہ عمارات کی مرمت		" 3.40.000/-
میزان برائے 1981-82		75.64.000/- روپیہ

مندرجہ بالا کوائف سے واضح ہے کہ تعلیمی اداروں میں عمارات کی کمی کو پورا کرنے کے لیے حتی المقدور کوشش کی جا رہی ہے جس قدر رقم ترقیاتی پروگراموں کے لیے مہیا کی جاتی ہے اس میں سے ہر ضلع کو حصہ رسدی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں ۔

ضلعی تعلیمی افسروں کو یہ بھی مشورہ دیا گیا ہے کہ ناکافی مالی فراہمی کے پیش نظر علاقہ کے مخیر حضرات سے رابطہ پیدا کریں اور اپنی مدد آپ کے تحت بھی تعلیمی اداروں کی عمارات تعمیر کرالیں ۔

ضمنی سوالات

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (اٹک) ۔ جناب چیئرمین میں آپ کی وساطت سے وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ حکومت کی منظوری کے بعد ہائی سکول 10 کی بجائے 5 کر دئے گئے ہیں اور مڈل سکول بھی 8 کی بجائے چار کر دئے گئے ہیں ویسے ہمارے دیہی علاقے کی مردانہ تعلیمیں اوسط 8 فیصد ہے اور کافی تجربہ کار آدمیوں سے میں نے یہ کام کر وایا ہے اور خواتین کی 3 فیصد ہے۔

یعنی تعلیم کے لحاظ سے ہم بہت پیچھے ہیں ۔ اور تین انٹر کالج ہیں۔ ابھی صدر صاحب نے فتح جنگ میں ایک انٹر کالج منظور کیا ہے ۔ اس کے لئے ہم نے زمین دی ہوئی ہے مگر ہمیں ابھی تک فنڈز نہیں ملے اور ڈگری کالج کے لیے وعدہ فرمایا تھا ۔ مگر اس کے لئے ابھی ابھی کچھ نہیں ہوا ۔ اور اٹک شہر میں ایم۔ اے کی کلاسز کے اجرا کے متعلق عرض کیا گیا تھا مگر اس پر ابھی کچھ نہیں ہوا ۔

وزیر تعلیم ۔ جو سوالات آپ نے لکھ کر دئے تھے ان کے جوابات تو آپ لیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان۔ یہ سوالات بھی تو اسی سے وابستہ ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں فنڈز کم ہونے کی کوئی وجہ ہو گئی ہوگی ۔ لیکن ہمیں ابھی تک ایسی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ جن علاقوں کو پہلے زیادہ تعلیم ہونے کی وجہ سے فنڈ نہیں دئے گئے تھے ۔ ابھی آخری سٹیج پر ان فنڈز کو بدلی کر کے وہاں تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ اور ہم سے لے لئے گئے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ اگر cancel ہوئے ہیں تو uniformally ایک ratio proportion سے سارے صوبے میں ہوا ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ صرف ہمارے شہر اٹک کا ہی ہوا ہے آپ بے شک چیک کر لیں ۔

وزیر تعلیم ۔ میں سیکرٹری صاحب سے پوچھ کر آپ کو بتا دیتا ہوں ۔

سیکرٹری تعلیم (جناب احمد صادق صاحب) ۔ جناب وسائل کی کمی کی وجہ سے پورے صوبہ میں ہوا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ یہ پورے صوبے میں ہوا ہے ۔ اور آپ نے سن لیا ہوگا ۔ اور وسائل کی کمی کا علاج تو نہ میرے پاس ہے اور نہ آپ کے پاس ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ نہیں جناب والا ۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے نہیں ۔ میں عرض کرتا ہوں جس تناسب سے ہمیں ہائی سکول یا مڈل سکول دئے گئے تھے وہ اس لئے دئے گئے تھے کہ وہاں ادارے پہلے ہی کم ہیں ۔ پھر ابھی جون یا جولائی میں یہ سب کچھ ہوا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ اب آپ کو مڈل سے ہائی سکول کتنے مل رہے ہیں ؟

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ جناب والا ابھی پانچ رہ گئے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ پانچ ۔ تو ضلع گوجرانوالہ میں کتنے مل رہے ہیں ۔

سیکرٹری تعلیم ۔ جناب ایک بھی نہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ آپ کو Preferential treatment دی جا رہی ہے

and we will continue to keep you at par with the rest

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ جناب والا ۔ ہم تو تعلیمی لحاظ سے پہلے ہی بہت پیچھے ہیں ۔

جناب وزیر تعلیم ۔ ایک ہی سال میں 40 سال کی کمی تو پوری نہیں ہو جائے گی ۔ آہستہ آہستہ ہم اس کمی کو پورا کردیں گے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ جناب والا ۔ کر دی گئی تھی ۔ یعنی سب کچھ ہو گیا تھا ۔ پلاننگ میں بھی پاس ہوگئے ۔ گورنر صاحب نے بھی approve کر دیے ۔ چٹھیاں مل گئیں اور لوگوں میں ہم نے announce کر دیا گاؤں میں خط و کتابت شروع ہوگئی ۔ بالکل آخری سٹیج پر یعنی جولائی میں 10 کی بجائے 5 سکول کردیے گئے ۔ اب لوگوں کو ہم کیسے face کریں ۔

وزیر تعلیم ۔ میں ایک بات کی گرنٹی دیتا ہوں کہ محکمہ تعلیم نے آپ کے ان سکولوں میں سے کوئی سکول نہیں کاٹا ۔ یہ وسائل کی کمی کی وجہ سے پورے صوبہ میں کمی واقع ہوئی ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ جناب میں اس سے اتفاق نہیں کرتا یا تو یہ پہلے ہی وہاں تبدیل کر دیے جاتے جہاں تعلیم زیادہ ہے ۔ تو کوئی

بات نہ ہوتی - اب ہم نے اعلان کردے - ضلع کونسل میں پاس ہوگئے - ڈویژن میں پاس ہوگئے - صوبے میں پاس ہوگئے - گورنر صاحب سے پاس ہوگئے اور ابھی جولائی میں آ کر چٹھی مل گئی -

وزیر تعلیم - میں اس issue کو examine کرواؤنگا اور پھر آپ کو تحریری جواب بھجواؤنگا - کہ یہ کیوں کمی واقع ہوئی ہے -

چودھری محمد صدیق سالار (فیصل آباد) : جناب والا ! میں عرض کرونگا کہ آپ نے جو 30 ہزار یا 20 ہزار نئے سکول کھولنے ہیں - تو ان کے لیے بہتر ہےکہ پہلے بلڈنگ بنوائیں اور پھر نئے سکول کھولیں -

وزیر تعلیم - نہیں - میرے خیال میں یہ دونوں کام ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں اور جو بھی نئے سکول کھولے جا رہے ہیں ان کے لیے انشاءاللہ عمارات مہیا کی جا رہی ہیں -

چودھری محمد صدیق سالار - جناب والا - جو پہلے کھولے گئے ہیں - ان کے لیے تو پہلے بلڈنگ مہیا کریں -

وزیر تعلیم - ان کو آہستہ آہستہ دے رہے ہیں اور پلاننگ میں یہ چیز شامل ہے -

الحاج شیخ امر الہی (چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک) - جناب صدر - میں جناب وزیر تعلیم سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پاس بچوں کے لیے ایک مڈل سکول تھا اور پانچ پرائمری سکول تھےاور اس پر تقریباً 6 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں - سال 1979 میں یعنی 79-10-20 کو ایک گرلز مڈل سکول ، تین گرلز پرائمری سکول اور بچوں کا پرائمری سکول ہمارے سپرد کر دیا گیا جس پر 7 لاکھ کا سالانہ خرچہ ہوتا ہے اور یہ پرائمری سکول پہلے ہی سو فیصد گرانٹ پر چلتے تھے اور مڈل سکول 90 فیصد گرانٹ پر چلتے تھے - اس پر ہمارے بجٹ کا ایک تہائی حصہ تقریباً ساڑھے 12 لاکھ روپے خرچ ہو جاتا ہے - اس کے علاوہ ہم جو سکول کے کمرے وغیرہ بناتے ہیں یا اور کوئی خرچ کرتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہے - تو اس سال ہمارا کیس recommend ہوکر گیا تھا کہ

ہم کو ساڑھے بارہ لاکھ روپے کی گرانٹ دی جائے ۔ لیکن ہمیں ایک پیسہ بھی نہیں دیا گیا ۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ اس سال کے بجٹ میں نہیں آتا ہے ۔ ہمارا ترقیاتی بجٹ کل 6 لاکھ روپے رہ جاتا ہے ۔ تو اس 6 لاکھ روپے میں ہم کیا کیا کر سکتے ہیں اور ہمیں یہ ساڑھے بارہ لاکھ روپے کی گرانٹ پہلے ملا کرتی تھی اور اب ہٹا دی گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ اگر آپ نے یہ سوال لکھ کر دیا ہوتا تو میں اس کا بہتر جواب دے سکتا ۔

چودھری انور علی چیمہ (سرگودھا) ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ عام بحث کا وقت نہیں ہے ۔

جناب گورنر ۔ جی ہاں ۔ اسی لیے انہوں نے پوچھا تھا کہ آپ اس علاقے کے ہیں یا اس سے الگ ۔ تو میرے خیال میں بزرگ نے سنا نہیں ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ تین سکول فیڈرل ایریا میں بھی ہیں جو کنٹونمنٹ بورڈ میں ضلع کونسل run کر رہی ہے اور اس کے بارے میں میں نے جناب کو بھی لکھا ہوا ہے اور وزیر تعلیم کو بھی لکھا ہوا ہے ۔ کہ فیڈرل گورنمنٹ کو کہنا چاہیے اور وہ تین چار دفعہ کرنل صاحب کو اور بریگیڈئر صاحب کو وہاں بھیج چکے ہیں اور وہ اپنی رپورٹ پر کچھ دے دیتے ہیں اور آگے پیچھے کہہ دیتے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ ان کو نہیں لے سکتی ۔ ضلع کونسل کی کسی طرح سے بھی ان کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ نہ وہاں سے کوئی آمدن مل سکتی ہے اور اس میں کوئی 35 کے قریب استاد اور استانیاں ہیں ایک لڑکیوں کا مڈل سکول ہے اور پرائمری سکول ہیں ۔ یہ سب ضلع کونسل کی ذمہ داری پر چل رہے ہیں ۔ اس کے لیے ہمیں کچھ نہیں مل رہا ۔ وہ ہمارے اوپر ایک burden ہے اور آڈٹ کے لیے بھی objectionable ہے ۔

جناب گورنر ۔ آپ ان کو لکھ کر دے دیں ۔ اگلا سوال ۔

10 صوبہ میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تعداد

بیگم کرنل نصرت مقبول الہی (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن ، فیصل آباد) ۔ کیا سیکرٹری تعلیم از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ کیا محکمہ تعلیم یہ اطلاع فراہم کر سکتا ہے کہ صوبہ بھر میں کتنے تعلیمی پرائیویٹ ادارے شروع ہو چکے ہیں ۔

(1) تعلیمی اداروں کا کل نمبر تعداد کے لحاظ سے ۔

(1) وزیر تعلیم : (چوہدری حامد ناصر چٹھہ) حکومت پاکستان کی عمومی پالیسی کے تحت بہت سے نجی تعلیمی ادارے کھل چکے ہیں اور مزید کھولے جا رہے ہیں ۔ مگر یہ ادارے اجراء کے بعد محکمہ تعلیم سے رابطہ نہیں کرتے اس لیے ایسے تعلیمی اداروں کا کل نمبر نظامت تعلیم کے پاس میسر نہیں ہے ۔

(2) کتنے تعلیمی ادارے محکمہ تعلیم نے رجسٹرڈ کیے ہیں ۔

(2) محکمہ تعلیم سے رجسٹرڈ شدہ تعلیمی اداروں کی تعداد 35 ہے۔

(3) کیا ان اداروں میں منسلک اساتذہ تربیت یافتہ ہیں

(3) ان اداروں میں تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ دونوں قسم کے اساتذہ منسلک ہوتے ہیں ۔

(4) پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں بچوں سے جو فیس وصول کی جاتی ہے ۔ کتنی ہے ۔

(4) پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی فیس کی شرح 10 سے لیکر 150 روپے ماہوار تک ہے ۔ لیکن میرے خیال میں یہ کئی جگہ

پر 150 روپے سے بھی زائد ہوگی ۔

(5) تعلیمی ادارے جن عمارات میں کھولے گئے ہیں کیا وہ بچوں کی صحت ، نشوونما اور اس ادارے میں بچوں کی تعداد کے معیار کے مطابق ہیں ۔

(5) موزوں اور غیر موزوں قسم کی عمارتوں میں سکول کھلے ہوئے ہیں ۔

(6) پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں کیا اب اساتذہ کو تنخواہ اس فیس کی شرح کے مطابق دی جاتی ہے جو ہر ماہ وصول کی جاتی ہے ۔

(6) اساتذہ کو تنخواہیں فیس کی شرح کے مطابق نہیں دی جاتیں بلکہ کم و بیش سرکاری اساتذہ کے سکیل کے قریب یا برابر ہوتی ہے ۔

(7) پرائیویٹ تعلیمی ادارے اپنی آمدن کا کتنے فیصد بچوں کی بہتری کے لیے خرچ کرتے ہیں ۔ اور کتنے فیصد کماتے ہیں ۔

(7) یہ بتانا ممکن نہیں ہے کہ کتنی فیصد آمدن بچوں کی بہتری پر اور کتنی انتظامیہ بطور منافع وصول کرتی ہے ۔

(ضمنی سوالات)

بیگم کرنل نصرت مقبول الٰہی ۔ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ صوبہ بھر میں پرائیویٹ ادارے کتنے شروع ہو چکے ہیں اور ان کی ایڈمنسٹریشن کے متعلق آپ نے ابھی تک کیا کیا ہے ۔ دوسرے یہ ہے کہ آج یہ سوال بھیجے ہوئے مجھے تقریباً سات ماہ ہو چکے ہیں سات ماہ کے اندر جواب آنے تک کئی تبدیلیاں ہو گئی ہوں گی لیکن میں اتنی عرض کروں گی کہ ہر محلہ کی کریانہ کی دوکان پر سکول کھلے ہیں جب ان اداروں سے بچے تعلیم حاصل کر کے فارغ ہوتے ہیں ان کو مشکل یہ ہوتی ہے ، (چونکہ وہ ادارے

محکمہ تعلیم سے رجسٹرڈ شدہ نہیں ہوتے) جب وہ بچے گورنمنٹ کے اداروں میں داخلے کے لیے جاتے ہیں تو ان کو دوبارہ امتحان دینا پڑتا ہے ۔ والدین بھی اتنے باشعور نہیں ہیں کہ ان اداروں میں اپنے بچوں کو نہ بھیجیں اس طرح سے ساری سزا بچوں کے والدین کو ملتی ہے ۔ میں امید کرتی ہوں کہ میرے سوالات کے مثبت جوابات ملیں گے اور مجھے مطلع کیا جائے گا کہ محکمہ تعلیم نے اس کے متعلق کیا انتظامات کیے ہیں یا کیا اقدامات اٹھائے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ آپ نے تعداد کے بارے میں پوچھا ہے وہ تو ہم نے بتا دی ہے ۔ باقی جو سوالات ہیں اس بارے میں تھوڑی سی گذارش ہے ۔ چونکہ اس میں مارشل لا ریگولیشن 118 involve ہوتا ہے ۔ ہماری مرکزی حکومت کے ساتھ خط و کتابت چل رہی ہے کہ اس بارے میں کیا کیا جانا چاہیے ۔ اس میں جو آپ نے مشکلات بتائی ہیں یہ بالکل بجا ہیں ۔ ان کو حل کرنا ضروری ہے ۔ انشاءاللہ جتنی جلدی ہوسکا اور جب بھی اس کا کوئی حل نکلا میں آپ کو مطلع کروں گا ۔

جناب گورنر ۔ منسٹر صاحب ان سکولز کی رجسٹریشن کے لیے ہمیں سنٹر میں کیوں جانا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ رجسٹریشن کے لیے تو کوئی نہیں لیکن

Government had permitted such schools to be opened.

جناب گورنر ۔ وہ تو ٹھیک ہے تب بھی یہ صوبائی موضوع ہے ۔ ہم یہاں رہتے ہیں ۔ پوائنٹ یہ دیکھنا ہے کہ کچھ نہ کچھ سسٹم ہونا چاہیے ۔ جو یہاں پرائیویٹ سکولز کھولتے ہیں ان کو رجسٹرڈ کروائیں ۔ یہ بڑی سیدھی سی بات ہے ۔ جو میں آپ سے سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ جو پرائیویٹ سکولز ہیں وہ رجسٹرڈ نہیں ہیں ان کو سرٹیفکیٹ دینے میں تکلیف ہو رہی ہے اور وہاں کے بچے جب گورنمنٹ سکولوں میں جاتے ہیں ان کو دوبارہ امتحان دینا پڑتا ہے ۔ آپ ایسے سکولوں کی کیا نگرانی کر رہے ہیں ان کی آپ نے کیا سپرویژن کی ہے ۔

سیکرٹری تعلیم (احمد صادق صاحب) ۔ جناب والا ۔ اس میں پوزیشن یہ ہے کہ رجسٹریشن کروانے کے کچھ لوازمات ہوتے ہیں ۔ کچھ بنیادی ضروریات اور سہولتیں ان سکولوں کو مہیا کرنی چاہئیں جو اس وقت پرائیویٹ سکول مہیا نہیں کر رہے لیکن گورنمنٹ کی فیڈرل اور صوبائی سطح پر پالیسی ہے کہ ملک میں سکولوں کا جو خلا پیدا ہوگیا ہے وہ پورا ہو ۔ سپلائی اور ڈیمانڈ کے درمیان جو خلا ہے وہ پورا ہو ۔ پرائیویٹ سکولز چلیں ۔ پروگرام یہ ہے لیکن ان کو ریگولیٹ کرنے کا اب وقت آ گیا ہے ، اس لیے ہم نے ڈرافٹ آرڈیننس سنٹر کو بھیجا ہے کیونکہ یہ تمام صوبوں کے لیے یکساں پالیسی بنتی ہے ۔ مارشل لا ریگولیشن نمبر 118 جو نیشنلائزیشن کا تھا اس سے ہٹ کر یہ جو پالیسی ہے اس میں پوری institutionalization involve تھی ۔ بہر صورت ایڈھاک بنیاد پر ہر صوبہ کے اندر رجسٹریشن کی جا سکتی ہے ۔ اس کے لیے میں نے ہدایت دی ہیں کہ کوئی yard stick بنایا جائے جس سے ہم انہیں رجسٹرڈ کریں ۔

جناب گورنر ۔ آپ اسے مارشل لا ریگولیشن نمبر 118 پر کیوں try کر رہے تھے ۔

سیکرٹری تعلیم ۔ کیونکہ وہ نیشنلائز ہوگئے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ وہ نیشنلائز ہوگئے ہیں ۔ اس کے بعد کیا اور سکولز کھولے گئے ہیں ؟

سیکرٹری تعلیم ۔ مارشل لا ریگولیشن 118 براہ راست لاگو نہیں ہوتا اس لیے کہ لیگل فریم ورک ہونا چاہیے ۔ لیگل فریم ورک کے بغیر مارشل لا ریگولیشن 118 میں ترمیم ہوئی لیکن صرف یہ اجازت دی گئی کہ ان کو سکول کھولنے کی اجازت دی جائے لیکن جو خاص پرویژو (proviso) تھا اس میں نہیں آیا ۔

جناب گورنر ۔ میں نے آپ کے predecessor کو بھی لکھا تھا کہ

ان سکولوں کی بک لٹ رجسٹریشن نہیں کی جانی چاہیے ۔ بطور گورنمنٹ ہمارا سپروائزری فنکشن ہے ۔ اس میں دو تین چیزیں دیکھنی ہیں کہ کون سکول کھولے گا ۔ اگر کھولے گا تو کیا پڑھائے گا ۔ کیا نہیں پڑھائے گا ۔ ابھی اگلے دن بیگم صاحبہ نے ایک کتابچہ دیا تھا جو وہ پڑھا رہے ہیں ۔ اس سے اس ملک کا کوئی تعلق نہیں ۔ اس میں ایسے ایسے جانوروں کے نام لکھے ہوئے ہیں جن کا ہم کبھی نام نہیں لیتے ۔ ہم ان بچوں کو کیا پڑھا رہے ہیں اور اس پر سپرویژن کون کرتا ہے ۔ سپرویژن اس وقت ہوگی جب آپ انھیں ریگولیٹ کریں ۔ جب ان کی رجسٹریشن کریں گے ۔ آپ یہ دیکھیں کہ پڑھا کیا رہے ہیں ۔ اس میں کم از کم ایک معیار مقرر کریں ۔

بیگم کرنل نصرت مقبول الٰہی ۔ میرے خیال میں یہ اتنا مشکل کام نہیں جو ادارے رجسٹرڈ نہیں ہیں ، ان کو آپ کے جو اے ۔ ڈی ۔ آئی ہیں جا کر exmine کر سکتے ہیں ۔ سب سے بڑا نقص اس وقت یہ ہے کہ جو سکولز کھلے ہیں وہاں دو کمروں میں سات سات کلاسیں ہیں ایک ایک کمرہ میں چار چار کلاسیں ہیں ۔ اس طرح خواندگی کی شرح کو بڑھانے کی خاطر ہم handicapped نسل پیدا کر رہے ہیں ۔ جس کمرے میں روشنی نہیں ہے ۔ تازہ ہوا نہیں ہے وہاں خواندگی کی شرح کیا بڑھے گی ۔

جناب گورنر ۔ کل میں نے آپ کو اعداد و شمار دیے تھے ۔ اس میں یہ سپروائزری فنکشن ہے ۔ کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اپنا کام کرتا ہے یا نہیں کرتا ۔ میں نے کل ghost schools کا بھی ذکر کیا تھا ۔ میں نے اپنی طرف سے ایک سروے کروایا ہے ۔ اس میں ghost schools چل رہے ہیں ۔ یہ لوگ ان کو پیسے دیتے جا رہے ہیں ۔ تنخواہیں دے رہے ہیں ۔ نہ سکول ہے نہ بلڈنگ بلکہ کچھ بھی نہیں ہے ۔ وہ کیا کر رہے ہیں ۔ آپ ان کی باز پرس کریں تاکہ یہ چیز درست ہو جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ ٹھیک ہے ۔ بیگم صاحبہ کے سوال کے متعلق مجھے علم نہیں

تھا کہ انھوں نے بھی سوال بھیجا ہوا ہے میں نے as a matter of policy اپنے پچھلے سیکرٹری صاحب سے یہ معاملہ ڈسکس کیا تو! ۔ انھوں نے کہا تھا کہ جب تک سنٹر اجازت نہ دے ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔

جناب گورنر ۔ سنٹر میں جا کر پتا کریں ۔کیا یہ ہمارا موضوع نہیں ہے ؟ سنٹر بیچ میں کہاں آ جاتا ہے ۔ ایجوکیشن ہمارا موضوع ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ That must be examined.

جناب گورنر ۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ۔ آپ اس کو examine کر لیجیے آپ وہاں جا کر خود دیکھیں کہ اصل بات کیا ہے ۔

مسٹر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین آپ کی مداخلت بالکل بجا ہے ۔ آپ نے جو ھدایات فرمائی ہیں اس کے لیے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ بڑے شہروں میں تعلیم بطور کاروبار چلائی جا رہی ہے جیسے فنانس کارپوریشنوں کے ذریعہ لوگوں کو لوٹا گیا ہے ۔ بعد میں حکومت نے مداخلت کر کے دیکھ لیا اسی طرح سکولوں کے نام پر نئی نسل کا استحصال کیا جا رہا ہے ۔ آپ نے جو ہدایات دی ہیں ہم توقع کرتے ہیں کہ ایسے سکولز جہاں داخلے کی کمی کی وجہ سے والدین مجبور ہیں کہ اپنے بچوں کو وہاں بھیجیں ان کی باقاعدہ سخت سپرویژن ہوگی ۔ بلڈنگ ہوگی اور سٹاف جو بچوں کو پڑھانے پر مامور ہے اہلیت کے مطابق ان کے نصاب کے مطابق پڑھایا جائے گا ۔ بچوں کی نشو و نما کے لیے کام ہوگا نہ کہ پیسہ اکٹھا کرنے کے لیے پڑھایا جائے گا ہر پیشے میں کوئی نہ کوئی اخلاق پابندی ہوتی ہے اور اس کا کوئی conduct ہوتا ہے یہ سکولز اسی طرح تیزی سے کھل رہے ہیں جیسے فنانس کارپوریشن اور جس طرح ان کارپوریشنوں کے نام پر لوگوں کو لوٹا گیا اسی طرح سکولز کھول کر والدین کا استحصال کیا جا رہا ہے ۔ والدین ایسا کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ ان کے بچوں کو داخلہ نہیں ملتا آپ نے جو ھدایات فرمائی ہیں ہمیں امید ہے اس پر عمل کیا جائے گا ۔

جناب گورنر ۔ صرف یہی نہیں بلکہ میں اس میں یہ add کرونگا اس پر

کیبنیٹ کا فیصلہ بھی ہے - میں یہ پتا کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ابھی تک اس پر قابو کیوں نہیں پایا ؟ -

ایک آواز - جناب ghost sehools کے متعلق کیا کیا گیا ہے ؟

جناب گورنر - پتا کریں کہ یہ کون سے سکولز ہیں - کون لوگ چلا رہے ہیں - ان کا معیار کیا ہے - کتنی فیس لیتے ہیں - میرا نوٹ اس کے اوپر لکھا ہوا ہے - یہ تو خیر آپ نے ابھی سوال اٹھایا ہے - چھ سات مہینے پہلے یہ سوال اٹھا تھا - کیبنٹ کا اس پر فیصلہ ہے - میری اس پر ہدایات ہیں - میں پتا کرنا چاہتا ہوں کہ میری ہدایات پر ابھی تک کارروائی کیوں نہیں کی گئی - اس میں سنٹر کا کوئی تعلق نہیں ہے - یہ کم از کم پتہ کر دیں کہ سکول کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں اس لیے سنٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے - خود آپ پتہ کریں کہ وہ کون سے سکولز ہیں - کیا کر رہے ہیں اور کیا پڑھا رہے ہیں ؟ -

بیگم نصرت مقبول الٰہی - سوال یہ تھا کہ کیا تربیت یافتہ ٹیچر رکھی جاتی ہیں - آپ نے جواب یہ دیا ہے کہ ٹرینڈ اور ان ٹرینڈ بھی ہیں - جہاں تک اپنے شہر کے متعلق میرا علم ہے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ جو پرائیویٹ ادارے ہیں وہ ٹرینڈ ٹیچر نہیں رکھتے - آپ کا یہ جواب کہ انہیں سرکاری سکیل کے مطابق تنخواہ دی جاتی ہے وہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جب تک وہ ٹرینڈ نہیں ہوں گے -

وزیر تعلیم - میں نے کہا ہے تقریباً -

بیگم نصرت مقبول الٰہی - جو خرچ ہے کیا ان کو منافع کے مطابق دیا جاتا ہے - 90 فیصد منافع ان کی جیب میں جاتا ہے اور 10 فیصد سکول پر خرچ کرتے ہیں -

جناب گورنر - regulatory supervision کرنا گورنمنٹ کا کام ہے - جب ان سکولوں پر محکمہ کا سپروائزری فنکشن ہوگا وہ چیز بھی درست ہو جائے گی - پھر وہ خود دیکھیں گے کہ اس کے معیار کے مطابق سکولوں میں

ٹیچر ہیں یا نہیں ہیں ۔ کتنے پیسے ان کو دیتے ہیں وہ ان کا اپنا کام ہے ۔

سیدہ عابدہ حسین ۔ جناب والا ۔ میرا سوال ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے متعلق یہ ہے کہ ٹیچر کا جو تعلیمی معیار ہوتا ہے وہ ایف اے سی ٹی یا بی اے بی ٹی ہے ۔ کافی ایسے پرائیویٹ ادارے ہیں جو ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں چند ایک ایسے بھی ہیں جو صحیح معنوں میں خدمات ادا کر رہے ہیں اور یہ جو پرائیویٹ ادارے بنے ہوئے ہیں جب یہ اساتذہ یا ٹیچر بھرتی کرتے ہیں یہ بی ایڈ وغیرہ کی شرط نہیں رکھتے ۔ جب ڈیپارٹمنٹ ان کو ریگولیٹ کرے گا تو میری استدعا یہ ہے کہ ڈگری کے علاوہ بھی ان کی subsidiary qualifications کو بھی دیکھ لیا جائے ۔

جناب گورنر ۔ ٹھیک ہے اس کو ریگولیٹ کریں گے ۔ اس کے متعلق یہ کہوں گا کہ کم از کم یہ کیا جائے تو وہ ریگولر ہو جائے گا یعنی ان کو discourage کرنے کا کوئی ارادہ نہیں لیکن جو minimum اور ضروری کوالیفیکیشن ہیں وہ ان کے پاس ضروری ہونی چاہیں ۔

ایک معزز رکن (راجہ محمد افضل) ۔ اس مسئلے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کے ہی زیادہ ادارے ہیں جو رجسٹرڈ نہیں ہیں ۔

جناب گورنر ۔ ہو سکتا ہے ۔

معزز رکن ۔ زیادہ تر انہی کے ہیں ۔ انہی کی وجہ سے یہ سب مسائل پیدا ہوئے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ شکریہ ۔ اگلا سوال ۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میانوالی کی عمارت کی مرمت

وزیر تعلیم ۔ اگلا سوال نمبر 17 ، محترمہ ثریا سلکاللہ نے کیا ہے ۔ یہ گورنمنٹ ہائی سکول میانوالی کی مرمت کے بارے میں ہے ۔ اطلاعاً عرض یہ ہے کہ اس سال 5 لاکھ 87 ہزار روپے اس کام کے لیے رکھ دیے گئے ہیں ۔ انشاءاللہ یہ مرمت ہو جائے گی ۔

۔ ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ (خاتون ممبر ضلع کونسل میانوالی

کیا تعلیم از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ آیا گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میانوالی کی عمارت کو مرمت کروانے کے لیے کوئی اقدامات کیے گئے ہیں کیونکہ یہ عمارت انتہائی مخدوش حالت میں ہے اور ناقابل استعمال ہے۔

وزیر تعلیم (چودھری حامد ناصر چٹھہ) ۔ امسال یعنی 81 - 1980ء کے دوران محکمہ تعلیم کے ترقیاتی پروگرام میں پنجاب بھر کے تعلیمی اداروں کی مرمت/اضافہ کے لیے مندرجہ ذیل رقوم مختص کی گئی تھیں ۔

1 - گورنمنٹ مڈل ہائی سکولوں کی مرمت/اضافہ ۔۔۔۔۔۔ 27 لاکھ 27 ہزار روپے ۔

2 - قومیائے گئے تعلیمی اداروں کی مرمت/اضافہ ۔۔۔۔۔۔ 3 کروڑ 50 لاکھ روپے ۔

چونکہ گورنمنٹ مڈل و ہائی سکولوں کی مرمت/اضافہ کے لیے رقم بہت ناکافی تھی اس لیے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میانوالی کی مرمت نہ ہو سکی ۔

تاہم مجوزہ ترقیاتی پروگرام برائے 82 - 1981ء میں تعلیمی اداروں کی مرمت/اضافہ کے لیے حسب ذیل رقوم رکھی گئی ہیں ۔

1 - دیہی علاقوں میں گورنمنٹ و مڈل ہائی سکولوں کی مرمت/اضافہ ایک کروڑ پچاس ہزار روپے ۔

2 - شہری علاقوں میں گورنمنٹ و مڈل ہائی سکولوں کی مرمت/اضافہ 50 لاکھ 50 ہزار روپے ۔

3 - قومیائے گئے تعلیمی اداروں کی مرمت/اضافہ ۔۔۔۔۔۔ 4 کروڑ 50 لاکھ روپے ۔

سال 82 - 1981ء کے دوران گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میانوالی کی ضروری مرمت ہو جائے گی ۔

(کوئی ضمنی سوال نہیں پوچھا گیا)

25 .الف پرائمری سکولوں کا درجہ بڑھانا

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) - نئے پرائمری سکول کھولنے کے بجائے موجودہ سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے ۔

وزیر تعلیم (چودھری حامد ناصر چٹھہ) - آبادی میں اضافے کے ساتھ ساتھ خواندگی کی شرح کو متناسب بنانے کی خاطر نئے پرائمری سکولوں کا اجراء ضروری ہے - نیز سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت نئے پرائمری سکول صرف مقامی کونسلوں کی سفارش پر ہی کھولے جاتے ہیں ۔

مالی وسائل میں کمی کی بنا پر سکولوں کی صرف ایک محدود تعداد کو ہی مڈل/ہائی کا درجہ دیا جا سکتا ہے - جوں جوں فنڈز مہیا ہوئے - مزید سکولوں کو مڈل/ہائی بنایا جائے گا ۔

(ضمنی سوالات)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - جناب والا ۔ اس میں میں آپ کو ایک طریق کار بتاؤں گا جس میں حکومت پر کوئی بوجھ نہیں پڑے گا اور عوام الناس کے مسائل حل ہوتے چلے جائیں گے ۔ اس حکومت نے ایک سو میل سڑک منظور کرکے عوام کے دل جیت لیے ہیں ۔ یہ دوسرا کارنامہ ہوگا جس کی بدولت یہ حکومت ہمیشہ کے لیے عوام کے دلوں میں رہے گی ۔ لوگ اپنی مدد آپ کے تحت اپنے مسائل حل کرنے کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں ۔ یہاں تک کہ ایک سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لیے (اس کے بارے میں میں آپ کو لکھ کر دے جاؤں گا) لوگوں نے 75 کنال اراضی حکومت کے حوالے کر دی اور ساتھ ہی یہ کہا کہ اپنی specification کے مطابق حکم کریں ، بیس لاکھ دے دیں ، ہم کمرے تیار کر دیں گے ۔ ضلع کونسل پنڈی نے میری درخواست پر یہ منظور کر دیا کہ Govt. may impose a cess ہم

درخواست کرتے ہیں کہ پرائمری یہ تین ، مڈل یہ پانچ ، ہائی یہ آٹھ ۔ اگر اس سے زیادہ بھی چاہیں تو وہ اس پر ضلع کونسل پنڈی متفق ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ پنجاب کے باقی اضلاع بھی متفق ہوں گے ۔ صرف حکومت کی پالیسی میں بنیادی تبدیلی لائیں تو پانچ سال کے اندر تعلیم کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ بارانی علاقے میں گیارہ گیارہ میل دور تک لڑکیوں کو جانا پڑتا ہے ۔ اگلے دن یونیسیف UNICEF کی ٹیم ایک گاؤں میں گئی ۔ وہ گاؤں تین ہزار آبادی کا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ آیا چالیس سال کی عمر سے زیادہ کوئی خاتون ہے جو اپنے دستخط کر سکتی ہو چنانچہ ایسی ایک عورت بھی نہ نکلی ۔ تو بڑی مشکلات ہیں ۔ میں آپ کو طریقہ بتاتا ہوں ۔ لوگ جگہ دینے کے لیے تیار ہیں بلکہ مکان بھی بنا کر دینے کو تیار ہیں ۔ وہ فیس کا اجراء بھی پسند کرتے ہیں ۔ بات صرف یہ ہے کہ اس میں انہیں اجازت دے دیں ۔ ہر اس جگہ آپ اجازت دیں جہاں محکمہ تعلیم justification ظاہر کرے ، محکمہ تعلیم کی سفارش پر اور اس میں آپ کے اوپر کوئی بوجھ نہیں پڑ رہا ۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں ۔ یہ عوام کے مسائل ہیں ۔ ورنہ پچاس سال تک آپ عوام کے مطالبے پورے نہیں کر پائیں گے ۔ ایک سال میں ایک پرائمری کو مڈل کرتے ہیں اور ایک مڈل کو ہائی ۔ عوام چاہتے ہیں کہ سب کچھ ہو جائے ۔ پچاس سال میں آپ نے حل کیا تو جہاں آج مڈل مانگ رہے ہیں ، وہاں پر کالج مانگیں گے ۔

Sir, this requires very serious thought.

اور اس میں کوئی الجھن نہیں ۔ اگر کوئی ہے تو مجھ سے ڈسکس کر لیں ۔ میں نے مسٹر عبدالعلی سے ، جو سابقہ فیڈرل سیکرٹری برائے تعلیم تھے ، ایک دو مرتبہ تبادلہ خیال کیا اور انہیں convince کر لیا ۔

He said "you have won the point".

He said, I had won the point. وہ ٹرانسفر ہو چکے ہیں ، بہرحال

وزیر تعلیم ۔ اس سلسلے میں گزارش یہی ہے کہ اپنی مدد آپ کے تحت

اور feasibility کے مطابق آپ جہاں سکول بنائیں گے ہم سٹاف اور اجازت ضرور دیں گے ۔ لہذا یہ کوئی مسئلہ زیر بحث ہونا ہی نہیں چاہیے ۔

چودھری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) ۔ لیکن ایسا ہو نہیں رہا ۔ ہم نے سکول کی عمارت بنا رکھی ہے ۔ لیکن سٹاف نہیں دیا جاتا ۔

وزیر تعلیم ۔ آپ مجھے اطلاع دیجیئے ، یہ کام ضرور ہو جائے گا ۔ اس میں تو دقت کی کوئی بات ہی نہیں ۔

راجہ محمد افضل (چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم) ۔ جناب والا ۔ میں صاحب صدر کی اجازت سے عرض کروں گا کہ ضلع جہلم میں ایک گاؤں وگھ ہے جس میں عمارت مکمل طور پر بن چکی ہے ۔ لیکن ابھی تک وہاں کوئی سٹاف نہیں بھیجا گیا ۔

وزیر تعلیم ۔ یہ مڈل سے ہائی ہونے کی کب منظوری ہوئی تھی ؟

راجہ محمد افضل ۔ اس میں منظوری کی کوئی بات نہیں ۔ آپ نے کہا کہ سٹاف ہم بھیج دیں گے ۔

وزیر تعلیم ۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ feasibility کے مطابق آپ اگر ہمیں پورے کوائف بتا دیں تو ہم اس کی feasibility دیکھ لیں گے ۔ اگر ہوئی تو فوراً اپ گریڈ کر دیں گے ۔

راجہ محمد افضل ۔ دس سال ہو گئے ۔ ہر دفعہ لکھ کر بھیجتے ہیں ۔ لیکن کوئی عمل نہیں ہوا ۔

وزیر تعلیم ۔ اگر feasibility ہوئی تو ضرور عمل درآمد ہوگا ۔

راجہ محمد افضل ۔ باہر سے جو آدمی پہنچ جاتا ہے وہ اپنی مرضی سے کسی اور سکول کو اپ گریڈ کرا لیتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ آپ کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا ۔ اگر feasibility ہوئی تو آپ کا سکول ضرور اپ گریڈ ہوگا ۔ اس میں کوئی وہم والی بات نہیں ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - بالکل feasibility کے بغیر ہم مانگتے ہی نہیں - صرف وہاں ، جہاں آپ کا محکمہ feasibility دیکھے - عوام اپنی مدد آپ کے تحت اپنے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں - میرے پاس ایک ضلع کونسلر کی درخواست رکھی ہوئی ہے -

جناب گورنر - We can all meet. I ha.e already told you میں نے تو خود کہا ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے اندر بہت کچھ درست کرنا ہے - ہم اس پر آ جائیں گے - ایسی کوئی بات نہیں - اس کے اندر بہت سی غلطیاں ہیں - میں نے تو خود آپ کو فگرز دی ہیں ، جو آپ مجھے دے ہی نہیں سکتے - اس کو ایگزامن کرنا ہے - تمام کی تمام چیز خراب پڑی ہوئی ہے - لیکن نظریہ آتا ہے کہ جہاں لوگ زمین دینا چاہتے ہیں ، جہاں انھوں نے عمارتیں بنا دی ہوئی ہیں - اول تو انہیں پوچھ کر کرنا چاہیے کہ آیا یہ ver all ، اس کے اندر فٹ ہو رہا ہے یا نہیں - فرض کیجیے کہ وہ بن گیا - اس کے بعد یہ ہوگا کہ ہم نے کتنا سٹاف دینا ہے - آخر یہ خرچ ہم پر پڑے گا - میں تو یہاں تک گیا ہوں ، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے کہا ہے کہ اگر اس علاقے کے ہی لوگ آپ کو مل جائیں تو انھیں کو رکھ لیجیے - لیکن اس میں کچھ خرابیاں ہیں - ہم اس کے اندر جا رہے ہیں تو انشاء اللہ ، جو لوگ ایسا کرنا چاہتے ہیں ، سو بسم اللہ - لیکن over all پالیسی کے اندر آپ اس کو کیجیے - پیسے دیں گے اور اس میں جو سلیکشن کرنی ہے ، کروا دیں گے - لیکن تمام چیز بگڑی ہوئی ہے - اس کو درست کرنا ہے - کل میں نے آپ کو بتایا تھا کہ 6652 سکولوں کی عمارات نہیں ہیں اور شاید کئی ایسے وعدے والے ہوں گے کہ ہاں جی ، زمین بھی دیں گے ، بلڈنگ بھی بنا دیں گے - آپ آگے چلیے

(25 - ب) ضلع راولپنڈی میں پرائمری سکولوں کی تعداد

وزیر تعلیم - اسی سوال کا اگلا جز ہے - انھوں نے تعداد پوچھی ہے - پرائمری سکولوں - لڑکیوں کے ہیں 786 اور لڑکوں کے ہیں 657 - ہائی سکول - لڑکوں کے ہیں 89 اور لڑکیوں کے 52 -

(کوئی ضمنی سوال نہیں پوچھا گیا)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل ۔ (راولپنڈی) ضلع راولپنڈی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے موجودہ پرائمری سکولوں کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ ضلع راولپنڈی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے موجودہ حکومت کے زیر انتظام پرائمری سکولوں کی تعداد بالترتیب 786 اور 657 ہے ۔

(25 ۔ ج) نئے پرائمری سکولوں کے اجرا کے پروگرام کو ملتوی کرنے سے سالانہ بچت

وزیر تعلیم ۔ اگلا جز ہے ۔ ضلع راولپنڈی میں 1980-81ء میں 46 پرائمری سکول کھولے گئے ہیں جن کی منظوری سالانہ ترقیاتی پروگرام میں دی گئی ہے ۔ ان کا اصل سوال یہ ہے کہ اگر پرائمری سکول نہ کھولے جائیں تو رقم میں کتنی بچت ہوگی ؟ اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ دس سال کے اوپر اس کا حساب لگانا بڑا مشکل ہے کیونکہ پہلے سے یہ طے نہیں ہو سکتا کہ ہر سال کتنے پرائمری سکول کھولے جائیں گے ۔ لیکن اس وقت اندازاً 46 سکولوں پر 27 لاکھ 23 ہزار روپے لاگت آتی ہے ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل ۔ نئے پرائمری سکول کھولنے کے پروگرام کو ملتوی کرنے سے سالانہ کتنی بچت ہوگی ۔ اگلے دس سال کے دوران مذکورہ یونین کونسل (راولپنڈی) کے لیے مقرر کردہ ہدف کے حصول کے لیے کتنے وسائل کی ضرورت ہوگی ۔

وزیر تعلیم ۔ ضلع راولپنڈی میں امسال (1980-81) 16.4.81 سے 46 پرائمری سکول کھولے جا رہے ہیں ۔ جس کی منظوری سالانہ ترقیاتی پروگرام میں دی جا چکی ہے چونکہ ہر سال نئے پرائمری سکول کھولنے کی تعداد کا تعین سالانہ ترقیاتی سکیم میں فنڈز کی گنجائش کے مطابق ہوتا ہے ۔ اس لیے آئندہ دس

سالوں کے پروگرام کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔

(25 د) انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کالجوں کا اجرا

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق منہل ۔ مرکز کی سطح پر ایک انٹرمیڈیٹ کالج اور تحصیل سطح پر ایک ڈگری کالج ہونا چاہیے ۔

وزیر تعلیم ۔ مرکز کی سطح پر انٹر کالج کھولنا نا ممکن ہے اور نہ ہی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ۔ تحصیل سطح پر انٹر کالج برائے خواتین کھولنے کے متعلق ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت آئندہ تین سالوں میں ہر سال چھ یا سات ایسے کالج کھولنے کا پروگرام زیر غور ہے ۔

ضمنی سوالات

بیگم نزہت مسعود صادق ۔ (چیئرمین پاکستان ریڈ کریسنٹ ۔ لاہور) ۔ جناب چیئرمین ! تعلیم کا مسئلہ ایک بنیادی مسئلہ ہے ۔ یہ قوم کو انسان بنانے کا مسئلہ ہے ۔ اس لیے اس مسئلے کی طرف ضرور توجہ فرمائی جائے ۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کو اس قدر casually treat کیا جاتا ہے ۔ اور اس سلسلے میں محکمہ تعلیم کا کوئی عوام سے رابطہ نہیں ہے ۔ نہ ہی یہ کوئی عوام سے تبادلہ خیال کرتے ہیں ۔ عوام کو اپنے بچوں کے داخلے کے سلسلے میں اتنی زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ وہ بیان سے باہر ہے ۔ اس وقت پرائیویٹ سیکٹر میں جو سکول بنائے جا رہے ہیں ۔ ان میں اس قدر فیسیں ہیں کہ غریب آدمی ان میں اپنے بچوں کو داخل نہیں کرا سکتے ۔ اگر کوئی غیر آدمی کوئی سکول بنا دے اور اس میں کوئی فیس نہ لے تو عوام اس میں اپنے بچے داخل نہیں کراتے ۔ میں نے بھی ایک سکول بنایا ہوا ہے ۔ جس میں کوئی فیس نہیں ہے لیکن میں حیران ہوں کہ اس میں لوگ اپنے بچے داخل نہیں کراتے اس لیے آپ کو چاہیئے کہ آپ عوام سے رابطہ قائم رکھیں اور اس کے مطابق اپنا پروگرام بنائیں ۔ تعلیم کے بغیر آپ کسی چیز کو نہیں سمجھ سکتے ۔ المیہ

تو یہ ہے کہ ہماری 80 فی صد آبادی جاہل ہے پھر آپ اس قوم سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں ۔ آپ پرائمری سکول بنائیں اور کہیں کہ ہمارے پاس ان کو چلانے کے لیے پیسے نہیں ہیں ۔ آئیں اس کو چلائیں ۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ ایک نہیں سینکڑوں لوگ ان سکولوں کو چلانے کے لیے آئیں گے ۔ آپ کسی کو دعوت تو دیں ۔ محکمہ تعلیم کسی سے پوچھتا ہی نہیں ۔ لوگ آپ کی مدد کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں ۔ عوام کو اپیل کیجئے اور تعلیم کے لیے جو ممکن ہو سکتا ہے وہ کیجیے ۔ سکولوں کی طرف توجہ دینا نہایت ضروری ہے ۔ مشنری سکول بہت کھل رہے ہیں ۔ ان کی فیسیں بہت ہیں ۔ کہیں کہیں تو پانچ پانچ سو روپے فیسیں ہیں ۔ اتنا ظلم ماں باپ کے کے ساتھ نہیں ہونا چاہیئے ۔ ماں باپ اتنی فیس کیسے ادا کر سکتے ہیں ۔ براہ کرم آپ اس مسئلے کو بہت زیادہ اہمیت دیں اور سنجیدگی سے سوچیں اور قوم کو دعوت دیجیے کہ وہ اپنی اپنی تجاویز بھیجیں ۔

41 حضرو ضلع اٹک میں انٹر کالج کا اجرا

الف ۔ جناب محمد واثق خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک) ۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ صدر پاکستان نے ضلع اٹک کا دورہ کرتے ہوئے مورخہ 10-4-80 کو حضرو کے عوام کے مطالبے پر وہاں ایک انٹر کالج کھولنے کی منظوری دی تھی ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ جناب صدر پاکستان نے اپنے دورہ ضلع اٹک مورخہ 10-4-80 کو کالج کھولنے کا اعلان کیا تھا اور اس سلسلہ میں ڈپٹی کمشنر ضلع اٹک کو تفصیل بمعہ اندازاً اخراجات پیش کرنے کی ہدایت فرمائی تھی ۔

(ب) ۔ جناب محمد واثق خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک) ۔ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مقامی لوگوں نے مذکورہ کالج کی تعمیر

کے لیے زمین فراہم کر دی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ عوام کی طرف سے ایسی کوئی پیشکش نہیں کی گئی ۔ البتہ ڈپٹی کمشنر اٹک نے 76 کنال سرکاری اراضی برائے تعمیر کالج تجویز کی تھی ۔

(ج) ۔ جناب محمد واثق خان ۔ اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج کی عمارت کی تعمیر میں تاخیر کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ متعدد بار اس تجویز پر غور کیا گیا اور دو بار اس کی تفصیل بھی گورنر پنجاب کو بھیجی گئی ۔ مگر طلباء کی کمی کی وجہ سے یہ جگہ موزوں نہ سمجھی گئی ۔ اس فیصلہ کے بارے میں مرکزی محکمہ تعلیم کو برائے اطلاع صدر پاکستان تحریر کردیا گیا ہے ۔

ضمنی سوالات

خان محمد واثق خان ۔ جناب چیرمین یہ feasibility rep ort کس نے بنائی ہے۔ کیا آپ نے اس کے لئے ڈی ۔ ای ۔ او کو بھیجا تھا یا اے ۔ ای او کو بھیجا تھا ۔ جب حکومت کی واضح ھدایات ہیں کہ عوامی نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے ۔ آپکے پاس یہ رپورٹ آئی کہ وھاں پڑھنے والے نہیں ہیں ۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سرزمین سے ھمارے کئی لڑکے پشاور میں پڑھتے ہیں ۔ پاکستان بننے کے بعد ھمارا یہ پہلا مطالبہ ہے کہ ھمیں کالج دیا جائے ۔ صدر صاحب نے دے دیا ہے آپ ٹال رہے ھیں ۔

وزیر تعلیم ۔ ھم ٹال نہیں رہے ہیں ۔

خان محمد واثق خان ۔ جناب وھاں 12/10 ھائی سکول ھیں ۔ اس معاملے پر دوبارہ غور فرمایا جائے۔ اور ھمیں ساتھ شامل کیا جائے اور تب ھم ثابت

کرکے بتائیں گے کہ یہاں کالج کی ضرورت ہے یا نہیں ۔

جناب گورنر۔ وہ ٹھیک ہے ۔ سیکریٹری تعلیم دیکھیں ۔ اگر آپکو یہ کیس یاد ہے تو بتائیں ۔ ہوتا یوں ہے کہ میں جاؤں یا صدر صاحب جائیں وہاں اگر کوئی خواہش ظاہر کرے تو ہم کہتے ہیں کہ تقریباً ہونا چاہئے ۔ کیونکہ تفصیل کا پتہ نہیں ہوتا آنے کے بعد ہم لوگ اسکو examine کراتے ہیں اگر وہ بات بنتی ہے تو اسکی منظوری دے دیتے ہیں ۔ اور آپکو خبر دے دی جاتی ہے ۔ سکریٹری صاحب دیکھ کر کل بتائیں گے ۔ کہ کیا وجہ ہے کہ ہم نے اسکو نہیں کیا ۔

خان محمد واثق خان ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ طلبا نہیں ہیں ۔

جناب گورنر میں پھر دیکھ لونگا میں تو آپکی طرفداری کر رہا ہوں ۔

Please let him know the exact position by tomorrow or tomorrow after - noon.

ضلع بہاولنگر کے دیہاتی گرلز سکولوں میں معلمات کی تعیناتی

- بیگم نسیم عبدالماجد میاں (خاتون ممبر ضلع کونسل بہاولنگر)۔

کیا وزیر تعلیم ازارہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع بہاولنگر کے دیہاتی گرلز سکولوں میں محکمہ تعلیم استانیوں کی تعیناتی تو کر دیتا ہے مگر بعد میں ازاں اندرونی تبادلے کے ذریعہ انہیں دیہاتی علاقے کے سکولوں سے اسی ضلع کے شہری سکولوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے اور دیہاتی سکول استانیوں سے محروم ہو جاتے ہیں ؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہائی سکول چک نمبر 6/132 R میں بارہ منظور شدہ معلمات کی آسامیاں ہیں لیکن فی‌الحال وہاں صرف 2 معلمات کام کر رہی ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول میں متعین 10 معلمات متعلقہ عملہ کی ملی بھگت سے گھر بیٹھے تنخواہیں وصول کر رہی ہیں ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟ اور آیا حکومت اس کے سد باب کیلئے کوئی اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ چونکہ ان سوالوں کے سلسلہ میں تفصیلی رپورٹ متعلقہ دفاتر سے حاصل کرنی ہوگی اس لئے ان کے جوابات اگلے اجلاس میں پیش کئے جائیں گے ۔

وزیر تعلیم ۔ سوال نمبر 45 مجھے مہیا نہیں کیا گیا تھا ابھی ابھی مجھے ملا ہے اس لئے جو جواب میں دے سکتا ہوں وہ میں دے دونگا ۔ باقی پھر ۔

Sir, I dont know why this issue is stressed.

یہ مسئلہ صرف بہاول نگر کا نہیں ہے بلکہ پنجاب کے ہر ضلع میں اس مسئلہ کا سامنا ہے ۔ اسکو حل کرنے کے لئے اقدام کئے جا رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں لوکل باڈیز کے تعاون کی اشد ضرورت ہو گی ۔ اسکے اگلے جزو(ب) کا جواب لکھکر بھیج دیں گے ۔ چونکہ رات کے بارہ بجے سے اب تک اسکی تفصیل اکھٹی نہیں کر سکا جزو (ج) کے بارے میں رپورٹ آنے پر جواب دے دوں گا

46 ۔ گرلز کالج ہارون آباد ، ضلع بہاولنگر کے لیے عمارت کی فراہمی

بیگم نسیم عبدالماجد میاں (خاتون رکن ضلع کونسل بہاولنگر) ۔

(1) ۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ گرلز کالج ہارون آباد ضلع بہاولنگر کی اپنی کوئی عمارت نہیں اور کالج فی الحال کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے ۔	**وزیر تعلیم ۔** (1) ہاں یہ حقیقت ہے کہ کالج مذکور کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے ۔
(2) ۔ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے شہر کے نزدیک کالج کی تعمیر کے لیے جگہ حاصل کرکے	(2) حکومت نے کالج کی تعمیر کے لیے نہ کوئی جگہ حاصل کی ہے اور نہ ہی اس کا نوٹیفیکیشن

نوٹیفیکیشن بھی جاری کر دیا ہے لیکن مالک زمین نے وہی زمین لوگوں کو فروخت کرنی شروع کر دی ہے۔

جاری کیا گیا ہے ، البتہ میونسپل کمیٹی ہارون آباد نے 13 مئی 1981ء کو ایک قرارداد پاس کی ہے جس کی رو سے کالج نئی عمارت کے لیے دس ایکڑ اراضی جو کہ نشیبی علاقہ میں ہے مختص کی گئی ہے اور محکمہ تعلیم سے تین ماہ کے اندر اندر اسے قبول یا مسترد کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔

(3) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا کالج کی عمارت کا منصوبہ کن مراحل میں ہے اور کب تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔

(3) سوال نمبر (1) کا جواب اثبات میں ہے۔ لیکن سوال نمبر (2) کا جواب نفی میں ہے چونکہ میونسپل کمیٹی سے حاصل شدہ دس ایکڑ اراضی سیم زدہ ہے۔ اس لیے پرنسپل مذکورہ کالج سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ محکمہ تعمیرات سے ذاتی سطح پر اس امر کا سرٹیفیکیٹ حاصل کریں کہ یہ زمین کالج کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے موزوں ہے یا نہیں۔ اثبات میں جواب موصول ہونے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

(ضمنی سوالات)

بیگم نسیم عبدالماجد میاں ۔ جناب آپ نے یہ کہا ہے کہ سیم زدہ ہے یہ سیم زدہ ہر گز نہیں ہے ۔ یہ جگہ بہت اچھی ہے دوسری بات جو آپ

نے کہی ہے کہ پرنسپل صاحبہ سے مشورہ لینا ہے ۔ اس بارے میں عرض ہے کہ اس کالج میں آج تک پرنسپل گئی ہی نہیں ۔ ایک پرنسپل گئی تھیں جو ٹرانسفر ہو کر آ گئی ہیں ۔ اس کے بعد کوئی پرنسپل نہیں گئی ۔

وزیر تعلیم ۔ محترمہ ہم نے کسی نہ کسی مقامی آدمی سے پتا کرنا ہے ۔

بیگم نسیم عبدالماجد میاں ۔ جناب والا ۔ وہاں تو کوئی جاتا ہی نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا۔ ہم نے وہ رپورٹ مانگی ہوئی ہے ۔ اگر یہ رپورٹ نہ آئی تو ظاہر ہے کہ کسی کو رپورٹ لینے کے لئے ادھر سے بھیجنا پڑے گا ۔ آپ اس رپورٹ کی فکر نہ کریں ۔

جناب گورنر ۔ نہیں جی ۔ منسٹر صاحب دیکھئے کہ اس وقت پوائنٹ یہ ہے کہ ان کا سوال مہینوں سے نہیں آیا ہوا ہے ۔

بیگم نسیم عبدالماجد میاں ۔ جناب والا ۔ ساڑھے چار ماہ ہو گئے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ ساڑھے چار ماہ ہو گئے ہیں ۔ اب یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہاں جا کر دیکھے اور چیک کرے کہ کیا ہو رہا ہے ۔ یہ ڈی ۔ ای ۔ او آخر کس مرض کی دوا ہیں ۔ ہم تو ان کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابھی آدمی بھیجیں گے ۔ ہمیں کتنے ماہ اور چاہئیں ۔ میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ اس وقت ان کا تمام کا تمام محکمہ پوسٹنگ اور ٹرانسفر میں لگاہوا ہے اور جو اصل کام پالیسی اور منیجمنٹ کا ہے وہ ہم کر ہی نہیں رہے ۔ اس کے لئے ہم نے تمام اعداد و شمار منگوائے ہیں اور انشاللہ اسے ہم درست کریں گے ۔ آپ کا ڈی۔ ای۔او خود جائے ۔ سیکرٹری خود جائے ۔ ہمیں اب تک ان کا جواب دے دینا چاہیے تھا ۔ This is the point

بیگم نسیم عبدالماجد میاں ۔ جناب والا ۔ بہاول نگر میں پی ۔ ٹی ۔ سی

کے اساتذہ کی تقرریوں کے اختیارات ڈی ۔ ای ۔ او کو نہیں دئیے گئے بلکہ ان کی تقرری اور ٹرانسفر کے لئے انہیں ڈی۔ایم ۔ ایل ۔ اے سے کنفرم کرانا پڑتا ہے ۔

مسٹر جاوید اقبال رانا ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر) جناب والا ۔ چاہے بہاول نگر ضلع ہو یا سارے بہاول پور ڈویژن میں ہو یہی پوزیشن ہے ۔ وہاں ڈی ۔ ایم ۔ ایل اے نے ڈسٹرکٹ کمیٹی بلائی تھی اور آج سے چھ مہینے پہلے ان کا اجلاس ہوا تھا اس میں انہوں نے مجموعی طور پر کہا تھا کہ ایک دفعہ پوسٹنگ ٹرانسفر کر دیتے ہیں ۔ لیکن چھ مہینے ہو گئے ہیں آج تک کسی کی پوسٹنگ ٹرانسفر نہیں ہوئی ہے ۔ نئے سکول اب تک نہیں کھلے ۔ اب جن اساتذہ کو چھ مہینے پہلے یہ علم ہے کہ میں نے فلاں سکول میں ٹرانسفر ہو کر جانا ہے وہ تو un willing worker بن جاتا ہے ۔ اور چھ مہینے سے کئی سکول بند پڑے ہیں ۔ بہاول نگر میں کئی سکول ایسے ہیں جہاں بچوں کی تعداد دو سو سے اڑھائی سو ہے وہاں اگر ایک استانی ہے اور وہ کہیں بیمار ہو جائے یا چھٹی پر چلی جائے تو سکول بند ہو جاتا ہے ۔ چھ مہینے سے تمام پوسٹنگ اور ٹرانسفر کے لئے جب ہم ڈائریکٹر تعلیم سے رابطہ قائم کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ میرے اختیار میں نہیں ہے ۔ میں نہیں کر سکتا ۔

جناب گورنر ۔ پابندی کس چیز پر ہے ؟

مسٹر جاوید اقبال رانا ۔ جناب والا ۔ پی ٹی سی ٹیچرز کی پوسٹنگ اور ٹرانسفر اور نئے سکول کھولنے پر پابندی ہے ۔

Governor : What ban is this ?

سیکرٹری تعلیم ۔ Sir, There is no ban.

جناب والا ۔ جب یہ بچے صبح ملے تھے تو یہ کہہ رہے تھے ڈائریکٹر ایجوکیشن نے ان کو کہا ہے کہ ہر چیز پر

There is an executive directive from the DMLA.

وہاں پر استعمال کر سکتا ہے ۔ ڈائریکٹر ایجوکیشن لگانے کی وجہ ہی یہی ہے کہ وہ دور دراز علاقہ میں لگا ہوا ہے اور ٹھیک طرح سے اپنا اختیار استعمال کرے ۔

وزیر قانون ۔ چودھری محمد عبدالغفور صاحب جناب والا ۔ میں بھی اسی مسئلہ سے منسلک رہا ہوں اور بطور چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر شامل رہا ہوں تو میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کو واضح کر دیا جائے ۔ دراصل بات یہ تھی کہ موجودہ ڈی ای او سے پہلے وہاں ایک ڈی ای او تھا اس وقت مارشل لاء اتھارٹی نے فیصلہ کیا کہ ایک ایکسرسائز کی جائے ۔ جیسے آپ نے کل ذکر کیا کہا جن سکولوں میں بچے زیادہ ہیں وہاں ٹیچر زیادہ دے جائیں ۔ جہاں کم ہیں وہاں سے ٹیچر واپس کر لیے جائیں۔ تو ہوا یہ کہ میٹنگ میں 30 طلباء کے لیے ایک ٹیچر کا فارمولا طے ہوا کہ جس پرائمری سکول میں 30 طلباء ہیں وہاں ایک ماسٹر کو رہنے دیا جائے اور باقی کو withdran کر لیا جائے اور اسی تناسب سے ان سکولوں میں ان کی تقرری کردی جائے جہاں تعداد زیادہ ہے ۔ تو اسی سلسلے میں ڈی ایم ایل اے صاحب Competent نہ تھے اس میں ڈی ایم ایل اے صاحب نے کہا کہ آپ خود ان کی پوسٹنگ اور ٹرانسفر نہ کریں جب اس کی formal approval نہ آ جائے اس فارمولے کو انھوں نے پورے ڈویژن پر لاگو کردیا ۔ چنانچہ ہم نے گذشتہ اے ڈی پی کے تحت جو سکول منظور کیے تھے یا جو سکول پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی تک اپ گریڈ کیے تھے ان کی عمارات بننے کے بعد تین چار مہینے تک بلکہ اب تک کوئی تقرری وہاں نہیں ہوئی اور نہ اس دفعہ کسی ٹرانسفر پر عمل درآمد ہو سکا ۔ جس کی وجہ سے وہاں کافی اضلاع میں بلکہ پورے ڈویژن میں ایسی پالیسی کے تحت جو کہ صرف اپنی ڈویژن ہے ۔ نقصان ہو رہا ہے ۔ سکول بند پڑے ہیں ۔ عمارات بنی ہوئی ہیں وہاں پر کسی ٹیچر کی تقرری نہیں ہو سکی اور نہ کوئی پڑھانے والا وہاں موجود ہے۔ اس لیے گزارش یہ ہے کہ وہاں پرصرف یہ کر دیا جائے کہ وہاں کے ڈی ای او کو اختیارات دے جائیں کیونکہ اب وہاں صورتحال بہت بہتر ہے اور ان کا ڈی ای او ایڈمنسٹریشن کے لحاظ سے بالکل competent ہے ۔ یا تو ڈی ای او ایسے

لگائیں جو یہ کر سکیں اور اگر کسی پر اعتماد نہیں ہے تو وہ ڈی ای او withdraw کر لیا جائے لیکن ان کو پاورز ملنی چاہیں ۔

جناب گورنر ۔ میرے خیال میں یہ اجلاس جیسے ہی ختم ہوتا ہے وزیر تعلیم صاحب اور سیکرٹری تعلیم صاحب جلدی وہاں سے چکر لگا کر آئیں ۔ اگر آپ نے ڈی ایم ایل اے کو ملنا ہے تو ان کو مل کر وہاں کے جو پرابلمز ہیں ان کو solve کریں ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ (چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر) ۔ جناب والا ۔ اسی ضمن میں میرا ایک سوال ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں یعنی رحیم یار خان ، بہاولپور اور بہاولنگر میں 18 ہائی سکول (male) لڑکوں کے ہیں اور 18 ہائی سکول (female) لڑکیوں کے ہیں یہ سارے سکول بغیر ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریسز کے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ جی میں ان کو وہاں اسی مقصد کے لیے بھیج رہا ہوں ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ ۔ جناب والا ۔ بہاولپور میں جو female ڈی ای او ہے وہی رحیم یار خان میں ہے اور وہاں کافی عرصہ سے کسی ڈی ۔ ای ۔ او کی تعیناتی نہیں ہوئی اور بہاولپور میں جس ڈی ای او کی تعیناتی ہے وہ ریٹائرمنٹ کے قریب ہے ۔ دو مہینوں کے بعد وہ ایل پی آر (L.P.R.) پر چلا جائے گا ۔ وہ ضعیف العمر ہے اور وہ کوئی کام نہیں کر سکتا ۔

جناب گورنر ۔ جی نہیں ۔ ہم آپ کو suffer نہیں ہونے دیں گے ۔ یہ اجلاس جیسے ہی ختم ہوتا ہے منسٹر صاحب بھی جائیں ۔ سیکرٹری صاحب بھی جائیں اور جو بھی چیزیں وہاں طے کرنی ہیں وہ کریں اور اگر کوئی پابندی ڈی ایم ایل اے کی طرف سے ہے تو وہ بھی رفع ہو جائے گی ۔ ہم آپ کو آدمی مہیا کریں گے اور اگر استاد یہاں سے نہیں جاتے تو وہاں سے آپ کے جو ایجوکیٹیڈ لوگ ہیں ان کو رکھوا لیجئے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ اب

آگے چلیں ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ ۔ جناب والا ۔ ایک پوائنٹ ہے ۔ وہ یہ کہ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ وہاں ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کی آسامیاں خالی ہو جاتی ہیں ؟ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کی ترقی یہاں پراونشل سائڈ پر ڈی پی آئی کرتے ہیں ۔ ہوتا یہ ہے کہ کوئی ہیڈ ماسٹر یہاں پر تعیناتی کرا لیتا ہے ۔ وہ ایک مہینے کے لیے جاتا ہے اور وہاں حاضری دے کر واپس آ جاتا ہے ۔ اگر ایسا ہو جائے کہ ڈائریکٹر ایجوکیشن کو اختیار دے دیا جائے تو بہتر ہوگا ۔

جناب گورنر ۔ میں نے کہا کہ منسٹر اور سیکرٹری صاحب وہاں جائیں گے اور تمام کی تمام جو گڑ بڑ سب کو دیکھنا ہے ۔ اس کا سرجیکل اپریشن کریں گے۔ اس کے بغیر یہ درست نہیں ہو سکتا ۔ اب اگلا سوال ۔

68 ٹیکنیکل ادارہ جات کی اصلاح

(الف) ۔ ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر (چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ) ۔ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے جملہ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ 5 جولائی 1979ء سے قبل ٹیکنیکل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور کے زیر تحویل چل رہے تھے ۔	(الف) وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ	(ب) جی ہاں

پنجاب لاہور نے ان ادارہ جات میں با ضابطہ پانچ سے تیرہ تربیتی کورس کا نصاب شامل کیا ہوا تھا جس میں ٹیکنیکل مضامین کے علاوہ نظریہ اسلام و نظریہ پاکستان جیسے اہم مضامین شامل تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور کا سند یافتہ شخص غیر ممالک میں مستند تسلیم کیا جاتا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ متعلقہ شعبوں کی سندیں پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے جاری ہوتی تھیں یہ بورڈ ایک خود مختار ادارہ ہے جو گورنمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا ہے اور گزشتہ 18سال سے کام کر رہا ہے اس لحاظ سے اس ادارے کے سند یافتہ تیکنیکی افراد کو اندرون ملک اور بیرون ملک پزیرائی حاصل ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جملہ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کا انتظام وانصرام لیبر ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی تحویل میں دے دیا گیا ہے جس کی وجہ

(د) یہ حقیقت ہے کہ جملہ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کو لیبر ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔ کورسوں اور نصاب کی تبدیلی کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں۔ اس

سوال	جواب
سے باقاعدہ کورس و نصاب مجوزہ ختم ہو گئے ہیں اور ان کی بجائے اپرنٹس ٹریننگ کلاسز کا جز وقتی اجراء کیا گیا ہے ۔	اس کی تصدیق صرف لیبر ڈیپارٹمنٹ سے ہو سکتی ہے ۔
(ڈ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ نئی سکیم کے تحت ٹیکنیکل ادارہ جات نہ صرف اپنی افادیت کھو چکے ہیں بلکہ ملی و مالی نقصان بھی ہو رہا ہے ۔	(ڈ) چونکہ یہ ادارے اب لیبر ڈیپارٹمنٹ کے تحت چل رہے ہیں اس لیے ان کی افادیت کے ضیاع کے بارے میں وہی محکمہ بتا سکتا ہے ۔
(و) اگر جزو (ڈ) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کی اصلاح کے لیے کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟	(و) اس سوال کے جواب کے لیے لیبر ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کرنا ضروری ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ان کے تمام سوالات لیبر ڈیپارٹمنٹ کے متعلق ہیں ۔ اگر یہ وضاحت چاہتے ہیں تو میں کر دیتا ہوں ۔ ویسے وقت بچانے کے لیے اسے ٹیک اوور کر جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

جناب غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر ۔۔ جناب والا ۔ اگر یہ دوسرے محکمے سے متعلق ہیں تو اس کی کیا وضاحت کرنی ہے ۔

70 لیکچراروں کی ایڈ ہاک تقرری

70 ۔ حافظ اختر علی رانا (چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی) ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب بھر میں کافی لیکچرار ایڈ ہاک بنیادوں پر تعینات ہیں ۔ اگر ایسا ہے ۔ تو کیا ان کی تنخواہ کی ادائیگی باقاعدگی سے ہو رہی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ (الف) ۔ جی ہاں۔ 253۔ لیکچرار حضرات ایڈ ہاک بنیادوں پر تعینات ہیں ۔ اطلاعاً عرض ہے ایسے تمام لیچکراروں کی 31-12-81 تک تنخواہ کی منظوری دی جا چکی ہے ۔

حافظ اختر علی رانا (ب)۔کیا حکومت مذکورہ لیکچراروں کو مستقل بنیادوں پر تعینات کرنے کو تیار ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟ ۔

وزیر تعلیم (ب) ۔ قوانین کے مطابق ایڈ ہاک لیکچرارز کو مستقل بنیادوں تعنیات نہیں کیا جا سکتا مستقل ہونے کے لیے ایسے حضرات کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے روبرو برائے انٹرویو پیش ہونا پڑتا ہے اور اگر وہ کمیشن کے معیار پر پورے اتریں تو آن کو مستقل تعیناتی دی جاتی ہے ۔

(ضمنی سوالات)

حافظ اختر علی رانا ۔ جناب والا ۔ میں ایک وضاحت چاہونگا کہ سوال یہ کیا گیا تھا کہ آیا تنخواہ باقاعدگی سے مل رہی ہے ؟ تو میری معلومات کے مطابق تقریباً دو سال سے تنخواہ نہیں ملی ۔

جناب سیکرٹری تعلیم ۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے ۔ کوچھ ماہ کی تنخواہ نہیں ملی ۔

حافظ اختر علی رانا ۔ جناب والا ۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ تقریباً دو سال سے ان کو تنخواہ نہیں ملی ۔ جیسا کہ آپ نے کل ابتدائی کلمات

میں تعلیم کے متعلق فرمایا اس کے ہر شعبہ میں ایسا ہی حال ہے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اگر کسی استاد کو پورے دو سال تنخواہ نہ ملے تو وہ کیا پڑھائے گا ۔

سیکرٹری تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ایڈہاک لیکچرر جن کو تنخواہ نہیں ملی ان میں سے دو تین نمائندہ حضرات خود مجھے ملنے آئے تھے ۔ انہوں نے دسمبر 1980ء سے لے کر اور غالباً اپریل یا مئی کے مہینے تک تنخواہ نہ ملنے کا الزام لگایا تھا ۔ ایک ہفتے کے اندر اندر ان کو پچھلی اور اگلی تنخواہ کی میں نے منظوری کروا دی تھی ۔

حافظ اختر علی خان رانا ۔ جناب والا ۔ ابھی بھی کئی لوگوں کو تنخواہ نہیں ملی ۔

سیکرٹری تعلیم ۔ جناب والا ۔ تمام اساتذہ کی تنخواہ کا مسئلہ حل ہو گیا ہے ۔ جن کو تنخواہ نہیں ملی ان کو میرے پاس بھیجیں شائد ان کا کیس مختلف ہو ۔

حافظ اختر علی خان رانا ۔ جناب والا ۔ اگر اساتذہ کے ساتھ ایسے ہی ہوتا رہا تو کیا بنے گا ۔

سیکرٹری تعلیم ۔ جناب والا ۔ جب تک آپ بتائیں گے نہیں تو ہم ایسے معاملات کو درست کیسے کریں گے ۔ آپ نے adhoc ایڈ ہاک لیکچرر کے متعلق پوچھا ہے ۔ ہم نے آپ کا جواب دے دیا اگر دو لیکچرر کا کیس مختلف ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ مجھ سے رابطہ قائم کریں ان کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا ۔

جناب گورنر ۔ آپ یہ بھی کریں کہ تمام ڈی ای اوز کو لکھ دیں کہ جس جس علاقے کے لوگوں کو تنخواہیں نہیں ملیں ان کے بارے میں وہ آپ کو خبر دیں ۔

I will find out why that has happaned.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میرا خیال تھا کہ سب کچھ ہو چکا ہے ۔

جناب گورنر ۔ خیال نہیں ۔ وہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ دو ایسے اشخاص

ہیں جن کو تنخواہ نہیں ملی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ان کی ایسوسی ایشن کے نمائندے آئے تھے وہ مطمئن ہو کر گئے تھے ۔ لیکن پتا نہیں یہ دو کیسے رہ گئے ۔

جناب میاں صلاح الدین (وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ) ۔ جناب والا ۔ جس طرح کسی کا بچہ گم ہو جاتا ہے اور ریڈیو پر اعلان کیا جاتا ہے اسی طرح اس سلسلے میں بھی ریڈیو پر اعلان کروا دیجئے ۔

71 محکمہ تعلیم کے تدریسی عملہ کو رہائشی سہولتوں کی فراہمی کا تناسب

حافظ اختر علی رانا ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی) ۔

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ دیگر صوبائی محکموں کے ملازمین کی طرح محکمہ تعلیم کے ملازمین کو کس قدر رہائشی سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں اور ان سہولتوں پر کس قدر سالانہ رقم خرچ کی جا رہی ہے ۔ نیز ان رہائشی سہولتوں میں سے تدریسی عملہ کو کس نسبت سے رہائشی سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ (چوہدری حامد ناصر چٹھہ) ۔ اس ضمن میں گذارش ہے کہ محکمہ تعلیم کے ملازمین کے لئے انفرادی طور پر ایسی کوئی سہولت مختص نہیں کی ہے ۔ دیگر صوبائی محکمہ جات کے ملازمین کی طرح محکمہ تعلیم کے ملازمین بھی رہائشی سہولتیں حاصل کرتے ہیں جس کی درست صورت حال محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات پنجاب ہی بتا سکتا ہے ۔

تاہم محکمہ تعلیم 79-1978 سے ہر سال زنانہ دیہاتی پرائمری مدارس کی خواتین اساتذہ کے فرائض میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے مقرر کردہ تعداد میں رہائشی کوارٹرز تعمیر کرتا ہے ۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

دوران سال 79-1978		دوران سال 80-1979	
تعداد کوارٹرز	سالانہ اخراجات	تعداد کوارٹرز	سالانہ اخراجات
75 کوارٹرز	33 لاکھ روپے	100 کوارٹرز	51-50 لاکھ روپے

دوران سال 81-1980		دوران سال 82-1981	
تعداد کواٹرز	سالانہ اخراجات	تعداد کواٹرز	سالانہ مختص رقم
96 کواٹرز	99-33 لاکھ روپے	100 کواٹرز	50-51 لاکھ روپے

اس کے علاوہ ہر جامع ہائی سکول (مردانہ زنانہ) میں پرنسپل اور بعض ڈگری کالجوں کے پرنسپل صاحبان کو رہائشی سہولتیں میسر ہیں ۔

ضمنی سوالات

حافظ اختر علی رانا ۔ جناب والا ۔ فاضل وزیر موصوف کو ہر ضلع کے صدر مقام پر دو دو دن دورہ کرنا چاہیئے اور خود جاکر دیکھنا چاہیئے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ (فیصل آباد) جناب والا ۔ میانوالی میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسر کے دفتر کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے ۔ ان کا دفتر کبھی کسی محلہ میں کبھی کسی گلی میں ہوتا ہے جب ہم وہاں جاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ دفتر یہاں سے کسی دوسری جگہ چلا گیا ہے ۔ وہاں جاتے ہیں تو وہاں پر دفتر نہیں ملتا ۔ اس کا انتظام کریں ۔

وزیر تعلیم ۔ میں اس کو دیکھوں گا ۔

نوابزادہ مظفر علی خان (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ 82-1981 میں صوبہ میں کل کتنے ہائی سکول کھولے گئے مگر ضلع گجرات کو کوئی سکول نہیں ملا ۔ کیا وزیر تعلیم یہ بتا سکیں گے کہ ضلع گجرات کو کتنے ہائی سکول ملے ؟

وزیر تعلیم ۔ اس کا جواب میرے پاس اس وقت نہیں ہے ۔ یہ بہتر ہوتا کہ اگر ممبر موصوف سوال کا جواب لکھ کر مانگ لیتے تو ہم ان کو اس کا ایک تحریری جواب دے دیتے ۔

جناب گورنر ۔ ہم اس کو جنرل ڈیبیٹ میں لے لیں گے ۔ اب اس کے بعد باقی سوالات ہم اگلی نشست میں لے جائیں گے ۔

Next item please, Presentation of report by Agriculture Minister.

الناؤنسر - اب وزیر زراعت اپنے محکمہ کی رپورٹ پیش کریں گے -

محکمہ زراعت کی کارگردگی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

وزیر زراعت بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان - جناب صدر - معزز اراکین کونسل مجھے اپنی گزارشات سے پہلے یہاں چند ایک راہنما اصول بیان کرنے ہیں - میں اس کی اجازت چاہوں گا - یہ وہ اصول ہیں جن کے تحت موجودہ حکومت زرعی ترقی کے لئے کام کرتی رہی ہے موجودہ حکومت اس بات پر پختہ یقین رکھتی ہے کہ صوبہ کی زرعی ترقی میں اس وقت تک کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا - جب تک ہمیں کاشتکاروں کا خوش دلانہ تعاون حاصل نہ ہو - چنانچہ اس بات کی شروع میں بے حد کوشش رہی ہے کہ زراعت کی ترقی میں جو بھی پروگرام تیار کئے جائیں وہ ہمارے کاشتکاروں کے مشورے سے تیار ہوں جب تک ضلعی اور صوبائی کونسل کی تشکیل نہ ہوئی تھی ، کاشتکاروں سے مشورہ کے لئے ہر فصل کی کاشت سے پہلے جلسوں اور کانفرنسوں کا اہتمام کیا جاتا تھا اور اس طرح غیر رسمی طور پر کاشتکار حضرات کی آرا اور مشوروں سے استفادہ حاصل کیا جاتا تھا - لیکن اب خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضلعی اور صوبائی سطح پر قوم کے منتخب نمائندوں پر ایسا تنظیمی ڈھانچہ معرض وجود میں آیا ہے - جسے مشاورت میں ایک رسمی اور باضابطہ حیثیت مل گئی ہے - چنانچہ اب انشاء اللہ جو زرعی پالیسی بنائی جائے گی وہ آپ حضرات کے مشورہ سے تیار ہوگی اور جس طرح پہلے ہم آپ کے گراں قدر مشورے سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں - آئندہ اس سے زیادہ بہتر اور موثر صورت میں فائدہ اٹھائیں گے - معزز حاضرین مجھے یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمارے ملک کی غالب اکثریت

زراعت سے تعلق رکھتی ہے اور زراعت کا کاروبار ملک کے کونے کونے میں بکھرا ہوا ہے ۔ زراعت کی مجموعی پیداوار میں اضافہ کا انحصار اس بات پر ہے کہ لاکھوں کاشتکار اپنے اپنے کھیتوں میں کیا فصل اگاتے ہیں اور ان فصلوں سے بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جاتا ہے ۔ محکمہ زراعت جس کا بنیادی مقصد کاشتکار کی خدمت ہے ۔ صرف اس حد تک اس کام میں مد و معاون ثابت ہو سکتا ہے ۔ کہ جہاں تک وسائل اجازت دیں وہ لاکھوں کاشتکاروں کی بہبود کا خیال رکھے ۔ اس لئے میں سب سے پہلے محکمہ زراعت کے کام کی تاریخ اور تنظیمی ڈھانچے کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا ۔

زرعی اجناس کا مسئلہ ۔ زراعت کی ترقی کے سلسلہ میں محکمہ زراعت کا کردار صرف اس اعتبار سے جانچا جا سکتا ہے کہ وہ لاکھوں کاشتکاروں کی فصلوں پر کس طرح سے اثر انداز ہوتا ہے ۔ اور اپنے محدود وسائل کے مطابق کاشتکاروں کو کتنی سہولیات فراہم کرتا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ جو بات کاشتکاروں کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتی ہے ۔ وہ زرعی اجناس کی قیمتوں کا مسئلہ ہے ۔ کاشتکار صرف وہی اجناس پیدا کرتا ہے جو کہ اسے زیادہ منافع بخش نظر آئے ۔ جہاں تک قیمتوں کا نفع بخش ہونے کا تعلق ہے یہ کام وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے بیشک اس میں کچھ صوبائی حکومتوں کا دخل بھی ہوتا ہے ۔ موجودہ حکومت نے زرعی اجناس کی قیمتوں کے ضمن میں حقیقت پسندانہ اصول طے کیا ہے ۔ کسی بھی جنس کا نرخ مقرر کرتے وقت اس کی پیداوار پر اٹھنے والی لاگت کے بعد قیمت مقرر کر لی جائے گی چنانچہ صوبائی حکومت ہمیشہ اس مسئلہ پر کاشتکاروں کے نکتہ نظر کو بڑی شد و مد کے ساتھ وفاقی حکومت کے سامنے پیش کرتی رہی ہے اور آئندہ بھی کرتی رہے

گی ۔ زرعی پیداوار کو بڑھانے کے سلسلہ میں محکمہ زراعت کی سر فہرست یہ ذمہ داری زرعی ٹیکنالوجی کی دریافت ہے ۔ اس غرض کے لئے ایک شعبہ تحقیقات قائم ہے ۔ صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا تحقیقاتی ادارہ ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہے جو کہ فیصل آباد میں قائم ہے ۔ اس تحقیقاتی ادارے کے سربراہ ڈائریکٹر جنرل ریسرچ ہیں اس کے ماتحت نظامت نباتات ، نظامت گندم ۔ نظامت تحفظ نباتات ۔ نظامت نیشکر ۔ نظامت روغندار اجناس ۔ نظامت بارانی زراعت ۔ نظامت دھان ۔ نظامت زرخیزی زمین اور نظامت کپاس قائم ہیں ۔ اس کے علاوہ مختلف شعبے جن میں باغبانی امراض ، فصلات ۔ بائیو کیمسٹری ۔ بیکٹریالوجی ۔ پٹ سن اور Soil Sciences اور Water logging اقتصادیات اور حشرات‌الارض ۔ شماریات ۔ شعبہ کپاس ۔ فوڈ ٹیکنالوجی ۔ اور ایگرانوامی (Agryeconomy) شامل ہیں ۔ اس کے علاوہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں تحقیقاتی سٹیشن قائم ہیں ۔ ساہیوال میں باغبانی چارے کی تحقیقات کے لئے سرگودھا ۔ مقامی زرعی تحقیق کے لئے بہاولپور ۔ مکئی کی فصل پر تحقیق کے لئے یوسف والا ۔ کپاس کی فصل پر تحقیق کے لئے ملتان ۔ تمباکو کی فصل پر تحقیق کے لئے ساہیوال میں ذیلی شعبے قائم ہیں ۔

نئی قسموں کی دریافت ۔ ہمارے تحقیقی ادارے زیادہ پیداوار دینے والی اقسام دریافت کرنے کے کام کو سر فہرست جگہ دیتے ہیں ۔ لیکن یہ ایک ایسا کام ہے کہ جو روز بروز پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے ۔ مثلاً شروع شروع میں ایک فصل کی اقسام کے لئے چناؤ زیادہ پیداواری صلاحیت رکھنے والے بیج منتخب کر جاتے ہیں ۔ لیکن اس انتخاب میں بے شمار نئے عوامل کا مطالعہ شامل ہو گیا ہے ۔

بیج کا انتخاب ایک مسلسل عمل ہے چونکہ جب کسی بیج میں اعلیٰ پیداواری خواص پیدا کئے جاتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی ساتھ بعض نقائص بھی شامل ہو جاتے ہیں جو کچھ مدت کے بعد رونما ہو جاتے ہیں۔ مثلاً آج سے دس سال پہلے چنے کی قسم چناب سپر پیداوار کے لحاظ سے سرفہرست تھی لیکن 1977ء میں یہ معلوم ہوا کہ کنگی کے حملہ سے یہ بہت جلد متاثر ہوتی ہے اس لئے اسے سفارش کردہ فہرست سے خارج کرنا پڑا۔ اسی طرح سالہا سال کی تحقیقات کے نتیجہ میں چنے کی اعلیٰ پیداوار دینے والی قسم چناب 70 دریافت کی گئی جو کاشت کاروں میں بہت مقبول ہوئی لیکن کچھ ہی مدت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بلائٹ کی بیماری سے بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک ایسی قسم دریافت کی گئی جس میں اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت رکھی گئی۔ کئی سال بعد چنے کی ایک نئی قسم ایف 8 دریافت کر لی گئی جو اس بیماری سے بہت کم متاثر ہوتی تھی لیکن اگلے ہی چند سالوں میں یہ معلوم ہوا کہ اس میں ایک اور قسم کی بیماری ولٹ کا شدید حملہ ہوتا ہے اور پھر ایسی قسم کی دریافت کی گئی جو دونوں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہو چنانچہ بین الاقوامی زرعی اداروں کی لسٹ سے دو ہزار اقسام منگوا کر تجربات کئے جا رہے ہیں۔ زرعی یونیورسٹی اور ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ جیسے تحقیقاتی اداروں میں چار ایسی نئی اقسام دریافت کی گئی ہیں جو بلائٹ اور ولٹ کی بیماریوں سے محفوظ ہوں اور بہت اچھی پیداوار دیتی ہوں۔ ان اقسام کے نام یہ ہیں۔

اے۔ یو۔ جی۔ 480

سی۔ 44

سی۔ ایم 72

سی۔ ایم 68

امید ہے یہ اقسام جلد ہی پرانی اقسام کی جگہ لے لیں گی۔ چنے کی پیداوار بڑھانے کے

متعلق میں بعد میں عرض کروں گا ۔ ان کے علاوہ مزید 12 اقسام ایسی ہیں جن کے نتائج بہت امید افزا ہیں اور ان اعلیٰ اقسام کے تیار کرنے کا کام جاری ہے ۔ یہ مختصر سا جواب ہے جو میرے فاضل ممبر صاحب نے اٹھایا تھا کہ دس سال کے عرصہ تک ہم کس طرح انتظار کریں گے تو یہ ایک بڑا صبر آزما کام ہے اور یہ ایک سلسلہ ہے جو ختم ہی نہیں ہوتا اور وقتاً فوقتاً اس میں کامیابیاں ہوتی ہیں اور ناکامیوں کا بھی منہ دیکھنا پڑتا ہے اس لیے یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو منقطع نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ہو سکتا ہے اور اس میں اپنی مرضی کا دخل بہت کم ہوتا ہے ۔ تحقیقاتی مرحلے سے گزر کر ہی کوئی ورائٹی سامنے آتی ہے اور اسی کے نتائج اچھے ہوتے ہیں ۔ اگر جلدی کی جائے تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا اس طرح اعلیٰ اقسام تیار کرنے کا کام جاری ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحقیقات کا کام کس قدر دقت طلب ہے ۔ ایک عمدہ اور نقائص سے پاک قسم دریافت کرنے کے لیے کتنا وقت چاہیے ۔ ان تمام مشکلات کے باوجود ہمارے ہاں مختلف فصلوں کی ایسی نئی اقسام دریافت ہوئی ہیں جس سے نہ صرف پاکستان کی زرعی معیشت کو فائدہ پہنچا بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ان کو بہت شہرت ملی اور زرعی سائنس میں پاکستان کا نام روشن ہوا ۔ مثلاً گندم کی قسم ، چناب 70 دنیا بھر میں گندم کی پیداواری مقابلے میں متواتر کئی سال تک اول نمبر پر آتی رہی ۔ کپاس کی قسم اے ۔ سی ۔ 134 دنیا بھر میں مشہور ہے ۔ چنانچہ یہ حبشہ میں آج بھی وسیع پیمانے پر کاشت کی جا رہی ہے ۔ جب کہ ہمارے ہاں اس سے بہتر قسم بی ۔ 557 دریافت ہو چکی ہے جس کی خوبی یہ ہے کہ جلد ہی تیار ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے کپاس کی کاشت کے رقبے کو بڑھانے میں مدد ملی ہے ۔ اس طرح ایک نئی قسم ایم ۔ این ۔ ایکس 93 ہے جو اس سے بھی پہلے تیار ہو جاتی ہے اس کے علاوہ دو اور تین قسمیں ہیں جو اس قسم سے بھی پہلے تیار ہو جاتی ہیں اور اکتوبر کے آخر اور نومبر کے شروع میں فصل اٹھا لی جاتی ہے ۔ ان پر تجربات ہو رہے ہیں اور ریسرچ انسٹیٹیوٹ اب فاموں میں وسیع پیمانے پر کاشت

کر رہے ہیں ۔ میں خود کپاس کا کاشت کار ہوں اور اس پر کافی غور سے مطالعہ کرتا رہتا ہوں ۔ امید ہے کہ کپاس کی بھی بہت اچھی ورائٹی ہمارے پاس نکل آئے گی اور بی ۔ 557 کی جگہ لے لے گی ۔

جناب والا ! یہ بڑا صبر آزما کام ہے ۔ اس کے لیے بڑے صبر کی ضرورت ہوتی ہے ، محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور پیسے بھی خرچ کرنے پڑتے ہیں ، ایک دن میں کام نہیں ہوتا ۔ پھلوں میں کنو بین الاقوامی شہرت اختیار کر گیا ہے یہ قسم آزادی کے کئی سال بعد دریافت ہوئی ۔ آپ کو شاید معلوم ہوگا کہ آزادی سے پہلے پنجاب میں قلمی آموں کی قسمیں نہ ہونے کے برابر تھیں لیکن اب قلمی آموں کی بے شمار قسمیں ہیں ۔ پہلے لیچی شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی تھی لیکن اب یہ ہر پھل فروش کی دکان کی زینت ہے ۔ جب بنگلہ دیش ہمارے ساتھ تھا تو کہا جاتا تھا کہ مغربی پاکستان کا علاقہ پٹ سن کی کاشت کے لیے قطعاً موزوں نہیں ہے لیکن اب اس سر زمین پر پٹ سن کے کھیت لہلہا رہے ہیں ۔ چاول کی نئی قسموں میں اری ۔ 266 اور بناسپی ۔ 370 بہتر پیداوار دینے والی اقسام ہیں ان پر تجربات ہو رہے ہیں اور ان کے بہتر نتائج برآمد ہو رہے ہیں ۔ علاوہ ازیں دو اور قسمیں 4001 اور 4010 دریافت کی گئی ہیں جن کے نتائج بڑے حوصلہ افزا ہیں امید ہے ان کی ترویج سے چاول کی کاشت پر خاطر خواہ اثر ہو گا ۔

کھادوں پر تحقیقات

بیج کے بعد دوسرے نمبر پر زمین کی زرخیزی بحال رکھنے کے لیے اور اس میں اضافہ کرنے والے لوازمات میں کھاد ہے ۔ ہمارے ملک میں کھادوں کا استعمال 1958ء میں شروع ہوا اور چونکہ مصنوعی کھادوں کے اثرات نہایت نمایاں ہوتے ہیں ۔ اس لیے اس کا استعمال بہت جلد اور عام ہوگیا ہے ۔ کھادوں کے اثرات مختلف زمینوں پر مختلف ہوتے ہیں بعض زمینوں میں نائٹروجن کی کمی ہوتی ہے بعض میں فاسفورس کی اور بعض میں

پوٹاش کی ۔ کئی عناصر وغیرہ ایسے بھی ہیں جن کی پودوں کو نہایت ہی قلیل مقدار میں ضرورت ہوتی ہے لیکن ان میں تھوڑی سی کمی بھی فصلوں پر بری طرح سے اثر انداز ہوتی ہے ۔ چاول کی فصل میں جست کی کمی کا مسئلہ ہمارے سامنے ہے ۔ اس لیے ضروری ہے کہ زرعی تحقیق کے ذریعہ مختلف زمینوں پر کھادوں کے اثرات اور کارکردگی کا مطالعہ کیا جائے نیز یہ بھی معلوم کیا جائے کہ کونسی کھاد فصل کے کس مرحلے پر کتنی مقدار میں استعمال کی جائے ۔ مختلف کھادوں کا باہمی تناسب کیا ہو اور وہ زمین میں کس طرح ڈالی جائیں تاکہ زیادہ مفید نتائج برآمد ہو سکیں اس قسم کے تحقیقاتی کام کے لیے نظامت تحفظ زرعی زرخیزی اور تجزیہ اراضیات قائم ہیں ۔ soil fertility اور اس قسم کی دوسری لیبارٹریاں قائم کی جا چکی ہیں جہاں کاشت کاروں کو اپنے پانی اور مٹی کا کیمیاوی تجزیہ کروانے کی سہولت میسر ہے تاکہ کاشت کار حضرات اپنی زمینوں کی کیفیت کے مطابق ضروری مقدار میں کھاد استعمال کر کے اپنی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کر سکیں ۔ ابھی تک جہلم ، اٹک ، گجرات ، گوجرانوالہ ، ساہیوال ، ڈیرہ غازی خان ، مظفر گڑھ اور میانوالی کے لیے اس قسم کی لیبارٹریاں قائم نہیں کی جا سکیں کیونکہ ضلع کونسل کی طرف سے جگہ مہیا نہیں کی جا سکی ہے ۔ میری ان کونسلوں کے چیئرمینوں سے پرزور اپیل ہے کہ مہربانی فرما کر اس مقصد کے لیے جلدی زمینیں مہیا کر دی جائیں اس سے آپ کے کسانوں ، علاقہ کے لوگوں اور ملک کو فائدہ ہوگا ۔ کیونکہ اگر کھاد زیادہ پڑ رہی ہے اس سے بھی زمینوں کو نقصان ہے اور اگر کم پڑ رہی ہے اس سے بھی نقصان ہے ۔ جب تک متوازن کھاد نہیں پڑے گی قوم کے لیے ، نہ کسانوں کے لیے نہ آپ کے علاقہ کے لیے منفعت بخش ہوگا لہذا جہاں آپ دوسری مدوں پر رقم خرچ کر رہے ہیں براہ مہربانی اس ضروری مد پر بھی معمولی رقم خرچ کریں اور حکومت کی مدد کیجئے ۔ سٹاف اور ساز و سامان حکومت نے مہیا کر دیا ہے اب اس کے لیے ہمیں تھوڑی سی جگہ چاہیے ۔ اگر وسائل ہمارے پاس موجود ہوتے تو ہم عمارت بھی

کھڑی کر دیتے - دوسرا طریقہ ٹیکس لگانے کا ہے اور وہ بھی ناپسندیدہ ہے یہ آپ اپنے وسائل سے کریں اس کے لیے کوئی دس بیس لاکھ روپے کی ضرورت نہیں ہے - صرف تھوڑی سی رقم کی ضرورت ہے یا کچھ کمروں کی ضرورت ہے - ہمیں امید ہے کہ آپ کی طرف سے سہولت مہیا ہوتے ہی لیبارٹریاں قائم کر دی جائیں گی کیونکہ حکومت کی طرف سے سٹاف اور ساز و سامان مہیا کر دیا گیا ہے - گندم کی قسموں پر مصنوعی کھادوں میں عناصر کے صحیح انتخاب کے متعلق تحقیقات کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ پیداوار ان زمینوں پر حاصل ہوتی ہے جہاں 100 پونڈ نائٹروجن اور پچاس پونڈ فاسفورس ہوتی ہے - اس سے یہ معلوم ہوا کہ کھیتوں میں بہت زیادہ فاسفورس کی ضرورت ہے - ان تحقیقات کی روشنی میں اب گندم میں نائٹروجن اور فاسفورس کے ایک ، ایک کے تناسب کی بجائے دو ، ایک کے تناسب کو ترجیح دی جاتی ہے - چنانچہ دو ، ایک کے تناسب کی ہی سفارش کی جاتی ہے اگر آپ کے پاس پیسے ہوں تو 2 ، 1 کا استعمال کرنے سے تھوڑی سی پیداوار زیادہ ہوتی ہے لیکن Cost Benefit Ratio میں چونکہ زیادہ فرق نہیں ہے - اس لیے جو کم خرچ کرنا چاہیں وہ ایک ایک کی تناسب سے بھی کافی پیداوار حاصل کر سکتے ہیں - اس پر اور بھی مختلف قسم کے تجربات ہوئے ہیں -

اس میں سے سب کا نچوڑ یہی تھا کہ اگر آپ ایک اور ایک کے تناسب سے استعمال کریں تو فائدہ مند ہے لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جتنی بھی سفارشات ہیں وہ کسان بھائیوں تک آ جائیں اور جو جس کو پسند ہو وہ اپنی مرضی کے مطابق اور اپنے تجزیے کے مطابق اس میں سے کوئی Ratio پسند کر لے اور استعمال کرے - یہ معلومات محکمہ زراعت یا تو کتابچہ کی صورت میں یا Leaflet کی صورت میں یا Magazine کی صورت میں جو کہ وہ ماہوار نکالتے ہیں ، آپ کو مہیا کر دے گا پیشتر ازیں یہ خیال عام تھا کہ بارانی علاقوں میں گندم کو کھاد دینا چنداں مفید نہیں لیکن راولپنڈی میں ہونے والے تجربات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے

کہ بارانی علاقوں میں گندم اور مکئی کی کاشت کے وقت کھاد استعمال کی جائے تو یہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے ۔ کسانوں کے کھیتوں کی تحقیقات کے نتیجے میں یہ امر منکشف ہے کہ بعض زیر کاشت علاقوں میں جست کی کمی پورے طور پر اثر انداز ہوتی ہے ۔ میرے پاس ایک نقشہ ہے اور اس میں ایسے علاقوں کی نشان دہی کی گئی ہے جہاں جست کی کمی پائی جاتی ہے اور یہ نقشہ صبح تو میرے پاس تھا ابھی یہاں سے کسی نے اٹھا لیا ہے مگر اس کو چھوٹے پیمانے پر ، چھوٹے سائز پر کر کے عام چاول کے علاقوں میں مہیا کر دیا جائے گا تاکہ اگر آپ کا گاؤں یا آپ کا علاقہ اس نقشے میں شامل ہے تو بلا خوف و خطر بلکہ ضروری طور پر جست کا استعمال کریں۔ اس کے دو طریقے ہیں ایک ذرا مہنگا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ پانچ کلوگرام جست فی ایکڑ کے حساب سے استعمال کریں ۔ اور اس سے آسان اور سستا طریقہ یہ ہے کہ 2 فی صد محلول جست پانی میں ملا کر فصل کی جڑوں کو اس میں ڈبو کر پھر لگا دیں ۔ دونوں طریقوں کے نتائج تقریباً تقریباً برابر ہی آتے ہیں ۔

نقصان رسا کیڑے اور بیماریاں

زمین ، بیج اور کھاد کے بعد کیڑوں کا سوال آتا ہے ۔ موجودہ زمانے میں ضرر رساں کیڑے اور بیماریوں کا مسئلہ بہت پیچدہ صورت اختیار کر گیا ہے ۔ جوں جوں زیادہ پیداوار دینے والی اقسام کی افزائش ہو رہی ہے ۔ ضرر رساں کیڑے بھی زیادہ سنگین صورت اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں اچھی پیداوار دینے والی فصلیں چونکہ زیادہ رس دار اور ہری بھری ہوتی ہیں اس لیے یہ کیڑوں کی کشش کا باعث بنتی ہیں ۔ ان پودوں سے بہتر خوراک ملنے کی وجہ سے ان کی افزائش بھی زیادہ ہوتی ہے لہذا ضروری ہے کہ اس طرف خصوصی توجہ دی جائے ۔ کیڑوں کے عادات و اطوار کا مطالعہ کیا جائے ۔ ان کے انسداد کے لیے کم خرچ طریقے تلفی تلاش کئے جائیں ۔ ہمارے کاشتکاروں کی اکثریت چھوٹے مالکان پر مشتمل ہے ان کے پاس کیڑوں کے

انسداد کے لیے مہنگی دوائیاں اور سپرے کا سازو سامان خریدنے کے لیے سرمایہ نہیں ہوتا ان کے لیے کیڑوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے سستے طریقے مثلاً کاشت کے طریقے اور حفظ ما تقدم کے طریقوں کی تلاش بھی ضروری ہے -

FORECAST AND TEST SCOUTING

ادارہ تحفظ نباتات میں اہم فصلوں کے کیڑوں کی عادات و اطوار کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور ان کی شرح افزائش معلوم کی جاتی ہے اور اس تحقیقات کی بنیاد پر یہ معلوم کیا گیا ہے کہ کیڑوں کی کتنی تعداد قابل برداشت ہے اور اس حد سے تجاوز کرنے کی صورت میں کیڑوں کے انسداد کے لیے کون کون سے طریقے استعمال کرنے چاہئیں - اس تحقیقات کے نتیجے میں Forecast and test scouting کے کام کو اہمیت حاصل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کھیت میں چل پھر کو ضرر رساں کیڑوں کی تعداد اور حرکات و سکنات اور پوزیشن کا جائزہ لینا تاکہ حالات کے مطابق انسدادی اقدامات بروئے کار لائے جائیں - اس حکمت عملی کی وجہ سے کپاس اور دھان کے کیڑوں کے انسداد میں بڑی مدد ملی ہے - یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف اگر تحفظ نباتات کے مسائل حل ہو رہے ہیں تو دوسری طرف نئے مسائل بھی جنم لے رہے ہیں - یہ صرف ہمارے ہی ملک میں نہیں بلکہ ہر جگہ ایسا ہوتا ہے اور ضرر رساں کیڑوں کو تلف کرنے کے لیے اگر ایک زہر مفید پائی گئی تو چند سال تک یہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتی رہی اللہ تعالیٰ نے ان کیڑوں میں بھی ایسی صلاحیت دی ہے کہ ان میں بعض کیڑے اس زہر کے خلاف اپنے جسم میں قوت مدافعت پیدا کر لیتے ہیں - آہستہ آہستہ یہی کیڑے عام ہو جاتے ہیں - جن پر یہ زہر اثر نہیں کر سکتی - مثال کے طور پر حالیہ سالوں میں یہ بات عام مشاہدہ میں آئی ہے کہ جن علاقوں میں کپاس کے نقصان زدہ کیڑوں کے خلاف پے در پے زہر پاشی کی جاتی رہی وہاں کیڑوں کی تعداد زیادہ سرعت سے بڑھتی رہی لیکن دوسرے علاقوں میں ان کیڑوں نے اتنی سنگین

صورت اختیار نہیں کی ۔ نکارہ گوآ ، جنوبی اور شمالی امریکہ کے درمیان ایک ملک ہے ، 54-1953ء تک وہاں کپاس پر زہر پاشی نہیں کی گئی تھی اور اس وقت وہاں بہت اعلیٰ ریشے کی کپاس پیدا ہوتی تھی ۔ پھر انہوں نے سپرے شروع کئے اور آخر میں نتیجہ یہ نکلا کہ 22-22 سپرے انہوں نے اپنی فصلوں پر کئے اور ان کی جو پیداوار 64-1953ء میں ہوتی تھی اس سے بھی کم ہو گئی یعنی اتنا خرچہ کرنے کے بعد وہ اس فصل کو جاری رکھنے کے متحمل نہ ہو سکے ۔ انہوں نے دوبارہ نئے طریقے سے اس کی کاشت کی اور ان علاقوں میں سے کچھ عرصہ کے لیے کاشت چھوڑنا پڑی ۔ یہ تمام عوامل ہماری پالیسی پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں ۔ اور ہم وقتاً فوقتاً اس سلسلے میں مشورے بھی دیتے رہتے ہیں ۔

جس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ متواتر زہر پاشی کی وجہ سے فطری توازن درہم برہم ہوگیا اور کیڑوں کے فطری دشمن تلف ہو جانے کی وجہ سے نقصان رساں کیڑوں کی افزائش کی شرح تیز ہو گئی اور یہ بھی ممکن ہے کہ نقصان رساں کیڑوں نے اپنے اندر قوت مدافعت پیدا کر لی ہو ۔ اس طرح کپاس کے کیڑوں کے انسداد کے ضمن میں اس نوعیت کی مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کے لیے ہماری تحقیق کو بار آور ہونے کے لیے ابھی کافی وقت لگے گا ۔

فصلوں پر لگنے والی بیماریوں کی تحقیقات پر کام ہو رہا ہے اور اس سلسلے میں ہمارے سائنسدانوں نے کئی شعبوں میں نہایت مفید تحقیقات کی ہیں ۔ اور ایسی ایسی بیماریوں کے علاج دریافت کر لیے ہیں جو ابھی تک لا علاج تصور کی جاتی تھیں مثلاً کپاس کی جڑ کا اکھاڑا وغیرہ ۔

دوائیوں کے معیار میں فرق

اس کے علاوہ سو سے اوپر کیمیائی زہروں کی ضرر رساں کیڑوں کو تلف کرنے کے لیے صلاحیت جانچی اور پرکھی جاتی ہے ۔ اس میں کاشتکاروں کے مسائل کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے ان تحقیقی نتائج کو کھیتوں میں آزمایا گیا اور بہتر نتائج آئے ہیں ۔

بارانی علاقوں کے مسائل پر تحقیقات

بارانی علاقے کا 50 لاکھ ایکڑ رقبہ زرعی اعتبار سے مخصوص حالات کی بنا پر جداگانہ تحقیقات کا متقاضی تھا جس پر ماضی میں کوئی توجہ نہ دی گئی - گزشتہ چند سالوں میں حکومت نے اس علاقے کو اپنی خصوصی توجہات کا مرکز بنایا اور اس علاقہ میں تحقیقات کا ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے جو اس علاقے کے لیے ایسی زرعی ٹیکنالوجی معلوم کرے گا جس سے اس علاقے کی پیداوار بڑھائی جا سکے اور یہاں سے پسماندہ ترین آبادی کی آمدنی میں اضافہ کیا جا سکے - اس سلسلے میں تقریباً 46 کروڑ روپے اس علاقے کے لیے مختص کئے گئے ہیں جس میں سے گیارہ بارہ کروڑ کے درمیان صرف زرعی شعبے میں ہیں جیسا میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ تحقیقات میں وقت لگتا ہے ، تحقیقات کرنے کے لیے وقت درکار ہے تجزیہ کرنے کے لیے عمارت کی ضرورت اور کالج میں پڑھانے کے لیے بلڈنگ کی ضرورت ہوتی ہے - انسٹی ٹیوٹ بنانے کے لیے جہاں ریسرچ لیبارٹریز بنائی جائیں گی وہاں پر ان چیزوں کا تجزیہ کیا جائے گا ان لیبارٹریز کے لیے عمارات کی ضرورت ہوتی ہے اور ان عمارات کے لیے میرے عزیزو اور بہنوں - پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ رقم جس پر آپ نے اعتراض کیا تھا کہ بلڈنگوں پر خرچ ہو رہی ہے ، ناجائز طور پر خرچ نہیں کی جا رہی مثلاً اگر یہ اسمبلی ہال نہ ہوتا تو ہم کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر مشورے کر رہے ہوتے - پہلے یہ اسمبلی ہال بنا اور پھر اس میں اسمبلی کے میٹنگز ہوئیں اور پھر اے - سی (A.C.) وغیرہ کی سہولت ملی تو سب سے پہلے

Fundamental Requirements Infra-Structure-create

کیا جاتا ہے - اس کو create کرنے کے بعد ترقی کی امید کی جاتی ہے مثلاً سڑکیں ، بجلی ، یہ تمام چیزیں جب تک آپ کے پاس نہیں ہوں گی تو آپ پسماندہ ترین نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ پسماندہ ترین ہوتے جائیں گے - تو اس لیے تھوڑے سے صبر ، تحمل اور ہمت سے انتظار کیجئے ، دیکھئے کہ پہلے 30 سال میں کیا ہوا ہے - اب ان تین چار سال میں آپ کے لیے

کیا ہو رہا ہے ۔ ان علاقوں (areas) کو نظر انداز نہیں کیا گیا جو ہمیشہ پس منظر میں رہتے تھے اور گاؤں کی سطح اور مرکز کی سطح سے بلند ہو کر ضلعی سطح ، صوبے کی سطح پر ، ملک کی سطح پر سوچیے ۔ میری سوچ ہمیشہ اسی منظر پر ہوتی ہے اور یہی میں درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے ہر گاؤں میں مسائل ہیں ، ہر گھر میں ہیں ، ہر شہر میں ہیں لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ آپ ان مسائل میں گم ہو کر رہ جائیں اور ہمارے جو بڑے مسائل ہیں اور قومی اور ملکی مسائل ہیں اور جو صوبے کے لحاظ سے ہیں ان کو بھول جائیں ۔ ہر شخص اگر صرف اپنے ضلع کے لیے ہی بات کرتا رہا تو ہم کدھر ہونگے ، وہ ضلع کدھر ہوگا ، صوبہ کدھر ہوگا اور ملک کدھر ہوگا ۔ تو میرے بھائیو بہنوں جب آپ کھڑے ہوں تو ہمیشہ اس چیز کا اندازہ لگائیں کہ پیسے برابر برابر یا جیسا کہ صدر صاحب نے بتایا ہے کہ پسماندہ ترین کو زیادہ ، پسماندہ تر کو اس سے کم ، اور پسماندوں کو اس سے بھی کم دیئے جائیں یہ ایک Weightage factor ہے ۔ جس کے وزن کے حساب سے آپ کے علاقوں کی بھی ترقی ہوسکتی ہے ورنہ جو پرانی پالیسی تھی کہ ساہیوال ترقی یافتہ ضلع ہے اس کو اور پیسہ دو تاکہ یہ اور ترقی کرے ۔ اس پالیسی میں ایک شفٹ آیا ہے اور ہر پالیسی کے شفٹ کے اثر زائل ہونے میں کچھ وقت لگتا ہے اور وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا ۔ ہم کو اس وقت کا انتظار کرنا ہوگا جب اس کے اثرات آپ پر ظاہر ہوں گے ۔ لیکن ہمیں تو اس وقت کا انتظار کرنا پڑے گا جب تک اس کے اثرات آپ پر ظاہر نہ ہوں گے ۔ اگر آپ کو اس میں ڈائریکشن نہ ملی ہو ۔ سمت نہ بتا دی گئی ہو پھر آپ حکومت کی پالیسی پر اعتراض کیجئے ۔ لیکن ایک سمت معین کر دی گئی ہے ۔ واضح کر دی گئی ہے ۔ ترقی کی راہیں بتا دی گئی ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے ۔ اگر اس کی رفتار میں سستی ہے تو ضرور بتائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ۔ ہمیں بتائیں تاکہ رفتار میں تیزی پیدا کی جائے ۔ جو محکموں میں کوتاہیاں ہیں وہ بتائیں ان کو درست کر دیا جائے گا ۔ میرے بھائی ایک دم کسی نظام کو یکسر بدلا نہیں جا سکتا ۔

ابریگیشن کا محکمہ بہت پرانا محکمہ ہے ۔ بڑے تعلیم یافتہ لوگوں کا محکمہ ہے ۔ ایک inertia ہوتا ہے جس کے لیے طاقت درکار ہوتی ہے ۔ چلانے کے لیے اس کو طاقت درکار ہوتی ہے اور شروع کی طاقت اس inertia میں جذب ہو کر رہ جاتی ہے ۔ جب inertia کی طاقت اس میں جذب ہو جاتی ہے پھر وہ چلنا شروع ہوتا ہے اس حکومت کی وزارت کو بنے صرف تین مہینے ہوئے ہیں ۔ تھوڑا سا وقت دیجئے ۔ صبر کیجئے ۔ دیکھئے آپ کے لیے ہم کیا کچھ نہیں کر سکتے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب صدر میری درخواست ہے جب میری presentation ہو جائے اس کے بعد فاضل ممبر کو اختیار ہے کہ وہ سوال کرے ۔ اس کے درمیان کسی کو بولنے کی اجازت نہ دی جائے ۔

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن ۔ راولپنڈی) **:** میں صاحب صدر سے مخاطب ہوں اور میرا خیال ہے مجھے اس بات کا حق ہے کہ میں ان کی اجازت سے درمیان میں کوئی بات کر سکتا ہوں ۔ خدانخواستہ ہم کوئی ایسی سیکرٹ بات نہیں کر رہے ہیں جس میں بات نہیں ہو سکتی ۔ آپ کی صاحب صدر سے یہ استدعا کہ کسی کو بولنے کی اجازت نہ دی جائے ۔۔۔

وزیر زراعت : صاحب صدر میری یہ اطلاع ہے کہ یہ مروجہ طریقہ ہے جو بار بار اس سمت سے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعہ بتایا جا رہا ہے ؟ جب میرا بیان ختم ہو جائے تو شام تک میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سننے کے لیے تیار ہوں اور جواب دینے کے لیے تیار ہوں ۔

شیخ غلام حسین : میں عرض کروں گا کہ بریگیڈیئر صاحب سے کہا یہ گیا ہے کہ وہ اپنی رپورٹ پیش کریں ۔ اس پر جو وقفہ سوالات تھا وہ ابھی نہیں آیا ۔ یہ اسی طرح ہے کہ دو آدمیوں کو میدان میں چھوڑ کر ایک کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں دوسرا کہے کہ میں کشتی لڑ رہا ہوں ۔ ابھی تو پہلے وقفہ سوالات ہوگا اس کے بعد وہ ہمیں درس دیں ۔ ابھی تک ان

کی کسی بات پر تنقید نہیں ہوئی - وہ پہلے ہی کہنا شروع ہو گئے ہیں کہ ہم ان پر تنقید کر رہے ہیں - ابھی وقفہ سوالات ہوگا اس کے بعد ہم ضمنی سوالات کریں گے - اس کے بعد وہ ہمیں درس دیں - انہوں نے پہلے ہی پیش بندی کے طور پر تقریر شروع کر دی ہے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ کہا یہ گیا ہے کہ آپ رپورٹ پیش کریں - رپورٹ پیش نہیں کی بلکہ ہماری تنقید سے پہلے انہوں نے اپنی تنقید کرنی شروع کر دی ہے -

وزیر زراعت : میں اپنے محکمہ کا جائزہ لے رہا ہوں - اس جائزہ میں کوئی ایسی معلق چیز نہیں ہے کہ فضا میں ہو - کھیتی باڑی کا تعلق زمین سے ہے اور زمین کا تعلق انسانوں سے ہے - خالی زمین سے کھیتی باڑی نہیں ہوتی اس لیے میں اپنے دائرہ کار کا پورا جائزہ لوں گا - اس میں اس زمین کا بھی جائزہ لوں گا - اس پر جو انسان بستے ہیں ان کا بھی جائزہ لوں گا کیونکہ کھیتی باڑی میں نے اپنے کھیت میں جا کر نہیں کرنی ہے - میرے محکمے کا کام یہ ہے کہ گھوڑے کو پانی تک لے جائے اس کے بعد گھوڑے نے پانی پینا ہے - میں پانی مہیا کر رہا ہوں - مہربانی کر کے پانی پیجیئے - اگر آپ پانی سے انکار کر دیتے ہیں تو اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں -

جناب گورنر : پانچ منٹ رہ گئے ہیں -

وزیر زراعت : اس سلسلے میں زرعی مشین بھی بڑی کارآمد ہے - ہم نے ایک میکنائزڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کیا تھا - اس لئے بیس آدمیوں پر مشتمل ایک بورڈ بنا دیا ہے جس میں بارانی ایریا کے تمام علاقوں کے کسان بھی اس میں شامل کیے گئے ہیں اور اس کام سے واقف انجینئرز بھی اس میں شامل کیے گئے ہیں - امید ہے اس سے امید افزا نتائج نکلیں گے - ریسرچ کیا ہوتی ہے ؟ آج سے چند سال پہلے ریسرچ کی کوئی کوآرڈینیشن (Co-ordination) نہیں تھی - کوئی مربوط ریسرچ نہیں تھی - ہم نے ایک پنجاب ریسرچ کو آرڈینیشن سہل بنایا ہے ، جس کے صدر جناب وائس چانسلر - فیصل آباد

زرعی یونیورسٹی ہیں ان کا کام یہ ہے کہ یونیورسٹی اور ریسرچ کے اداروں اور مرکزی ریسرچ کے درمیان ایک رابطہ قائم رکھیں ۔ کیونکہ ریسرچ isolated نہیں ہوتی ، کئی جگہ ریسرچ ہوتی ہے ۔ آپس میں اس کی انفارمیشن ایکسچینج کی جاتی ہے اس لیے امید ہے کہ اس کے کوئی نتائج نکلیں گے ۔

شعبہ توسیعی میں جو ہمارا عملہ ہے وہ ریسرچ سے متعلق ساری تحقیقات کے نتائج آپ تک پہنچاتا ہے ۔ آپ کو مشورے دیتا ہے ۔ آپ کو اکساتا ہے کہ مہربانی کرکے یہ کام کیا جائے ۔ ابھی یہ وقت ہے ۔ اس کے لیے بھی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے ۔ مکانات کی ضرورت ہوتی ہے ۔ سہولتوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہمارے پاس بہت کم ہیں ۔ عملہ کی تعداد میرے نظریئے سے کم ہے لیکن اس میں بھی فنانس involve ہے ۔ ہماری جنگ آپس میں بدستور جاری رہتی ہے اور امید ہے ہم کامیاب ہوں گے ۔

جناب والا ! اس سلسلے میں عالمی بنک نے ہماری کچھ مدد کی ہے اور اور پانچ اضلاع میں ٹریننگ اور وزٹ (visit) کا پروگرام چل رہا ہے جہاں زیادہ سہولتیں موجود ہیں ۔

اب مختصراً میں seed کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ جیسے میں نے کل وعدہ کیا تھا ۔ میرے پاس ایک نوٹ بھی آیا ہے کہ سیڈ کی requirement کتنی بڑھی ہے ۔ پہلی دفعہ ہم نے اس کا سائنٹیفک طریقے سے تجزیہ کیا ہے کہ ہماری ضرورت کیا ہے ۔ اگر صاحب صدر اجازت دیں تو چار پانچ منٹ اس مسئلہ پر آ جاؤں کیونکہ میں نے کل وعدہ کیا تھا ۔ اگر ہم 11.5 فیصد رقبہ کو گندم کا خالص بیج دیں تو ہمیں تقریباً 54 ہزار ایکڑ رقبہ درکار ہے جس میں سے ساڑھے چار ہزار ایکڑ ہمارے پاس موجود ہے ۔ باقی کے لیے ہم نے کسان بھائیوں سے درخواست کرنی ہے ۔ اسی طرح کپاس کے لیے 82 ہزار ایکڑ رقبہ کاشت کے لیے درکار ہے ۔ میرے ایک بھائی نے چنے کے متعلق سوال کیا تھا ۔ چنے کے لیے 3360 ایکڑ رقبہ چاہیے اس کے بعد ہم certified بیج (seed) دے سکتے ہیں ۔ ہمارے پاس 1090 ایکڑ رقبہ

موجود ہے 2270 ایکڑ کی کمی ہے - میرے بھائیوں نے کہا کہ ہم سکیم بنا کر آپ کے سامنے آئیں گے کہ یہ ہم نے سکیم بنائی ہے اتنا بیج چاہیے - یہ بھی عرض کروں گا کہ چنے کی جو certified seed ہے یہ صرف تین فیصد پر base کی گئی ہے - یہ پہلا قدم اٹھایا ہے - یہ کوئی فائنل پالیسی نہیں ہے - جناب گورنر صاحب سے بھی اس کی منظوری لینی ہے - یہ کوئی فائنل منظوری نہیں ہے - یہ ہیپروک کیا ہے جب میں آیا تھا تو گورنر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ کوئی ایسی مربوط زرعی پالیسی ہونی چاہیے - کوئی ہمہ گیر پالیسی ہونی چاہیے -

سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ خوراک کی ضرورت کیا ہے - گوشت کی ضرورت کیا ہے - فلاں چیز کی کتنی ضرورت ہے - اس کے بعد کتنا رقبہ چاہیے اس کے لیے کتنا بیج چاہیے - پھر کیا ہمارے پاس وسائل ہیں - یہ لامتناہی سلسلہ چلتا رہے گا یہ پہلا قدم ہے کہ ہمیں بیج کی کتنی ضرورت ہے تاکہ اتنے فیصد ہم زمینداروں کو خالص بیج دیں اور اچھی قسم کا بیج دیں - میں آپ سے کہوں گا کہ اس سے پہلے اس پر غور نہیں کیا گیا - ہمارے سیڈ (seed) کے سروسینگ پلانٹس (servicing plants) لگ رہے ہیں - ان کو اب تک چالو ہو جانا چاہیے تھا - سیڈ پلانٹ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ ملے جلے بیج کو صاف کرکے خالص بیج بنا دے بلکہ اس کا کام یہ ہے کہ وہ بیمار اور کمزور بیج کو الگ کر دے اور طاقت ور بیج کو الگ نکال دے - جب تک خالص بیج اس مشین میں نہیں ڈالا جائے گا اس میں سے کیا نکلے گا - جو چیز ڈالیں گے وہی چیز اس میں سے نکلے گی - کافی تفاصیل ہیں مگر وقت کی کمی کی وجہ سے میں ختم کرتا ہوں - جناب چیئرمین اب میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں -

جناب گورنر : اب نماز کا وقفہ ہے -

اناؤنسر : خواتین و حضرات ڈیڑھ بجے سے 2 بجے تک نماز کے لیے وقفہ ہے - دو بجے سے اڑھائی بجے تک ظہرانے کے لیے وقفہ ہوگا - وضو اور جماعت کا

انتظام اسمبلی سے باہر لان میں موجود ہے ۔ جن ارکان نے جناب گورنر صاحب سے ملاقات کرنی ہے خصوصاً راولپنڈی اور اٹک کے اضلاع کے اور جو وفد کی صورت میں ملنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ کو دے دیں ۔

(وقفہ کے بعد جناب گورنر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر زراعت : جناب صدر تین چار منٹ کے اندر ، میں اپنی زراعت کی رپورٹ بند کرنی چاہتا ہوں ۔ بات طویل ہے ایک چیز کے متعلق آپ نے بتایا ہے میں تذکرۃ معزز ایوان کو بتا دوں کہ صدر پاکستان نے خواہش ظاہر کی ہے کہ کسانوں کی ایک طاقت ور اور با آواز جماعت ہونی چاہیے ۔ انہوں نے اس کا نام چیمبر آف ایگریکلچر تجویز کیا ہے ۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کو یہ کہا گیا ہے کہ تحصیل اور اس سے اوپر ضلعی ۔ ڈویژنل اور صوبائی سطح پر چیمبر کی شاخیں کھولی جائیں ۔ اس کے متعلق ان کے مشوروں سے ایک ضابطہ نافذ کیا جائے ۔ ہر لیول پر انجمنیں ہوں ۔ وہ خود مختار اور آزاد ہوں حکومت کو ان سے کوئی تعلق نہیں ہوگا ۔ ان کے الیکشن مختلف سطحوں پر ہوتے رہیں ۔ آخر میں صوبائی سطح پر کوئی چیمبر ہو جس طرح چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز ہے کیونکہ جب حکومت کو کوئی ضرورت ہوتی ہے تو وہ صلاح و مشورہ کے لیے اس چیمبر کے پاس جاتی ہے ۔ حکومت انفرادی ممبر کے پاس نہیں جاتی ہے ۔ ہم کو اور حکومت پنجاب کو یہ دشواری رہی ہے کہ کس سے مشورہ کریں ۔ اگر ایگریکلچر کے پاس جاتے ہیں تو انجمن کاشتکاران کہتے ہیں کہ وہ پڑھے لکھے لوگوں کی انجمن ہے اس میں کسان شامل نہیں ہے ۔ چیمبر آف ایگریکلچر والے کہتے ہیں اصل میں تو ہم ہی صحیح نمائندہ ہیں ۔ پھر کسان بورڈ ہے ۔ اس قسم کی لا تعداد انجمنیں ہیں ۔ ہم نے دو میٹنگز کی ہیں اس میں ایک چیز بڑی وضاحت سے سامنے آئی ہے کہ اکثر انجمنیں اپنے نام اور عہدوں کو چھوڑنے کے لیے تیار نظر نہیں آتیں ۔ ہماری درخواست

ہے کہ آپس میں اتفاق کریں اور ایک پلیٹ فارم پر آ جائیں ۔ یہ آپ کے فائدے کی چیز ہے ۔ حکومت کو اس میں کچھ نہیں ملنا ہے ۔ حکومت کا کام اس میں صرف یہ ہے کہ ایک تجویز بنا کر آپ کے نمائندوں کے سامنے پیش کر دی جائے ۔ اس کے بعد آپ اپنے الیکشن کریں اور قانون کے مطابق اس پر عمل کرتے رہیں ۔ اس سے ملک کو بھی فائدہ ہوگا اور ایگریکلچر پالیسی بھی صحیح وضع ہوگی اور آپ کی بھی ایک موثر آواز ہوگی کیونکہ چھوٹی چھوٹی انجمنیں کوئی موثر کردار ادا نہیں کر سکتیں ۔

چودھری ہارون الرشید لھیم : جناب والا ! مشکل ایگریزی نام کے بجائے اس کا کوئی قومی نام نہیں ہو سکتا ؟ کاشتکار بھائی اس نام سے کیا سمجھیں گے ؟

وزیر زراعت : یہ میرے نہیں ، صدر صاحب کے الفاظ ہیں ۔ نام میں کچھ نہیں ۔ جو نام آپ مل کر تجویز کریں گے ، وہی ہو جائے گا ۔ اب ''انجمن کاشتکاران'' ۔ دونوں فارسی کے الفاظ ہیں ۔ فارسی دیہات میں بولی نہیں جاتی ۔ تو پھر اس کو بھی بدل دیجیے ۔ میں نام کے لیے تو آپ سے بحث کر ہی نہیں رہا ۔ میں تو کہہ رہا ہوں مل بیٹھ کر آپ اس کا نام تجویز کر لیجیے ، وہی ہو جائے گا ۔ اس کا کام دیکھیں ، نام میں کیا ہے ؟

چودھری ہارون الرشید لھیم : الفاظ اتنے مشکل ہیں ۔ ہمارے دیہاتی ، ہل چلانے والے ، کسی سے کھودنے والے بیچارے اس نام سے کیسے آشنا ہوں گے ؟ اس لیے کوئی آسان نام قومی زبان میں تجویز کیا جائے ۔

وزیر زراعت : آپ کوئی نام تجویز کر دیجیے ۔

چودھری ہارون الرشید لھیم : اس میں کاشتکار کا لفظ آ جائے ۔ کاشتکار میں مالک بھی ہے ، مزارع بھی ہے اور معین بھی ۔

وزیر زراعت : اب نام کے لیے یہاں وولنگ نہیں ہو رہی ۔ ایک تجویز عرض کی ہے کہ یہ تجویز ہے اور آپ کے فائدے کے لیے ہے ۔ نام جو رکھ

دیں اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ جو آپ کا متفقہ یا اکثریت کا فیصلہ ہوگا وہ سب کو منظور ہونا چاہیے ۔

جناب گورنر : وہ تو ہم سوال و جواب میں لے لیں گے ۔ آپ اپنی پریزنٹیشن جاری رکھیں ۔

وزیر زراعت : میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کے متعلق بتا رہا تھا کہ گندم ، کپاس ، مکئی چاول ، چنا ، ریپ سیڈ ، مونگ کی دال کے لیے ہمیں شروع میں 223 ایکڑ رقبہ درکار ہے ۔ یہ ابتدا ہے ۔ انتہا کیا ہوگی ۔ اس پر عمل کر کے دیکھیں گے کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے ۔ اسی طرح مونگ ، ماش ، سورگم ، مسور ، برسیم اور سبزیات ہیں کوئی فصل رہ گئی ہو تو نشان دہی کر دیجیے ، وہ بھی شامل کر لیں گے ۔ یہ پہلا تجزیہ کیا ہے ۔ اس میں ابھی بیٹھ کر فیصلہ کریں گے کہ کون کون سی فصل رہ گئی ہے ۔ جہاں تک روغن دار اجناس ، مثلاً سورج مکھی وغیرہ کا تعلق ہے ، یہ ذمہ داری گھی کارپوریشن آف پاکستان کو دے دی گئی ہے اور یہ انہی کا کام ہوگا کہ وہ پاکستان ایگریکلچرل ریسرچ سنٹر کے ساتھ مل کر نئے بیج اور اسکی ٹیکنالوجی ڈویلپ کریں ۔

اب ایک ضروری مسئلہ ہے جو اضلاع لاہور ، گوجرانوالہ ، شیخوپورہ اور باقی رائس ایریاز کے متعلق ہے ۔ دھان کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لیے تحقیقاتی کونسل اور محکمہ زراعت نے دھان کے علاقے میں خصوصی پروگرام ترتیب دئے ہیں ۔ ہر ایک نے ایک ایک مرکز قائم کیا ہے اور اس مرکز کی کارکردگی دیکھنے کے بعد اس قسم کے مراکز ان علاقوں میں قائم کیے جائیں گے ۔ ایک خاص سٹاف پوسٹ کیا گیا ہے اور ان کی کارکردگی کا اندازہ لگا کر آگے ترقی کی راہیں کھولی جائیں گی ۔

ایک اور ضروری چیز کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ وہ جپسم کا استعمال ہے ۔ ہماری زمینیں شورزدہ (saline) ہوتی رہی ہیں اور اس کے لیے جپسم کا استعمال بہت ضروری ہے ۔ حکومت

پنجاب نے مرکزی حکومت سے پرزور سفارش کی ہے کہ جپسم کو بطور کھاد منظور کیا جائے اور اس پر کم از کم 50 فی صد سبسڈی دی جائے۔ تاکہ زمینوں کی حالت بہتر بنائی جا سکے۔ جس طرح مشرقی پنجاب نے بھی کیا ہے۔ اور اس پر مرکزی محکمہ خوراک و زراعت ہماری مدد اور تعاون کر رہا ہے۔

دو تین اور ضروری چیزیں ہیں۔ مجھے مطلع کیا گیا ہے کہ ہمارے اداروں کے درمیان کچھ incongruities ہیں، کچھ anomalies ہیں۔ مثلاً فیصل‌آباد میں متعین افسروں کو تو ہاؤس رینٹ الاؤنس ملتا ہے لیکن سرگودھا میں نہیں ملتا۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ فیصل‌آباد اور سرگودھا میں یا کسی دوسرے شہر میں کیا فرق ہے۔ اس لیے باقی ادارے جو باہر کے ہیں، ان میں لوگ جانا نہیں چاہتے اور فیصل‌آباد واپس آنا چاہتے ہیں۔ جب میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہاں ہاؤس رینٹ الاؤنس ملتا ہے اور وہاں نہیں ملتا۔ یہ مسئلہ میں آپ کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ ہمیں اس کو دور کرنا ہے۔

شعبۂ توسیع میں یونین کونسل میں صرف ایک فیلڈ اسسٹنٹ ہے۔ اس کے پاس کوئی دس ہزار ایکڑ رقبہ ہوتا ہے۔ اس کو بھی ہم نے بڑھانا ہے تبھی ہم اس میں ترقی کر سکیں گے۔

اب چونکہ وقت کی کمی ہے، لہذا میں نے اس کا زیادہ تر حصہ کاٹ دیا ہے۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین (چیئرمین انجمن خانہ دار خواتین پاکستان لاہور) : دالوں کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔

وزیر زراعت : دالوں کی ریسرچ کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ چنے کی دال کے بیج کے لیے رقبہ چاہیئے۔ مونگ، ماش، مسور کی دالوں کے بیج کے لیے رقبہ چاہیئے جو ہمارے پاس موجود ہے۔ مسور کی دال پر ہم نے ابھی تک کوئی ریسرچ نہیں کی۔ باقی دالوں پر کی ہے۔ جو

varieties نکلی ہیں ان کو propogate کریں گے اور جس طرح چنے کی دو ہزار اقسام منگوائی ہیں ۔ مسور کی بھی دنیا میں جتنی اقسام موجود ہیں ، ان کو لے کر اپنی climate میں تجربات کریں گے ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین : پاسکو (PASCO) کا اس میں کیا کردار ہے ؟

وزیر زراعت : پاسکو کا ریسرچ سے کوئی تعلق نہیں ۔ پاسکو ایک مرکزی ادارہ ہے جس کا کام دالوں کو خریدنا ہے ۔ اس دفعہ اس کو ٹارگیٹ نہیں دیا گیا ۔ ہم نے لکھ دیا ہے ۔ مرکزی وزیر نے ان کو اگلے سال ، بلکہ ستمبر اکتوبر میں مونگ اور ماش کا ٹارگیٹ دے دیا ہے کہ وہ وقت پر آ کر خرید و فروخت کریں اور اپنا سٹاک رکھیں ۔ مجھے زبانی یاد نہیں رہا اور میں غلط اعداد و شمار دینا نہیں چاہتا ۔ لیکن چار ہزار ٹن ایک اور چار ہزار ٹن دوسری قسم کی مونگ اور ماش کی دال انہوں نے لینی ہے ۔ امید ہے اس سے کچھ اثر پڑے گا ۔ اس کے علاوہ وزیر موصوف نے پرسوں ٹیلی فون پر مجھے بتایا تھا ، کہ تین کروڑ روپے کی دال برآمد کی اجازت دے دی گئی ہے وہ ستمبر تک آ جائے گی ۔ ترکی سے شاید مسور کی دال اور باقی ملکوں سے بھی دالیں آ رہی ہیں تو پھر حالات پر قابو پا لیا جائے گا ۔

ملک امان اللہ (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) : جناب والا ! میں ایک انفارمیشن لینا چاہتا ہوں ۔ چنے کی دال کا ذکر آیا ہے ۔ میں نے کل بھی گزارش کی تھی ۔ ہولائٹ (مہذب) زبان میں عرض کروں گا ۔ کل مجھے کچھ نزلہ تھا ۔ شاید آپ کی طبیعت پر میری باتیں بار گزری ہوں ۔ مظفرگڑھ ، ملتان ، میانوالی کے لیے پاسکو والوں سے بیج مہیا کیا جائے ۔ سات آٹھ سو روپے کی بوری ہے ۔ اس کے لیے کوئی انتظام کیا جائے ۔ ایک مہینے کے بعد چنے کی کاشت ہونے والی ہے ۔

جناب گورنر : سوالات بعد میں آئیں گے ۔ یہ اریگیشن کی پریزنٹیشن کر لیں ۔ ہم اکٹھے ہی کر رہے ہیں ، کیونکہ پانی اور یہ دونوں چیزیں ایک ہی ہیں سوالات ریزرو میں رکھیں ۔

محکمہ آبپاشی کی کارکردگی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

وزیر آبپاشی (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان): جناب صدر! محکمہ آب پاشی ملک کے 20,78 ملین ایکڑ رقبے کو پانی مہیا کرتا ہے اس میں سے 12,94 ملین ایکڑ دوامی اور 7.84 ملین غیر دوامی ہے۔ یہ پانی 23 ہزار 184 میل لمبے مربوط نہری نظام کے تحت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میں 3 ہزار 994 میل بڑی نہریں اور ان کی شاخیں ہیں اور 19 ہزار 191 میل چھوٹی نہریں اور راجباہ شامل ہیں۔ پنجاب کے پانچ دریاؤں، سندھ، جہلم، چناب، راوی اور ستلج پر 13 ہیڈورکس کے ذریعے پانی کو 30 بڑے نہری سلسلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان نہروں کی کل استعداد 1.27 لاکھ کیوسک پانی ہے۔ ایک دریا سے دوسرے دریا تک پانی لے جانے کے لیے (یعنی لنک کینالز) 528 میل لمبی رابطہ نہریں بنائی گئی ہیں۔ ان رابطہ نہروں کی مجموعی استعداد 1.1 لاکھ کیوسک ہے۔ آب پاشی کے لیے 49 ہزار 526 موگھوں کے ذریعے پانی دیا جاتا ہے۔ بالعموم پانی کو ایک نہر کے سرے سے ٹیل تک پہنچانے کے لیے ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ آب پاشی کے اس نظام کو چلانے کے لیے مندرجہ ذیل بنیادی دشواریوں اور مشکلات حائل ہیں۔ سوائے چند ایک نہروں کے باقی نہروں کے کنارے اونچے اور کچے ہیں۔ بارش، مویشی اور گاڑیاں وغیرہ گزرنے سے نقصان کا اندیشہ رہتا ہے جو آج سے پندرہ بیس سال پہلے بہت کم تھا۔ آہستہ آہستہ ٹریفک کے بڑھنے اور ٹریکٹروں کے آنے کے ساتھ یہ نقصان بڑھتا جا رہا ہے۔ نہروں کے ڈیزائن میں وقتاً فوقتاً نظر ثانی کی ضرورت رہتی ہے۔ اگر ان میں کوئی تبدیلی وقوع پذیر ہو چکی ہو تو نئی ضروریات کے مطابق درست کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ نہروں کو اچھی حالت میں رکھنے کے لیے نہری کناروں کی بحالی اور مرمت کی مسلسل ضرورت رہتی ہے۔

اس کام کے لیے موجودہ پیمانے کے حساب سے اور آج کل کی قیمتوں کے حساب سے 16 کروڑ روپے کی رقم مہیا ہونی چاہیئے تھی - گزشتہ سالوں میں 1974.75 سے لے کر 1980.81 تک جو رقوم مہیا کی گئیں وہ مطلوبہ رقم کی نصف سے کم تھیں - اس عرصے میں 6.14 کروڑ روپے کی رقوم مہیا کی گئیں جبکہ 13 کروڑ روپے کی رقوم درکار تھیں - نہروں کی remodelling کے کام میں ہمیشہ خود غرض عناصر کی طرف سے رخنہ اندازی کی جاتی رہی ہے - اس وجہ سے نہروں کی مناسب درستگی کا کام زیر التوا رہا ہے - کچھ دوسری interferences بھی ہیں نہروں کی ٹیلوں کے پانی کی قلت کے مسائل پیدا ہوچکے ہیں لیکن محدود مالی وسائل کے باوجود نہری نظام کے اشد ضروری کاموں کے لیے قلیل رقوم کو تقسیم کرنا پڑتا ہے تاکہ نہروں کو چالو حالت میں رکھا جا سکے اس سلسلہ میں تقسیم سے نہری نظام کو چلانے میں خطرات بھی ہیں - مویشیوں اور ناجائز گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی آمد و رفت کے پیش نظر محکمہ انہار کو زیادہ تادیبی اختیارات دئے جائیں کیونکہ موجودہ اختیارات ناکافی ہیں - نہروں کے ٹیلوں (tails) میں پانی کی کمی کی سب سے بڑی وجہ پانی کی چوری ہے - رات کے وقت نہر کے کنارے کاٹ کر اور کناروں میں پائپ ڈال کر کناروں کے اوپر سائفن لگا کر پانی کی چوری کی جاتی ہے - باقاعدہ گشت سے جو کیسز پکڑے جاتے ہیں وہ حوالہ پولیس کر دئے جاتے ہیں - اس کی وسعت کا اندازہ اس مثال سے ہو سکتا ہے کہ اپر چناب کینال کے اضلاع ، گوجرانوالہ - شیخوپورہ حالیہ موسم خریف 1980.81 میں 652 چوری کے مقدمات حوالہ پولیس کئے گئے - اس قسم کے انتظامات ہر موسم میں کئے جاتے ہیں خریف 1980 میں 1487 ، 1979 میں 1444 مقدمات حوالہ پولیس کئے گئے - یہ معاملہ مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کے نوٹس میں بھی لایا گیا اور ایک اخباری بیان بھی جاری ہوا - چٹھی نمبری 686 مورخہ 18 جنوری 1980 کی رو سے زمینداروں کو متنبہ کیا گیا کہ جو شخص پانی کی چوری میں ملوث پایا گیا اس پر ملٹری کورٹس میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 430 کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا -

اس سلسلے میں چیف سیکرٹری صاحب ، کمشنر صاحبان ڈپٹی کمشنر صاحبان کو اور ایس پی صاحبان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہے کہ وہ مجرموں کو گرفتار کریں - ان کے خلاف فی الفور قانونی کارروائی کی جائے - اور مارشل لاء کے ضابطہ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے - سپرنٹنڈنگ انجینئر اپر چناب کینال سرکل نے ڈی - آئی - جی پولیس کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ اس سلسلے میں ضروری کارروائی کی جائے - اس مسئلہ کو ضلعی رابطہ کمیٹی میں بھی اٹھایا گیا لیکن آج تک مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوئے چوری کی اہم وجہ یہ ہے کہ اس پانی سے حاصل کردہ مفاد کاشتکار کے لیے اس جرمانے سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جو محکمے والے اس جرم کے سلسلے میں عاید کرتے ہیں - اس سلسلے میں بھاری جرمانے عاید کرنے کے لیے اقدامات کئے جائیں مگر خطرہ یہ ہے کہ بھاری رقوم کے جرمانے سے victimisation نہ ہونے لگے - منگلا اور تربیلہ ڈیم کی تکمیل کے بعد نہری پانی کی بڑھتی ہوئی مقدار مہیا کی گئی - مجموعی طور پر 1966-67ء میں 48.5 ملین فٹ منگلہ ڈیم کی تکمیل کے بعد 1966-67 میں 53.8 ملین فٹ 1975-76ء میں 54 ملین فٹ پانی مہیا کیا گیا یہ تربیلہ کی تکمیل کے بعد کی بات ہے - 1979-80 میں پانی کی سپلائی 56.8 ملین فٹ بیان کی گئی ہے - چھوٹے بند اور سہال ڈیم ، اٹک ، راولپنڈی ، جہلم اور بارانی علاقوں میں تعمیر کیے جا چکے ہیں ان کی سالانہ اوسط سات لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب کرنے کی استطاعت ہے - اصل رقبہ جو ان بندوں سے سیراب کیا گیا ہے مجوزہ رقبہ کا 60 فیصد ہے - 28 ہزار 8 سو ایکڑ رقبہ سیراب کرنے کے لیے دو چھوٹے بند زیر تعمیر ہیں - نکاس آب کا محکمہ اس وقت 882 میل لمبے سیم اور برساتی نالوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے - یہ نالے گہرائی پر بنانے کی وجہ سے بالعموم قدرتی نشیب کے قریب ہوتے ہیں اور بارش کے پانی کا نکاس کرکے رقبے کو سیم زدہ ہونے سے بچانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں - یہ نالے زیر زمین بہاؤ پانی کو منقطع کرکے زیر زمین پانی کی سطح میں مقامی طور پر خاصی کمی کرتے ہیں - اس سلسلہ میں یہ مسئلہ پیدا ہوا ہے کہ

پانی برساتی نالوں میں داخل ہوتے وقت اپنے ساتھ مٹی کے ذرات بہا لاتا ہے جو کہ نالوں میں تہ در تہ بیٹھ جاتے ہیں ۔ ان نالوں کی وقتاً فوقتاً صفائی ضروری ہے تاکہ مجوزہ مقدار میں پانی کا نکاس کرنے کے قابل رہیں ۔ ان نالوں میں بے شمار نالے ایسے ہیں جن کی صفائی پیسے کی کمی کی وجہ سے نہیں کی جا سکی اور وہ پر ہو چکے ہیں ۔ موجودہ پیمانے کے مطابق ان سیم نالوں کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے کم از کم تین کروڑ روپے کی ضرورت ہے تاکہ اس کام کی تکمیل ہو سکے ۔ لیکن 1974-75ء اور 81-1980ء درمیان 1.4 کروڑ کی اوسطاً رقم خرچ ہوئی ہے جو اصل مطلوبہ رقم کے نصف سے بھی کم ہے ۔ سیم نالوں کی دیکھ بھال بھی اس سے متاثر ہو رہی ہے ۔ یہ میں اس لیے بتا رہا ہوں کہ آپ لوگوں کو حالات کا پتہ چل جائے ۔ ان کی صفائی کے بغیر یہ مسائل جوں کے توں ہیں ۔ جب تک مشترکہ طور پر ان کو حل نہ کیا گیا تو یہ فیصل آباد ، سیالکوٹ ، لاہور ، گوجرانوالہ میں بھی ہو سکتے ہیں اس لیے مشترکہ طور پر اس مسئلہ کو حل کریں ۔ آپ عوامی نمائندے ہیں آپ آگے آئیں ۔ آپ لوگوں کو جمع کر سکتے ہیں ۔ گورنر صاحب اوکاڑہ گئے تھے وہاں 1800 آدمی نالی کھودنے کے لیے تیار ہو گئے تھے چونکہ ان کے گھروں میں 7 ۔ 6 فٹ پانی آیا تھا اس لحاظ سے کچھ مدد آپ کریں ۔ کچھ سرکار کرے ۔ مل جل کر کام کریں اور 1978-79ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایک لائحہ عمل شروع کیا گیا ہے ۔ قصور ، رائے ونڈ ڈرین کا کام 92 لاکھ روپے سے شروع کیا گیا اور 1980 میں ختم کیا گیا ۔ 1979-80ء میں ساہیوال ضلع میں سکھراوا ڈرین کا منصوبہ ہے جس کی لاگت ایک کروڑ پانچ لاکھ روپے ہے جو انشاء اللہ 1980-81ء میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گی ۔ 1981-82ء کے دوران 240 میل لمبی نالیوں کی درستگی کی جائے گی ۔ 270 میل لمبے نئے نالے کھودے جائیں گے اسی طرح اس کام کو کافی عرصہ لگے گا ، صبر کریں لیکن یہ کام کریں گے ضرور یہ تو وسائل کی بات ہے ۔ نکاس آب کے زیریں شعبے کو اہمیت دی جا رہی ہے ۔ اور اس کے علاوہ نالوں کی درستگی اور

نالوں کی کھدائی کی مشینری پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ سیم زدہ نالوں میں موجودہ نالوں کی درستگی اور نئے نالوں کی کھدائی کے لیے مشینری کی ضرورت ہے۔ محکمے کے پاس 26 Drag Line Excavators ہیں جو 70 سال پرانے ہیں۔ ان کی موجودہ کارکردگی ناکافی ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ موجودہ مشینری جس کی کارکردگی زیادہ ہو خریدی جائے یہ 4 کروڑ روپے کی لاگت سے مہیا کی جائے گی اور اس کی استطاعت 2 کروڑ کیوبک فٹ مٹی کھودنے کی ہوگی۔ یہ دریاؤں کے رخ بدلنے، نئی نہریں، نئے نالے کھودنے کے کام آئے گی۔ بہر حال مزید کھدائی کے کام کے لیے مشینیں خریدنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ جن کے لیے امسال ترقیاتی پروگرام میں ایک کروڑ روپے کی رقم شامل کی گئی ہے۔ فارن ایکسچینج ملنے کی امید ہے۔ اس سلسلے میں جاپانی مشن سے 20 تاریخ کو ملے تھے امید ہے کہ اس کے لیے امداد مل جائے گی۔ ابتدائی سکارپ میں 1962ء سے 1973 تک ٹیوب ویلوں کی کل تعداد 6740 جس میں سے چلنے کے قابل 6281 ہیں 459 کا فرق ہے۔ جن میں سے 270 کھارے پانی والے ہیں۔ 179 خراب شدہ ہیں۔ یہ کل 459 ہو جاتا ہے۔ زیر آمد رقبہ 40.45 لاکھ ایکڑ ہے۔ شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، فیصل آباد، جھنگ، گجرات، سرگودھا اور مظفر گڑھ کے رقبہ جات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ 1978-79ء سے 21 جولائی 1981ء تک مزید رقبہ جات سکارپ کے ماتحت آ گئے ہیں جن کا زیر آب رقبہ 5.7 لاکھ ایکڑ ہے ان میں سرگودھا، فیصل آباد، بہاولنگر، رحیم یار خان بہاول پور ہے۔ سکارپ کے ان ٹیوب ویلوں سے یہ اثر پڑا ہے کہ سال بھر میں جو پانی منصوبے سے قبل 9 فٹ تھا وہ اب 14 فٹ تک نیچے چلا گیا ہے ممکن ہے کہیں زیادہ ہو اور کہیں کم ہو۔ میں یہ اوسطاً بات کر رہا ہوں سکارپ 2 میں 6 سے 10 فٹ پانی تھا۔ اب 8 سے 12 فٹ ہے۔ سکارپ 3 میں 4 سے 9 فٹ تھا اب 8 سے 11 فٹ ہو گیا ہے۔ سکارپ 4 میں 11 سے 13 فٹ تھا اب 15 سے 17 فٹ ہے۔ واپڈا کے متعلق کہا گیا تھا تو جس طرح واپڈا آپ پر اثر انداز ہوتا ہے اسی طرح آبپاشی پر اثر انداز ہوتا ہے

ان کے ریٹ وقتاً فوقتاً بڑھتے رہتے ہیں اور جو ہمارا فنڈ ہوتا ہے - جو بجٹڈ اکاؤنٹ ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے بعض اوقات بل ادا نہیں کر سکتے اور مجبوراً ٹیوب ویل بند کرنا پڑتے ہیں - لیکن اس سال سے میں نے کہہ دیا ہے کہ پیسے ہوں یا نہ ہوں بجائی کے موسم میں ٹیوب ویل ہرگز بند نہ کئے جائیں - اس کے بعد ہم اور واپڈا آپس میں فیصلہ کر لیں گے کہ کتنا بل ادا ہونا چاہیے اور کب ادا ہونا چاہیے - فنانس کے پاس بھی جائیں گے اور کچھ سلسلہ چلتا رہے گا آخر حکومت کے محکموں کا حساب ایک دوسرے سے چلتا رہتا ہے - جہاں تک ٹیوب ویلوں کے نقص اور مرمت کا تعلق ہے اس میں پیسے درکار ہیں - اور اس وقت اخراجات میں سالانہ 50 لاکھ روپے کی کمی ہے - اس کو اگر پورا کر لیا گیا تو ہم اس کا زیادہ بہتر طریقے سے انتظام کر سکیں گے - ایک عام شکایت کسانوں کی طرف سے ہے اور محکمے کو بھی ہے وہ یہ کہ ٹیوب ویل اپریٹر اکثر غائب رہتے ہیں - تو اس سلسلے میں کل کسی فاضل رکن نے کینال کمیٹیوں کا ذکر کیا تھا - میں اس کو دوبارہ revive کر رہا ہوں - ان کو ہر سطح پر بنانے کی کوشش کر رہا ہوں - اس میں عوامی نمائندے ہوں گے - اس میں اریگیشن کے افسر بھی شامل ہوں گے - آپ برائے مہربانی ہماری مدد کیجئے ، اپریٹروں کی نشاندہی کیجئے اور صحیح رپورٹ کیجئے - تاکہ آپ کی طرف سے ہمیں رپورٹ ملے کہ واقعی ڈیوٹی سے غیر حاضر تھے - اس میں ایک Industrial Relations Ordinance بیچ میں آتا ہے - لیکن میں سیکرٹری صاحب کو آرڈر دیا ہے کہ نئے جو مارشل لاء ریگولیشن آرڈرز نے آئے ہیں ان کے تحت کارروائی کر کے اس کی کوئی اصلاح احوال کی جائے - کیونکہ جب تک ٹیوب ویل اپریٹر موجود نہیں ہوں گے یہ نظام ٹھیک طور سے کام نہیں کر سکے گا -

اب سیلاب کے بچاؤ کے منصوبوں کی طرف آ جائیں - جہاں تک محکمہ آبپاشی کا تعلق ہے ان کی ذمہ داری صرف ہیڈ ورکس کی دیکھ بھال

اور آبپاشی کے نظام کے بچاؤ تک محدود ہوتی ہے ۔ ان کاموں کا تعلق دراصل ہیڈ ورکس پر دریا پر قابو پانے اور پانی کا رخ موڑنے سے ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ محکمہ نے اہم شہروں کو بچانے کے لیے خاص حالات میں گورنمنٹ کی منشا کے مطابق بند تعمیر کیے ہیں ۔ سارے صوبے میں ہیڈ ورکس پر دریا کو قابو رکھنے والے بندوں کی لمبائی 315 میل ہے ۔ دیگر بند جو شہروں اور نہروں کی حفاظت کے لیے ہیں ان کی لمبائی ایک ہزار ایک سو بارہ میل ہے ۔ اب جس طرح نہروں کا نظام ہے اسی طرح بندوں کا نظام ہے ۔ اور کچھ سیلاب سے بچاؤ والے بند ہیں ۔ کچھ بندوں پر میں بھی جا چکا ہوں ، گورنر صاحب بھی جا چکے ہیں ۔ ہر کام میں کچھ نہ کچھ پیسہ خرچ ہوتا ہے ۔ ان کی دیکھ بھال کے لیے تقریباً اڑھائی کروڑ روپے کی ضرورت تھی ۔ جس کے مقابلے میں 81-1980ء میں صرف 17 لاکھ روپے کی رقم وقف کی گئی ۔ اس وجہ سے بندوں کی دیکھ بھال اور ضروری کاموں کے لیے نیز نہروں کی دیکھ بھال کے لیے مجبوراً مخصوص رقم خرچ کرنا پڑتی ہے ۔ یہ اتنا وسیع سیکٹر ہے کہ اس کو چھوڑا بھی نہیں جا سکتا ۔ کیونکہ اگر سیلاب آ گیا اور محمود بوٹی کی طرف سے بند ٹوٹ گیا تو لاہور بھی غرق ہو جائے گا ۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے کچھ نہروں کی طرف سے نکال کر دیا جاتا ہے تاکہ نہریں کم یا زیادہ جو کچھ چل رہی ہیں انہیں چلاؤ اور بندوں کی حفاظت کے سلسلے میں بھی یہی ہے کہ ایک کی مختص شدہ رقم لے کر دوسرے کو دے دو ۔ اس طرح سے جس کام کی مخصوص رقم خرچ کی گئی ہے تو اس کام کا نقصان ہوگا اور وہ کمی سب کو محسوس ہوگی اور محسوس ہو رہی ہے ۔ 1973ء کے سیلاب آنے پر محکمہ انہار اور پاکستان گورنمنٹ نے بیٹھ کر سیلاب کے بچاؤ کا ایک خاکہ تیار کیا جسے پنجاب فلڈ کمشن نے اصولی طور پر منظور کر لیا ۔ اور یہ منصوبہ 1976ء کے فلڈ کے بعد 1978ء میں دوبارہ نظر ثانی کے بعد تبدیل کیا گیا اور اس میں ایک پروگرام بنایا گیا جس میں دریاؤں کے کناروں پر واقع دیگر سیلابی بندوں کی سطح کو بلند کرنا ۔ آبپاشی کے

نظام اور شہروں وغیرہ کے حفاظتی بندوں کی تعمیر ۔ سیلابوں کے پانی کے نکاس کے متبادل راستے ۔ جن مقامات پر ریلوے اور شاہراہوں پر پلوں کے پانی کے نکاس کی گنجائش کم ہے ان کی چوڑائی، دریا کے حفاظتی بندوں کی ریماڈلنگ وغیرہ وغیرہ شامل ہے ۔ حکومت پاکستان نے جنوری 1977ء میں وفاقی فلڈ کمشن کی تشکیل دی جس کا مقصد صوبائی سطح پر فلڈ کی منصوبہ بندی کو قومی سطح پر لانا اور مربوط کرنا تھا ۔ وفاقی فلڈ کمشن نے نیسپاک (NESPAK) اور ہارزہ انجنیرنگ انٹرنیشنل (Harza Engineering International) کو قومی سیلابی بچاؤ کے منصوبے تیار کرنے کا اختیار دیا ۔ ان سب نے مل کر پہلا مرحلہ 1978ء میں مکمل کیا ۔ اس منصوبے کے تحت پنجاب میں 12 سالوں میں 4117 ملین روپے کے کاموں کو تجویز کیا گیا ۔ سال 79-1978ء تا سال 81-1980ء میں 118 ملین روپوں کے کام مکمل کیے جا چکے ہیں ۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ 12 سال کا عرصہ ہے اور 4117 ملین میں سے 118 ملین ملے ہیں ۔ اب جو موجودہ نظام آبپاشی ہے اس کے اخراجات کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں جو کچھ پیسے ہیں وہ ہم لگا رہے ہیں ۔ اور اگر موجودہ سیلابی کاموں وغیرہ کے سارے تخمینوں کا حساب لگایا جائے تو تقریباً دو ہزار ملین روپے کی ضرورت ہوگی ۔ اب میں تفصیلی بحث کو چھوڑتے ہوئے اپنی اس presentation کو ختم کرتا ہوں ۔ اس مختصر سی presentation کا مقصد یہ تھا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کیا مسائل ہیں اور کیا وسائل ہیں ۔ ان کے کیا مرحلہ وار پروگرام ہیں ۔ ان کا آپ کے روزمرہ کام کاج کی زندگی پر اور کاشتکاری پر کیا اثر پڑتا ہے ۔ سیلابی بندوں کے ٹھیک نہ ہونے سے کیا نقصانات ہو جاتے ہیں ۔ ڈرین کی صفائی سے کیا نقصانات ہوتے ہیں ۔ ہمارے فیصل آباد کے بھائی کو پورا اندازہ ہوگا ۔ سیالکوٹ کے رہنے والے بھائی کو بھی پتا ہے لاہور کے میئر صاحب بھی واقف ہیں کہ وہاں تو صرف برساتی پانی آیا تھا ۔ ہر جگہ کے لوگ اس سے بخوبی واقف ہیں ۔

محکمہ زراعت و آبپاشی کی کارکردگی کی رپورٹوں کے بارے میں عام بحث

ایک معزز ممبر : جناب والا ! ہماری سب سے زیادہ توجہ زراعت پر ہے اور مہنگائی کی کمر توڑنے کے لیے لائیو سٹاک ضروری ہے لیکن آپ لائیو سٹاک کو زراعت میں سے چھوڑ گئے ہیں ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! اس کو میں چھوڑ نہیں گیا ۔ لائیو سٹاک کی presentation آج نہیں تھی ۔ وہ ایک الگ محکمہ ہے ۔ آج صرف محکمہ زراعت اور محکمہ آبپاشی کی presentation تھی ۔ میرے پاس ابھی چار محکمے باقی ہیں ۔ ان کی presentation بھی کر لیں گے ۔ آپ کرنا چاہیں تو میں بیٹھنے کے لیے تیار ہوں ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! میں وزیر موصوف کی کارکردگی اور رپورٹ کا اعتراف کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت کی ہے اور بڑی دلجمعی سے کام کر رہے ہیں ۔ جہاں تک نہری پانی کا تعلق ہے اس سے سب کو اتفاق ہوگا کہ ہماری زراعت کا زیادہ دارو مدار نہری پانی کی سپلائی پر ہے اور ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا پانی کی سپلائی صحیح ہے ۔ ٹیل پر پانی کیوں نہیں جاتا ۔ اس میں سلٹ کیوں آ جاتی ہے ۔ کل میرے ایک دوست جناب لیاقت علی خان صاحب نے فرمایا تھا کہ زمیندار نہروں سے زبردستی پانی لے لیتے ہیں ۔ اور اس زیادتی کو روکنے میں پولیس اور محکمہ انہار وغیرہ تعاون نہیں کرتے ۔ کسی جگہ پر ایسا کیس ہوگیا ہوگا لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ بہر حال میں اپنے تجربے کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ نہری پانی کی جو چوری ہوتی ہے یہ درست ہے کہ ہم لوگ چوری کرتے ہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ اس کی بعض وجوہات ہیں ۔ اور اس چوری میں جب تک محکمہ انہار کے اہلکار شامل نہ ہوں ہم کبھی چوری نہیں کر سکتے ۔ بلکہ میرے تجربے میں یہ آیا ہے کہ بیلدار ، پٹسال نویس اور

میٹ مستاجر کر لیے جاتے ہیں کہ فلاں فلاں جگہ پر فلاں فلاں میٹ اگر رہے تو ہم اتنے پیسے دیں گے تاکہ وہ ناجائز طور پر زمیندار کو پانی دے ۔ اس کا ثبوت اس طرح سے ملتا ہے کہ بھاولپور میں ہزاروں ایکڑ اراضی جو کہ چولستان میں موجود ہے اس پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ۔ سکروٹنی کمیٹی آئی اس میں بھی یہ مسئلہ آیا ۔ ڈی ایم ایل اے صاحب نے بھی کوشش کی ۔ کمشنر صاحب بھی اس سلسلے میں تشریف لائے ۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ ناجائز قابضین جنہوں نے ہزار ہا ایکڑ اراضی پر قبضہ کیا ہوا ہے اور ان کی فصلیں ہیں ۔

جناب والا ! اگر محکمہ انہار کا اس میں ہاتھ نہیں ہے تو وہ فصلیں پک کیسے سکتی ہیں ۔ اگر ان کا صرف پانی بند ہو جائے تو وہ ناجائز قابضین واپس آ جائیں گے ۔ میں نے یہ مثال پیش کی ہے ۔ جناب والا ! ٹیل پر پانی نہ پہنچنے کی یہ بھی وجہ ہے کہ جن زمینداران کا رقبہ شروع میں واقع ہوتا ہے وہ رات یا اکثر دن کو بھی ان کی مرضی سے موگے کھلے رکھتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیل پر پانی نہیں پہنچتا ۔ جہاں تک ان کے بیڈز کے اوپر جانے کا تعلق ہے اکثر چھوٹے کھالوں کی صفائی خود کرتے ہیں ۔ بھاولپور میں ایک بہت بڑا فیڈر ہے ۔ تو میں نے خود وہاں کے ایکسی این کو چیلنج کرکے کہا تھا کہ ہمارے لوگ اس کی کھدائی کرتے ہیں ۔ انہوں نے کھدائی کرتے ان کو دیکھ بھی لیا تھا کہ وہ لوگ کھدائی کر رہے ہیں ۔

جناب والا ! اگر محکمہ انہار خود اس میں ملوث نہ ہو تو میں یقین واثق سے کہہ سکتا ہوں کہ پانی کی چوری نہیں ہو سکتی اور ٹیل پر پانی صحیح طور سے پہنچ سکے گا اور اس کے بعد چوری نہیں ہوگی ۔ تو جناب والا ! اس کا مداوا اس طریقہ سے ہو سکتا ہے کہ محکمہ انہار ۔ صوبے کے عوامی نمائندے اور دوسرے معززین کے ساتھ مل کر ضلع اور تحصیل لیول پر ایک کمیٹی بنائی جائے وہاں کے مسائل اس کمیٹی میں آئیں پھر

یہ آپس میں بیٹھ کر دیکھیں کہ محکمہ انہار کا قصور ہے یا کہ زمیندار کا قصور ہے -

وزیر آبپاشی : جناب والا ! فاضل ممبر درست فرما رہے ہیں - میں نے ابھی کہا تھا کہ میں ایک کمیٹی بنانے کے لیے تیار ہوں ، اور بہت جلد یہ کمیٹی بن جائے گی - جہاں تک تھیوری کا تعلق ہے - میں تو آپ سے اس بارے میں بحث کے لیے تیار نہیں ہوں - کہ اس میں محکمہ نہر والے شامل ہیں - اگر اس میں نہر والے شامل ہیں تو ان کو شامل کون کرتا ہے - ظاہر ہے آپ اور میں ان کو میں شامل کرتے ہیں اگر ہم اپنی اصلاح کریں تو ان کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی - ان کو آپ پکڑ وائیے -

جناب والا ! جب بھی اپنے حق سے زیادہ کوئی چیز استعمال کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اس وقت ناجائز ذرائع کی تلاش ہوتی ہے - کہ کس ذریعہ سے اس کو حاصل کیا جائے - اور آپ اس وقت اعتراف کر رہے ہیں کہ ہم اس میں شامل ہیں - تو پھر میں کس طرح سے اس کا علاج کروں یا تو آپ یہ کہیئے کہ ہم اس میں شامل نہیں ہیں - اور محکمہ نہر والے مجبور کرتے ہیں تو پھر میں ان کو الٹا لٹکانے کے لیے تیار ہوں - لیکن اگر آپ اس میں شامل ہیں تو پھر آپ کو الٹا لٹکانے کے متعلق میں سوچ بھی نہیں سکتا -

جناب صالح محمد نیازی (صدر لیبر یونینز سرگودھا) **:** جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ زمیندار مجبور ہے اگر وہ نہیں دیتا تو ان کو پانی نہیں ملتا - ہم لوگ مجبور ہیں ہمیں دینا پڑتا ہے اور پھر جب سارے کھاتے ہیں - کون نہیں کھاتا ہے -

وزیر آبپاشی: جناب والا ! جب عوامی نمائندے مجبور ہو جائیں تو میں کچھ نہیں کر سکتا - میں آپ سے درخوست کرتا ہوں کہ عوام کی مدد کریں - حکومت کی مدد کریں - ایک سال نقصان اٹھائیے - اس کی نشان دہی کریں اللہ تعالیٰ کبھی سیلاب اور بارش کے ذریعہ بھی نقصان پہنچا دیتے ہیں - آپ ایک دفعہ کمر ہمت باندھیے - ان کو دینے سے انکار کریں - جس قدر

آپ کا حق ہے وہ لے لیجیئے - باقی لوگوں کی شکایت کروا کر پکڑوا دیجیئے۔ میں ، گورنر صاحب اور ایڈمنسٹریٹو افسران آپ کے ساتھ ہیں لیکن آپ آگے بڑھیئے -

جناب گورنر : اس سلسلہ میں میری اتنی عرض ہے کہ بجائے لمبی تفصیل کے آپ نشاندہی کریں - مختصر سوال کریں - تاکہ دوسروں کو بھی موقع ملے -

سیٹھ محمد عبدالرحمان (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور) **:** جناب والا ! میں صرف وزیر محترم سے یہ عرض کروں گا - کہ گزشتہ دو ماہ کے عرصہ میں بہاولپور میں جتنی نہریں ٹوٹی ہیں شاید ان کا وزیر موصوف کو کچھ علم ہوگا - بہاولپور سے میری مراد بہاولپور ڈویژن ہے -

وزیر آبپاشی : جناب والا ! مجھے سرکاری طور پر علم نہ ہے کہ کتنی نہریں ٹوٹی ہیں - اور کتنے فٹ توڑی گئی ہیں - کچھ اخبار میں ہی آیا تھا۔

سیٹھ محمد عبدالرحمان : جناب والا ! بہاولنگر میں نہر ہاکڑہ ہے - یہ ایک بہت بڑی نہر ہے جس سے سارا ضلع سیراب ہوتا ہے - وہ ایک بار ٹوٹی ہے اور اس طرح سے ضلع بہاولنگر میں تحصیل چشتیاں میں جو نہر فتح ہے وہ دوبار ٹوٹی ہے - ایک ماہ میں دو نہریں ٹوٹی ہیں - اس کے علاوہ آپ حیران ہوں گے کہ بہاول کینال کٹ چکی ہے - اس کے علاوہ جو لنک کینال ہے وہ بھی ٹوٹی ہوئی ہے - ان تمام نہروں کے ٹوٹنے سے ہماری کتنی فصلات کا نقصان ہوا ہے - آپ اندازہ نہیں کر سکتے - اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ لنک کینال کے ٹوٹنے سے ہمارے خیر پور نالے والے شہر کی بیرونی آبادی کو بھی نقصان پہنچا ہے - میری معلومات یہ ہیں کہ محکمہ نہر والوں نے جہاں آپ کو یہ اطلاع نہیں دی ہے وہاں پر آپ کو صحیح نقصانات سے بھی مطلع نہیں کیا گیا ہے - اب یہ کام جناب کا ہے - میرا نہیں ہے آپ کا انتظام اتنا درست ہونا چاہیئے کہ آپ کے محکمہ میں جہاں جہاں بھی کوئی خرابی ہو - جہاں بھی کوئی نقص پیدا ہو - ہمارے

وزیر صاحب کو اس کا علم ہونا چاہیئے - اگر نہیں ہے - تو میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس نظام کو درست کریں ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ بہاولپور کے دور میں جو نہریں تھیں - اس وقت چونکہ Sutluj Valley Project کے باعث ہندوستان کی حکومت سے معاہدہ تھا - جس کے تحت چیف انجینئر اور ایس ـ ای گورنمنٹ آف انڈیا بھیجتی تھی - اور ان میں اکثر انگریز ہوا کرتے تھے -

جناب والا ! میں آپ کو سچ بتاتا ہوں کہ اس وقت نہروں کا سٹینڈرڈ بہت اچھا تھا اور اب جو نہر کی پٹڑیوں کی حالت ہے وہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے ۔ اب پٹڑیاں تباہ ہو گئی ہیں ـ اس کی وجہ شاید یہ ہو (آپ تحقیق کریں) کہ جو بیلدار اور جو گینگ (Gang) وہاں پر نہر کی پٹڑیاں درست کرنے کے لیے مامور ہیں وہ کہیں افسروں کے گھروں پر تو کام نہیں کرتے یا کہیں فرضی ناموں سے تو تنخواہیں برآمد نہیں ہو رہی ہیں - اگر سکولوں اور اساتذہ کی تنخواہیں فرضی ناموں سے وصول ہو سکتی ہیں تو ایک بیلدار تو معمولی بات ہے - اس کے علاوہ جناب والا ! بہاولپور میں سیم کے بارے میں بات ہوئی ـ اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کی معلومات ممکن ہے کہ صحیح ہوں کہ زیر زمین پانی نو فٹ یا چودہ فٹ گہرا ہو گیا ہے ـ میں تحصیل خان پور ضلع ، رحیم یار خان کا زمیندار ہوں اور بہاولپور میں رہائش پذیر ہوں ـ یہ بات میرے علم میں ہے کہ سکارپ 6 سے کم از کم وہ مقام ، جیسے آپ جانتے ہیں ، جہاں پر حسی سنز شوگر مل ہے اور جسے جیٹھہ بھٹہ اور فیروزہ کہتے ہیں وہاں پر پانی کی رفتار کم ہے اور اس کے لیے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ وہاں پر آپ کے جو ٹیوب ویل ہیں ان سے کام نہ چلے گا ـ وہاں اس وقت تک اصلاح نہیں ہو سکتی جب تک آپ سیم نالہ درست نہ کریں گے ـ اس میں شک نہیں کہ وہاں hinderance ہے ، نہر جاری ہے سیم نالہ کو نیچے سے گزارنا ہوگا ـ لیکن اتنے بڑے علاقہ کو جس میں کپاد کاشت ہوتا تھا ـ جس

کی پیداوار 1200 من فی ایکڑ سے گھٹ کر 300 من فی ایکڑ رہ گئی ہے اور جہاں پر کپاس کاشت ہوتی تھی ۔ چھوٹے چھوٹے سٹیشنوں پر تین تین جننگ فیکٹریاں ہوتی تھیں اب وہاں سب فیکٹریاں غائب ہو گئی ہیں ۔ اس لیے میں جناب وزیر صاحب سے مطالبہ کروں گا اور آئندہ آپ اس کا جواب دیں گے ۔

جناب گورنر : ہم آپ کو جواب دیں گے ۔

We will give you the answer.

جناب غلام حیدر سجاد (صدر کسان بورڈ پنجاب ۔ سرگودھا) : نحمده و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ جناب صدر و معزز اراکین ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ، جناب والا ! میرے پاس پورے پنجاب کے مسائل ہیں ۔ مگر میں وقت کی کمی کی وجہ سے صرف تین سوال عرض کروں گا ۔ ایک محکمہ آبپاشی کے متعلق ، دوسرا کالونیز کے متعلق اور تیسرا محکمہ مال کے متعلق ۔ جناب والا ! میں کل سے انتظار کر رہا ہوں ۔ بحث کا تمام وقت ختم ہو گیا تھا میں ایک بات آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا اور دوسری وزراء کرام کی خدمت میں ۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ تقریباً گیارہ ماہ کے طویل عرصہ کے بعد ہمیں یہاں آنے کا موقع ملا ۔ لیکن یہ انداز مشاورت کے تقاضے پورے نہیں کرتا ہے ۔ اس طویل عرصہ میں اتنی طویل مدت میں بے شمار مسائل پیدا ہوئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر : اگر آپ نے محکمہ نہر کے متعلق کوئی سوال پوچھنا ہے تو پوچھیں ورنہ بیٹھ جائیں ۔

جناب غلام حیدر سجاد : ۔ ۔ ۔ جناب والا ! آبپاشی کے سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر محترم جب کوٹ ادو تشریف لے گئے تو وہاں پر کسان بورڈ نے ان کے سامنے ایک شکایت پیش کی تھی کہ تونسہ بیراج کے متاثرین کا رقبہ 47 ہزار ایکڑ ہے ۔ 14 گاؤں دو بندوں کے درمیان ہیں اور سیم کی وجہ سے وہاں دو دو فٹ پانی کھڑا ہے

اور وہاں سے جو دو نہریں نکلتی ہیں انہوں نے پانی کو ہلاک کر دیا ہے اس لیے ان کی زندگی تلخ ہو کر رہ گئی ہے - وزیر موصوف موقع پر گئے تھے انہوں نے موقع پر ملاحظہ فرمایا تھا اور انہوں نے دیکھا تھا کہ یہ بات سچی ہے اس لیے یہ کچھ اہل کاروں کو معطل بھی کر کے آئے تھے - اس کے بعد میں نے وہاں دورہ کیا ہے وزیر موصوف تو صرف ہیڈ تک گئے تھے اور میں اس مقام پر گیا ہوں جہاں بند شروع ہوتے ہیں ، میں نے جو وہاں حالت دیکھی ہے وہ بڑی قابل رحم ہے تو میری اس ضمن میں گزارش یہ ہے کہ وہاں پر سائفن بنا ہوا ہے اس کی موٹریں خراب ہیں اور پانی کا نکاس نہر میں ڈالا گیا ہے وہ اونچا ہے اور اگر بیس پچیس ہزار روپے خرچ کر کے نالیاں ان دونوں نہروں کے نیچے سے گزار دی جائیں تو پانی اس میں چلا جائے گا وہاں جو سیم نالیاں ہیں ان کے نقشے بنے ہوئے ہیں پندرہ میل کا نقشہ موجود ہے مگر پانچ میل کھودی گئی ہے - میں یہ گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ کو ذہن میں رکھ کر اس کا کوئی حل تلاش کیا جائے ۔ کیونکہ وہاں پر لوگوں کی حالت قابل رحم ہے -

وزیر زراعت و آبپاشی : آپ پنجرائی ڈرینیج کی بات کر رہے ہیں -؟ وزیر بننے سے ایک سال قبل علاقے کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ یہاں لاتعداد وزیر آئے گورنر بھی آئے لیکن ہمارا مسئلہ جوں کا توں رہا اور یہ آج تک حل نہیں ہو سکا آپ ہی ہماری کوئی مدد کیجیے - میں نے کہا میں تو مدد نہیں کر سکتا - بہر حال میں جب وزیر بنا تو سب سے پہلے میں پنجرائی ڈرینیج سکیم پر گیا - اس کے دو حصے ہیں - تین بند ہیں اور چاروں طرف سے اس کو enclose کر دیا گیا ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ جب بھی سیاست کو معیشت کے ساتھ ملایا جائے اس کے نتائج خطرناک ہوتے ہیں - دریائے سندھ کا یہ پانڈ ایریا ہے اور تونسہ بیراج کا seapage ہے اس میں سے ڈرین بنائی گئی ہے - ربیع میں تو یہ کنٹرول کر لیتی ہے لیکن خریف میں بارشوں کا پانی آ جاتا ہے تو اس کو یہ کنٹرول نہیں کر سکتی ۔

ایک معزز ممبر : سائفن پر موٹر پمپ لگا دیں ۔

وزیر زراعت و آبپاشی : میرے عزیز سائفن پر موٹر پمپ نہیں لگائے جاتے ۔ سائفن یا تو اوپر سے گزرتا ہے اور یا نیچے سے گزرتا ہے ۔ وہاں پر دو بڑی بڑی کینال ہیں ایک لنک کینال ہے اور اس کے ساتھ ہی مظفرگڑھ کینال ہے اتنے لمبے سائفن وہاں چل نہیں سکتے اور اس پر جتنی رقم بھی خرچ کی جائے گی وہ ضائع ہو جائے گی ۔ اس کے بعد 24 لاکھ روپے کی ایک سکیم بنائی گئی ہے اور وہ بھی اس خیال سے بنائی گئی ہے کہ شاید اس پر روپیہ خرچ کرنے سے علاقہ کے لوگوں کی بہتری ہو جائے ۔ محکمہ انہار والوں نے تو مجھے اس کا بڑا آسان راستہ بتایا ہے کہ جناب وزیر صاحب آپ کوئی عقل استعمال کریں اور اس رقبہ کو اجاڑ قرار دے کر آبادی کو خالی کروا لیں اور اس طرح مسئلہ حل ہو جائے گا ۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے لیے یہ مشکل ہو جائے گا کیونکہ ہر ایک کو اپنی جگہ سے پیار ہوتا ہے ۔ تو جناب والا ! میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ پہلے اپنی طرف سے تمام کوششیں کرکے دیکھ لیجئے اور اگر اس کا کوئی حل سمجھ میں آئے تو ہمیں سکیم بنا کر دیجئے اور اس کی قیمت کا اندازہ لگائیں اور اگر اس کا کوئی حل نکل آئے تو ہم ضرور اس پر عمل کریں گے ۔ اس پراجیکٹ کا مجھے پوری طرح سے علم ہے اس پر وقت لگے گا ۔ جہاں تک معطلی کا تعلق ہے مجھے اس محکمہ میں کسی افسر کو معطل کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے میں نے تو صرف دھمکی کے طور پر کہا تھا کہ ان کے خلاف انکوائری کروائی جائے گی جہاں تک انکوائری کا تعلق ہے وہ بھی میں کسی افسر کے خلاف ایسا آرڈر نہیں دے سکتا ۔ میں نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ تحقیقات کرکے مجھے بتائیں ۔ کیونکہ اس شخص نے مجھے جو کچھ بھی وہاں بتایا وہ سب جھوٹ تھا اور یہ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا کیونکہ میرا فوجی قسم کا دماغ ہے ۔ بہر حال تحقیقاتی رپورٹ ابھی مجھ تک نہیں پہنچی ۔ میں یہاں آپ کے پاس اجلاس کی کارروائی میں لگا ہوا ہوں ۔ اجلاس کے بعد

دیکھوں گا اور وہ مشینیں کسی اور کام کے لیے اکھاڑ گئے ہیں بہر حال اگر وہ دس پمپ ، دس سال تک بھی کام کریں تو وہ ایک خریف کا پانی وہاں سے نہیں نکال سکتے ۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں ۔ اس بات کا مجھے علم نہیں ۔ اس کا زبانی حل تو میں ابھی آپ کو دے دیتا ہوں کہ سائفن ابھی بن جائے گا لیکن اس وقت تک سائفن نہیں بن سکتا ۔ جب تک اس کا مکمل مطالعہ نہ کر لیا جائے ۔ میں بھی تھوڑا بہت انجینئر ہوں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنا بڑا سائفن جو آدھے میل سے لمبا ہوگا کیسے کام کرے گا اور وہ کیسے چلے گا کیونکہ چھوٹے چھوٹے سائفن بڑی مشکل سے چلتے ہیں اور اس کے پانی کا دباؤ اتنا کم ہوگا کہ وہ سارا silt ہو کر رہ جائے گا ۔ جہاں تک بہاول پور میں نہر ٹوٹنے کا تعلق ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے کہ نہر کب ٹوٹی اور اس سے کتنا نقصان ہوا ۔ نقصان کا اندازہ لگانا محکمہ نہر کا کام نہیں ہے اگر خدا نخواستہ ان کی غلطی سے کوئی نہر ٹوٹ جائے تو یہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کا کام ہے کہ وہ پانی اتر جانے کے بعد نقصان کا اندازہ لگائے اور ریلیف کمشنر کے پاس اطلاع بھجوائے ۔ اس سلسلہ میں آپ میرے فاضل دوست وزیر مال سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں اس کی اطلاع آ گئی ہوگی اور بہاول پور اور بہاولنگر کے میرے فاضل ممبران مجھ سے تعاون کریں ۔ پہلے جیسا کہ نہروں کے پیسوں کے متعلق میں بتا چکا ہوں ۔ جب ٹیل پر پانی نہ پہنچنے کا ذکر ہو رہا تھا تو میں نے اشارتاً بتا دیا تھا ۔ جب پانی کی مقدار زیادہ پڑتی ہے تو banks کو raise کرنا پڑتا ہے اور وہ کبھی کبھی ٹوٹ جاتے ہیں اس کے علاوہ اگر نہر میں کوئی شگاف پڑا ہے تو اس کی مجھے اطلاع نہیں ہے ۔

ایک معزز ممبر : جناب والا ! اتنے بڑے بڑے دیہات ہیں اور وہ بھی پورے سات ڈوب گئے ہیں اور یہ پکی نہر ہے ۔

وزیر آب پاشی : میں اس کی تحقیق کرکے کل تک آپ کو بتا دوں گا ۔

جناب گورنر : ویسے یہ سسٹم آپ درست کر لیں ۔ کسی نہر میں اگر شگاف ہوتا ہے تو منسٹر کو اس کا پتا ہونا چاہیے آپ کے پاس اس کی سٹیٹمنٹ آنی چاہیے ۔ اب یہ محکمے کے اوپر ایک بات ہے ۔ انگریز کے زمانہ میں سسٹم بہت اچھا تھا ، نہروں کا سسٹم اتنا اچھا تھا کہ دنیا والے بھی اس پر رشک کرتے تھے اب لوگ زیادہ ہیں آفیسرز بھی زیادہ ہیں سسٹم بھی وہی ہے اور ہم اس سسٹم کو نہیں چلا سکتے سو میں یہ گزارش کروں گا کہ سسٹم کو آپ لوگوں نے سسٹم دینا ہے پیسے کم ہیں اور ہم ہر جگہ پر نہیں لگا سکتے ۔ میں نے پہلے بھی آپ کو کہا تھا کہ چند ایک جو بڑے بڑے نقصانات ہوئے ہیں پہلے آپ انہیں ٹھیک کریں ۔ سسٹم کو سسٹم دینا ہے لیکن یہ نہیں کہ ہر جگہ پر آپ پانچ پانچ ہزار روپے خرچ کرتے جائیں اس سے آپ کا کام چل نہیں سکتا ۔ area select کرکے اس پر ہم نے پیسہ خرچ کرنا ہے ۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (خاتون رکن ضلع کونسل سیالکوٹ) : میکانائزڈ فارمنگ کے لیے ہمارے پاس سب سے بڑا ذریعہ ٹریکٹر ہے اور ٹریکٹر ہمارے ملک میں اب تک جس قسم کے درآمد کئے گئے ہیں ان کے سپیئر پارٹس پر کسی قسم کا کنٹرول نہیں ہے ۔ کاشت کار جب کسی ایجنسی سے سپیئر پارٹس خریدنے کے لیے جاتے ہیں ۔ تو وہ بلیک میں ملتے ہیں اس کے علاوہ جناب والا ! ڈیزل مشینری جب کبھی خراب ہوتی ہے تو اس کے پرزے بہت مہنگے پڑتے ہیں اور جب بلیک میں ملیں تو قیمتیں اور زیادہ تجاوز کر جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں عام زمیندار اپنے ٹریکٹر کو صحیح طور پر درست نہیں کروا سکتا ۔

(قطع کلامیاں)

جناب گورنر : دوستو ! میرے لیے یہاں پر سننا بڑا مشکل ہو گیا ہے اگر آپ لوگ تھک گئے ہیں تو جا کر چائے پی آئیں ۔ بڑا مشکل ہو گیا ہے ۔ میں سن نہیں سکتا ہوں ۔ باہر جائیں چائے پی کر آ جائیں یہاں پر تو قانون ہی بڑا سادہ ہے ۔ باہر جائیں اور آرام کرکے آ جائیں ۔ ایک کان میں یہ ہو رہا ہے اور دوسرے کان میں وہ ہو رہا ہے ۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی : جناب والا! میں عرض کر رہی تھی کہ اس طرح سپیر پارٹس نہیں ملتے اور اگر ملتے ہیں تو بلیک میں ملتے ہیں یا پھر دیسی لگا دیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارا ملک ٹریکٹروں کا ہسپتال بن گیا ہے کیونکہ لوگ اس کو صحیح طریقہ سے مرمت نہیں کروا سکتے اور نئے ٹریکٹروں کی طرف لوگ زیادہ دوڑتے ہیں ۔ اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ مرکز کی سطح پر ایسی ورکشاپیں مہیا کی جائیں جس سے کاشت کار کنٹرول ریٹ پر سپیر پارٹس حاصل کر سکیں اور اپنے ٹریکٹروں کی مرمت بھی کروا سکیں ۔ سرکاری ٹیوب ویلوں میں جو موٹریں لگی ہوئی ہیں عموماً آپریٹروں کی بے توجہی کی وجہ سے وہ جل جاتی ہیں اور ہر علاقے میں ایک ، ایک اوورسیئر تعنیات کیا ہوا ہے ۔ جب موٹر خراب ہو جاتی ہے تو اس اورسیئر کو موٹر لے کر ، لاہور ورکشاپ میں جو سانده روڈ پر واقع ہے مرمت کے لیے آنا پڑتا ہے ۔ تو جناب والا ! میں یہ عرض کروں گی کہ مہربانی فرما کر ایسا کوئی privilege دیجیئے کہ اس موٹر کی مرمت اسی ضلع ہی میں کروا لی جائے کیونکہ اس طرح وہ اورسیئر چھ ۔ چھ ۔ دن اور آٹھ ۔ آٹھ دن موٹر سمیت غائب رہتا ہے اور اگر کسی قسم کا کوئی مسئلہ بن جائے تو وہ نہیں سن سکتا اور اس طرح اس پر خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) ! جی ۔ محترمہ میں نے سن لیا ہے ۔

جہاں تک ٹریکٹر کے سپیئر پارٹس کا تعلق ہے مرکزی حکومت بھی اس سے آگاہ ہے اور ہم بھی اس سے آگاہ ہیں ۔ اس سلسلہ میں موجودہ بجٹ میں ایک قدم یہ اٹھایا گیا ہے کہ 20 فیصد سپیئرز اسی کارخانے والے منگوائیں گے جو آپ کے ٹریکٹرز بنا رہے ہیں یا assemble کر رہے ہیں اور ان پر ڈیوٹی بھی معاف کر دی گئی ہے ۔ اس کے لیے یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ genuine سپیئر پارٹس جو اس کارخانے کے بنے ہوئے ہیں جہاں سے وہ ٹریکٹر بن کر آتا

ہے وہ منگوائے جائیں چنانچہ اس کی قیمت بھی لازمی طور پر کم ہوگی اور وہ لوگ جو باہر سے منگوانے والے ہیں وہ زیادہ قیمت بھی وصول نہیں کریں گے ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ان سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ درآمد پر جو خرچ ہوگا اس میں سے 20 فیصد معاف کر دیا جائے گا ۔

جہاں تک سپیئر پارٹس کا دوسروں کے ساتھ تعلق ہے یہ اس وقت او ۔ جی ۔ ایل میں ہیں ۔ فری لسٹ پر ہیں آپ خود اپنے طور پر ساڑھے سات ہزار یا دس لاکھ روپے تک سپئر پارٹس منگوا سکتے ہیں ۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیئر عابدی : جناب ۔ ہمارے کاشتکار اتنے سمجھدار نہیں ہیں کہ وہ باہر سے سپئر پارٹس منگوا سکیں ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : محترمہ ۔ آپ ذرا سنیئے تو سہی ۔

پانچ قسم کے ٹریکٹر ہمارے ملک میں آ رہے ہیں اور assemble ہو رہے ہیں ان کے بنانے والوں کو یہ کہا گیا ہے کہ آپ 20 فیصد سپئر پارٹس منگوائیں اور آپ کی یہ ڈیوٹی معاف کر دی گئی ہے تو لامحالہ اس کی قیمت کم ہو جائے گی ۔ پرائیویٹ سیکٹر میں اگر ہم اس کی ممانعت کرتے ہیں تو جو کم قیمت پر آپ کو یہ سپیئر پارٹس مل رہے ہیں وہ بھی نہیں ملیں گے جہاں تک genuine اور non-genuine کا تعلق ہے ستائیس سال میں نے فوج میں بھی کام کیا ہے اور مجھے مرمت ۔ اوورہال ۔ ریپئرز اور organization کا تجربہ ہے۔ چار سال 1965ء سے 1969ء تک روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ میں بھی گزار چکا ہوں اس کا بھی مجھے کافی تجربہ ہے اس سلسلے میں ایک تھوڑا سا واقعہ بیان کرتا ہوں روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے کے پاس مرسیڈزبنز ہوتی تھی اس کا ایک پسٹن شاہنواز کے ذریعے ہم نے خریدا اس لیے کہ وہ ان کے ڈیلرز تھے تو وہ 936 روپے میں آیا اور ایک ڈیلر نے جرمنی کا بنا ہوا پسٹن آدھی قیمت پر ہم کو offer کیا ۔ بادی النظر میں فرق اتنا بڑا تھا کہ میں نے فوراً مرسیڈیز بنز والوں کو لکھا کہ آپ کے اس سپیئر نمبر کی ایک کمپنی نے جو ہماری پاکستانی فرم ہے تھوڑی

قیمت وصول کی ہے تو ان کا جواب آیا کہ بالکل درست ہے ۔ اپنی کمپنی سے ہم بنواتے ہیں اور ہمارا quality control بہت اونچا ہے اور ہم جو مال reject کر دیتے ہیں آپ کے لوگ وہ مال لے کر آتے ہیں تو یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے اگر آپ نے خریدنا ہے تو آپ اپنی ذمہ داری پر خریدئیے ۔ اب بیگم صاحبہ یہ پہچاننا کہ یہ اصلی ہے یا نقلی بڑا مشکل کام ہے ۔ اسے دیکھ کر کوئی آدمی نہیں کہہ سکتا کہ یہ اصلی ہے یا نقلی جب تک اس کی descriptive یا non-descriptive value وغیرہ test نہ کی جائے تو اس کا بہترین علاج یہی کیا گیا ہے کہ جو ٹریکٹر بنانے والے ہیں یا assemble کرنے والے ہیں ان پر ذمہ داری لگائی گئی ہے اور وہ لوگ زیادہ منافع نہیں کما سکتے ۔ بحیثیت کاشتکار میرے پاس 16 ٹریکٹرز ہیں باقاعدہ خط و کتابت کے ذریعے میں نے ٹریکٹروں میں 35 آئیل پر چلنے والے پرزوں کی قیمت لکھ کر Auto-mobile کارپوریشن کے چیئرمین کو بھیجی تھی تو ان کا جواب آیا ہے کہ میں نے ایک ٹریکٹر کی کرینک شافٹ 14 ہزار روپے میں خریدی ہے اب آپ کدھر مرمت کروائیں گی اور کدھر جائیں گی ۔ ان تمام چیزوں کا میں نے پچھلے دس سالوں میں تجزیہ کر کے یہاں بیان کیا ہے پچھلے تین سال سے خاص طور پر سپئیر پارٹس کی قیمت ایک دم اونچی چلی گئی ہے اور فیڈرل منسٹر پروڈکشن میرے پرانے ساتھی ہیں اور چیئرمین آٹو موبائل کارپوریشن بھی میرے colleague ہیں ۔

آج سے نہیں بلکہ 36،38 سال سے ان کے ساتھ بیٹھ کر میں اس مسئلہ پر بات کرتا رہا ہوں اور وہ مجھے بتاتے رہے ہیں کہ دو ۔ دو ۔ تین ۔ تین مہینے صرف ان پر negotiations ہوتی ہیں کہ قیمت کس طرح کم کی جائے تو یہ انٹرنیشنل بات ہے آپ کس چکر میں پھنسی ہوئی ہیں جب قیمت بڑھ جاتی ہے اور آپ اس پر resist کرتی ہیں تو تھوڑی بہت فورڈ ٹریکٹر یا ہر ٹریکٹر کی قیمت کم کرواتے ہیں اس میں میں ایک خوشخبری آپ کو دے سکتا ہوں کہ سرکار نے ٹریکٹروں کے چار کا خانوں

کی اجازت دے دی ہے جو دو پبلک سیکٹر میں ہیں ، دو پرائیویٹ سیکٹر میں ہیں ، جس میں میسی فرگوسن کا کارخانہ شیخوپورہ ضلع میں لگا ہوا ہے اور وہ اس وقت 22 فیصد پرزے خود بنا رہا ہے اور ان کا پانچ سال کا پروگرام تھا ۔ موجودہ فیڈرل منسٹر نے جو خود بھی انجینئر ہیں ، اس عرصہ کو گھٹا کر تین سال کر دیا ہے ۔ مجھے انہوں نے بحیثیت سابق دوست اور colleague کے اس کی پوری feasibility studies پڑھنے کو دی تھیں اور میں نے پڑھ لی ہیں اور میں ابھی ان کے ساتھ فائنل بات چیت کر رہا ہوں اس طرح فیئٹ کا بھی ایک پروجیکٹ منظور ہو چکا ہے اس کی بات چیت تقریباً طے ہو چکی ہے ۔ پرائیویٹ سیکٹر میں آئی ۔ این ۔ سی ۔ کے ساتھ ان کی بات چیت ہو گئی ہے اور ان کے کارخانے کے اشتہار بھی آپ دیکھ رہی ہوں گی ۔ ایک ٹریکٹر جس کا نام نہیں لینا چاہتا اور منظور ہوا ہے وہ ذرا سیاست کی بات ہے اور مجھے وارننگ دے دی گئی تھی کہ میں اس سلسلے میں کوئی زیادہ تقریر و تحریر نہ کروں اس لیے ایسا نہیں کر رہا ہوں چنانچہ یہ چار ٹریکٹرز تو تین ۔ چار ۔ سالوں میں ہمارے اپنے ملک میں بننے لگیں گے اور اس طرح سے ہماری مشکلات کچھ کم ہو جائیں گی بہرحال موجودہ صورت میں یہی بہتر ذریعہ سمجھا گیا ۔

جہاں تک ورکشاپ کا تعلق ہے ۔ مرکزی حکومت نے یہ خواہش ظاہر کی تھی بلکہ ایکنک نے منظوری بھی دی تھی کہ ہر تحصیل لیول پر ورکشاپ ہوں یہ ابھی ہماری evaluation ہوئی ہے شاید پی ۔ اینڈ ۔ ڈی نے یا کسی اور نے evaluation کی ہے اور وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ لیول پر جو ورکشاپس ہیں انہوں نے اپنی اچھی کارکردگی کے کوئی کارہائے نمایاں سرانجام نہیں دیے جہاں تک عوام اور کاشتکاروں کے ٹریکٹرز کا تعلق ہے جو وہ مرمت کے لیے لاتے ہیں اور اس کے ڈیفنس میں لمبے چوڑے مضمون مجھ کو بتائے گئے ہیں کہ کیوں کاشتکاروں کے ٹریکٹروں کی مرمت ان ورکشاپوں میں نہیں ہو سکتی کیونکہ کاشتکار آتا ہے اور وہ یہ procedure نہیں چاہتا ۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیئر عابدی : اس کے متعلق آپ نے کل ہی فرمایا تھا کہ یہ بات بتائی جائے اس لیے میں آپ کو بتاتی ہوں کہ کیوں کاشتکار ٹریکٹر لے کر وہاں نہیں پہنچتے وہ ورکشاپس شہر کے نزدیک ہیں اور شہر تک ٹریکٹر لے جانے کے لیے کاشتکاروں کو ایک تو سب سے پہلے لائسنس درکار ہوتے ہیں جو کہ زیادہ تر میسر نہیں آتے ۔ جب شہروں سے وہ ٹریکٹرز لے کر گزرتے ہیں تو ان کا جگہ جگہ پر پولیس والوں سے ٹکراؤ ہوتا ہے اور پھر شہر کے لوگ نہیں پسند کرتے کہ ہم ان کے شہروں کی سڑکوں پر ٹریکٹر دوڑاتے پھریں تو اس لیے ٹریکٹر وہاں تو لے جانا بہت مشکل ہے ۔ میری گزارش ہے کہ آپ مرکز لیول پر ورکشاپس کھول دیجیئے تاکہ ہم لوگ اپنے دیہاتوں میں ہی رہیں ۔ ہمارے ٹریلرز زمین کی سطح سے تین ۔ چار انچ مٹی اکھاڑ رہے ہیں اس لیے ہمیں deploying کی بھی ضرورت ہے اس کے لیے مرکز لیول پر سرکاری طور پر ایسے implements مہیا فرمائیں جو ہم کرایہ پر لے کر deploy کر سکیں کیونکہ جڑی بوٹیوں کی تلفی کے لیے deploying کی بہت ضرورت ہے ۔

جناب گورنر : اس پر میں مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف ٹریکٹر ہی نہیں بلکہ جتنی بھی مشینری ہمارے پوری گورنمنٹ میں ہے اس کے لیے تین چیزیں ہمارے مدنظر ہیں مثلاً مرمت recovery یا ٹوٹ پھوٹ کو ہم کیسے واپس لائیں maintenance اور سپئر پارٹس کے متعلق میرے خیال میں میں نے آپ کے آنے سے پہلے کہا تھا کہ ہمیں پورا ایک جال بچھانا ہوگا اور ہمیں آگے جانا ہوگا ۔ جیسے آپ فرما رہے ہیں کہ ایک زمیندار اتنا پڑھا لکھا نہیں کہ اس کمپنی کو لکھے اور وہ چیز یہاں منگوائے ایسی کوئی بات نہیں ہے اس کو آگے لے جانا ہمارا کام ہے اس جال کو بھی بچھانا ہے اور کوشش کرنا ہے کہ آپ تک وہ چیز پہنچے اور وہ چیز سستے دام یا جو بھی دام ہوں ۔ ان داموں پر آپ کو میسر ہونی چاہیئے ۔ باقی آپ کا

یہ کہنا درست ہے کہ ٹریکٹر کے معنی وہی نہیں ہیں اس سے کئی کام لیے جا سکتے ہیں تو انشاء اللہ یہ کروائیں گے ۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیئر عابدی (سیالکوٹ) : اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گی کہ کاشتکاروں کو جو سب سے بڑی تکلیف ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ مہنگائی کے باعث ٹریکٹروں کی قیمتیں ایک لاکھ سوا لاکھ سے اوپر تجاوز کر گئی ہیں اور ایک کاشتکار اپنی پاس بک پر تو ٹریکٹر نہیں لے سکتا اور جو ہمارے انڈکس پروڈیوس یونٹ ہوتے ہیں وہ اتنے کم ہیں کہ ہمیں تو دو دو ۔ تین ۔ تین سال کے لیے اپنی پاس بکیں جمع کروانی پڑتی ہیں اور پھر جب ہم واپس لیتے ہیں تو کچھ تو عدالتوں کی نذر ہو جاتے ہیں اور مقدمے بازیاں لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور جو صلح صفائی سے کام کر رہے ہوتے ہیں تو جہاں ان کے ٹریکٹر میں کوئی نقص پڑا تو غلط قسم کی ورکشاپ میں غلط قسم کے سپئر پارٹس کی وجہ سے وہ لاکھ ۔ ڈیڑھ لاکھ روپے کی مشینری ٹوٹ پھوٹ کر تباہ و برباد ہو جاتی ہے اب تو ٹریکٹر باہر سے منگوائے جا رہے ہیں اور ہم لوگوں کو ان کے استعمال کا طریقہ نہیں آ رہا تو اس لیے ہمارا ملک ٹریکٹروں کا ایک پورا ہسپتال بن چکا ہے ۔

جناب گورنر : دیکھیئے ۔ میں نے کہا ہے کہ ہم اس کا پورا جال بچھا رہے ہیں ۔

رانا نذیر احمد خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ) : جناب والا ! سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ ٹیلوں پر پانی نہیں جاتا ۔ کٹ ہوتی ہے ۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں بلکہ 70 فیصد کٹ ہوتی ہے اور یہ محکمہ آبپاشی کے اہلکاروں کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ میں اس کی ایک مثال دوں گا ۔ گوجرانوالہ میں کالی صوبہ مائنر ہے وہاں پر اوورسیئر نے پورے کا پورا مائنر ایک کاشتکار کو ٹھیکے پر دے دیا ۔ کاشتکاروں کی جب پیڈی کی فصل برباد ہوئی تو وہ سب کے سب گوجرانوالہ آئے اور ایگزیکٹو انجینئر کے پاس گئے ۔ اور اسے ساتھ لے جا

کر موقع دکھایا اور ثابت کروا دیا کہ محکمہ کا اوورسیئر یہ کٹ کراتا ہے - انہوں نے پرچہ بھی درج کرایا - ایکس ای این سے درخواست کی گئی کہ اوورسیئر کو وہاں سے ہٹا کر ہیڈ کوارٹر میں لے آئیں - انہوں نے فرمایا نہیں اس کو میں اپنے ڈویژن سے باہر نکالوں گا - چنانچہ ایکس - ای - این نے سپرنٹنڈنٹ انجینئر کو چٹھی لکھی میرا خیال ہے 25 دن سے بلکہ ایک مہینے سے زیادہ ہو چکا ہے اور وہ چٹھی سپرنٹنڈنگ انجینئر کے میز پر پڑی ہے - اس کے بعد روزانہ کٹ ہوتی ہے - وہاں کے جو زمیندار ہیں وہ رات کو پہرہ دیتے ہیں - جب بھی وہ اوجھل ہوں تو ان کاشتکاروں سے اوورسیئر کہتا ہے کہ ضمانت تو آپ کی ہو ہی جاتی ہے جو تاوان ہے وہ میں آپ کو نہیں ڈلوانے دیتا لہذا جو کٹ ہے کریں - سپرنٹنڈنگ انجینئر اس لیے اس کا تبادلہ نہیں کرتے کہ عام طور پر تاثر یہ ہے کہ بریگیڈیر صاحب کو کوئی مل نہیں سکتا لہذا یہ کسی کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے -

جناب گورنر : آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بریگیڈیر صاحب کے آنے کے بعد یہ قصے ہو رہے ہیں - تین ماہ پہلے بالکل ٹھیک تھا -

رانا نذیر احمد خان : جناب والا ! پہلے یہ ہوتا تھا کہ جس کے خلاف کوئی شکایت ہوتی تھی محکمہ انہار کے دفتر میں اس کے خلاف کارروائی بروقت ہو جاتی تھی - اب تو میں documentary proof دے رہا ہوں - ایک مہینے سے زائد کا عرصہ ہوا جب ایگزیکٹو انجینئر نے سپرنٹنڈنگ انجینئر کو چٹھی لکھی تھی کہ آپ اوورسیئر کے خلاف کارروائی کریں - گزارش ہے کہ اس شکایت کے ازالہ کے لیے کوئی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو کالی صوبہ جا کر انکوائری کرے -

وزیر آبپاشی : جناب والا ! مختصراً عرض یہ ہے کہ میرے پاس چھ محکمے ہیں - آدھی سے زیادہ چٹھیاں اور تار جو ہوتے ہیں وہ گمنام ہوتے ہیں یا غلط نام سے ہوتے ہیں - میں جی ایچ کیو میں ڈائریکٹر رہ چکا ہوں - وہاں

میں نے یہ طریقہ وضع کیا ہوا تھا کہ اس لکھنے والے کے نام ایک Registered A.D. چٹھی بھیجتا تھا ۔ ایگزیکٹو انجینئر کی چٹھی سپرنٹنڈنٹ انجینئر کی میز پر پڑی ہے ۔ آپ میرے پاس نہیں آئے ۔ آپ ہمیں سرکاری طور پر اطلاع دیتے ۔ آج آپ مجھے اطلاع دے رہے ہیں ۔ میں کل اسے پکڑوا دوں گا ۔

جناب گورنر : میں یہ عرض کروں گا یہ جو خاص کیس ہے آپ کسی کو وہاں بھجوا دیں ۔

رانا نذیر احمد خان : یہ جنرل بات ہے ۔

جناب گورنر : میرے دوست جو بہاول پور سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے جنرل بات کی ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ انگریز کا جو زمانہ تھا اس میں سب چیزیں ٹھیک تھیں ۔ انگریز کے پاس صرف ایک ہی گر تھا ۔ وہ انسپکشن کرتا تھا ۔ باہر جاتا تھا ۔ جو تکالیف تھیں وہیں اس کو طے کرتا تھا ۔ آپ یہ نہیں کر رہے ہیں ۔ منسٹر صاحب آپ یہ سب چیزیں سن رہے ہیں ۔

وزیر آبپاشی : جی ہاں ۔ میں ان کو سن رہا ہوں ۔

رانا نذیر احمد خان : جب نہروں کی کھدائی اور سالانہ مرمت ہوتی ہے تو عام طور پر ہم نے دیکھا ہے کہ مئی کے مہینے میں یہ شروع ہوتی تھی ۔

وزیر آبپاشی : اس کا جواب میں ابھی دیتا ہوں ۔ میں نے چھٹی لکھ دی ہے ۔ ہر علاقے کے چیئرمین کو میں ایک چھٹی لکھ رہا ہوں کہ کام کیا ہو رہا ہے ۔ کتنی چوڑائی ، کتنی لمبائی میں کھدائی ہو گی ۔ مہربانی کر کے آپ اس کی دیکھ بھال کیجئے ۔

رانا نذیر احمد خان : جناب والا ! مئی اور جون کے مہینے میں ان کی مرمت ہوتی ہے ۔ جون جولائی میں بارشیں شروع ہو جاتی ہیں پھر اس کی کھدائی نہیں ہو سکتی ۔ میں چاہتا ہوں کہ کرپشن کو روکنے کے لیے

مہینے یا ڈیڑھ مہینے میں بھی بارش کا موسم شروع ہونے سے ایک مہینہ پہلے ہی کام ختم ہو جانا چاہیے تا کہ اس میں جو وہ ہیرا پھیری کرتے ہیں اس کا بھی کوئی امکان نہ رہے ۔

جناب گورنر : میں نے ہدایت جاری کر دی ہوئی ہیں ۔ آپ مٹی کی بات کر رہے ہیں ۔ یہ تو 31 جون کو سارا کام ہوتا ہے ۔ مٹی بھی اسی دن ڈالتے ہیں ۔ بل بھی اسی روز بنتے ہیں ۔ سب کام اسی روز ہوتا ہے ۔

چوھدری اختر علی : جناب گورنر صاحب کی وساطت سے میں وزیر زراعت و آبپاشی سے دریافت کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ کیا آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ گندم کی آگیتی اقسام بیج اب ختم ہو چکی ہے ۔ ڈبلیو ایل 711 جو انڈیا سے امپورٹ کیا تھا اور درمیانی کاشت جو پکورا گندم کی تھی ان کو اس دفعہ بیماری لگی ہے ۔ میں نے اپنے لیے جو سیڈ رکھا تھا وہ میں نے لیبارٹری سے ٹیسٹ کروایا ہے ۔ اس میں 80 فیصد بیماری ہے ۔ ہمارے جو باقی بھائی ہیں وہ لیبارٹری میں جا کر اپنا سیڈ ٹیسٹ نہیں کرواتے ۔ اگر اس کا بر وقت انتظام نہ کیا گیا تو اس سال جو ہم خوش ہو رہے ہیں کہ ہم گندم کی پیداوار میں خود کفیل ہو گئے ہیں اگلے سال خدا نخواستہ ہمارا حشر وہ نہ ہو جو آج سے تین چار سال پہلے ہوا تھا ۔

وزیر زراعت : میں نے کل اس کی نشاندہی کر دی تھی کہ ڈبلیو ایل 711 اور چناب 70 جو کی دوسری اگلی کاشت ہے اس کو کنگی کی بیماری لگتی ہے ۔ ہمارے پاس کوئی ارلی ورائٹی (early variety) نہیں ہے ۔ مجھے اس کا زیادہ خوف اس لیے نہیں ہے کہ اتفاق سے ہماری early کاشت گندم کی 17 فیصد ملک میں ہوتی ہے باقی مڈل اور ذرا لیٹ کاشت ہے ۔

جناب گورنر : میرے خیال میں انہوں نے بڑا اہم پوائنٹ دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب بھی آپ بیج ڈالیں اس کو قبل از وقت ٹیسٹنگ کرالیں ۔

چوھدری اختر علی : پچھیتری اور درمیانی کاشت میں تو بڑا وقت ہے ۔ پچھیتری اور درمیانی کاشت کا اس وقت ہمارے پاس کوئی بیج نہیں ہے جو

بیماری سے پاک ہو ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا ہمارے پاس ابھی وقت ہے ۔ ہمارے پاس سیڈ نہیں ہے ۔ خدا نہ کرے ہمیں یہ سیڈ باہر سے منگوانا پڑے ۔ اگر منگوانا پڑے تو بھی منگوا لیں ۔

جناب گورنر : میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے یہ پوائنٹ بتایا ہے ۔ سیکرٹری زراعت اور سیکرٹری فوڈ جہاں جہاں بھی بیج ہوں آپ actually and physically 100 فیصدی اس کو چیک کروا لیں ۔

سیکرٹری زراعت (جناب عبد المجید چوہدری) : سردار صاحب ہماری سبجیکٹ کمیٹی کے ممبر بھی ہیں اور میرا خیال ہے وہ کسر نفسی سے کام لے رہے ہیں ورنہ ان کو پتا ہے کہ ہمارے پاس مڈ سیزن کی ورائٹیاں بہت اچھی ہیں ۔ یکورا کے مقابلے کی ورائٹی ہے جو قوت مدافعت رکھتی ہے ۔

جناب گورنر : اس چیز کو آپ پرسنل نہ لیں ۔ انہوں نے صرف principle initiate کیا ہے ۔ آپ تسلی کر لیں ۔ ان کے خیال میں ان میں بیماری ہے ۔ اس کے لیے آپ تسلی کر لیں ۔

سیکرٹری زراعت : اس سال ہمارا 6 لاکھ من سرٹیفائڈ بیج اکٹھا کرنے کا خیال تھا جس میں سے ساڑھے پانچ لاکھ من کر لیا گیا ہے ۔ ہماری سیڈ کارپوریشن کہتی ہے کہ زمیندار اس کو نہیں لیں گے ۔ ہم 9 لاکھ من گندم کا سیڈ ایکسچینج کر رہے ہیں ۔ اتنا گندم کا بیج کبھی نہیں ایکسچینج کیا تھا جتنا اب ہم کر رہے ہیں ۔

چوہدری اختر علی : اس کے متعلق یہ گزارش ہے کہ جو سیڈ زمینداروں سے لے رہے ہیں وہ انہوں نے لیبارٹری سے ٹسٹ نہیں کروایا وہ براہ مہربانی لیبارٹری سے چیک کروا لیں ۔ دیکھئے تو اس سیڈ میں کوئی بیماری نہیں ہے ۔ میرے پاس جو گندم کا بیج ہے وہ میں آپ کو صبح دکھاؤں گا ۔ بظاہر اس میں کوئی بیماری نظر نہیں آئے گی لیکن لیبارٹری ٹیسٹ سے 80 فیصد خراب نکلا ہے اس لیے آئندہ جو فصل ہوگی وہ خراب ہوگی ۔

سیکرٹری زراعت : اس کو فیڈرل گورنمنٹ کی independant ایجنسی کرتی ہے ۔

جناب گورنر : اگر نہیں ہو سکتا تو آپ معلوم کر لیں ۔ لیکن ہمارا ایک personal initiative ہوگا ۔ اس کو آپ چیک کروا لیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) : سیڈ کارپوریشن کے پاس لیبارٹری ہے وہاں سے چیک کروا لیں ۔

وزیر زراعت : سیڈ کارپوریشن کے پاس کوئی لیبارٹری نہیں ہے نہ ہی ان کی کوئی ذمہ داری ہے ۔ سیڈ ٹیسٹنگ سنٹرل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے ۔ سیڈ سرٹیفیکیشن آفیسر، ڈپٹی ڈائریکٹر کے لیول کے ہیں جو اپنی لیبارٹری میں تجزیہ کرکے اپنی رپورٹ دیتے ہیں کہ اس میں کتنی ملاوٹ ہے کتنی بیماری ہے جب وہ سرٹیفیکیٹ دیتے ہیں تب سیڈ کارپوریشن سپلائی کرتی ہے ۔ یہ تصدیق شدہ ساڑھے پانچ لاکھ من بیج ہے جو سیڈ کارپوریشن نے سپلائی کیا ہے ۔ دوسرے پنجاب گورنمنٹ کی سیڈ ایکسچینج پروگرام کی سکیم چل رہی ہے ۔ یہ سکیم تین سال پہلے بھٹی صاحب نے شروع کی تھی ۔ اس میں بڑی کامیابی ہوئی ہے ۔ اس سلسلے کی تین کڑیاں ہیں ۔ تقریباً سات لاکھ من سیڈ تبادلے میں لیا گیا ہے ۔ جہاں تک ڈبلیو ایل 711 کی بیماری کا تعلق ہے یہ مشرق پنجاب کی ایک ورائٹی ہے ۔ کنگی کا اس پر اثر ہوتا ہے ۔ وہاں بھی ہو رہا ہے اس کی کوئی بھی replacement نہیں ہے ۔ ہمارے وائس چانسلر وہاں سے ہو کر آرہے ہیں ۔ 75 فیصد رقبہ مشرقی پنجاب کا اس ورائٹی میں ہے ۔ اگر خدانخواستہ dust کی وجہ سے موسم خراب ہو جائے تو اس پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ جنوری میں dust کی وجہ سے اس میں خرابی ہو گئی تھی ۔ ہماری رپورٹیں آج سے نہیں ، بلکہ دو سال سے آ رہی ہیں ۔ مشرقی پنجاب نے سرکاری طور پر اس ورائٹی کو withdraw کر لیا ہے ۔ لیکن اس کا replacement نہیں لا سکے ۔ تو یہ سیڈ ٹیسٹنگ کا اصول بھی مانتے ہیں اور اس پر عمل ہو رہا

ہے اور وہ ہماری ایجنسی نہیں ہے، وہ مرکزی حکومت کی ایجنسی ہے - سیڈ ایکسچینج میں جو پہلے کرتے آئے تھے اور ہر یونین کونسل کی سطح پر ہم نے سیڈ بدل کر رکھ لیا اور وہی سیڈ استعمال ہوا تھا - بہرحال گندم کا جو ٹوٹل سیڈ ہے، وہ نو دس فیصد رقبے کے لیے کافی ہوگا - باقی سیڈ نہ کوئی ہم سے خریدتا ہے اور نہ ہم اتنا سیڈ ٹوٹل رکھنے کے لیے مہیا کر سکتے ہیں - پتہ نہیں، دس سال یا بیس سال اگر ہم کوشش کریں تب جا کے اتنا سیڈ ہوگا -

مسٹر سلطان علی چودھری (صدر چیمبر آف ایگریکلچر پنجاب - لاہور) : جناب والا! میں اس پر ایک ضروری گزارش کرنی چاہتا ہوں - سیڈ کارپوریشن کے پاس اس دفعہ انشاءاللہ اتنا بیج ہے کہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی - لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ پرانی اقسام بہت زیادہ بیماری سے متاثر ہوگئی ہیں - لہذا ہمیں فاؤنڈیشن سیڈ اور اپنے فارم کے اوپر تیزی سے زیادہ بیج پیدا کرنے چاہئیں - جو بہت بڑا کمینٹ (comment) میں اس پر کرنا چاہتا تھا، وہ یہ ہے کہ سردار صاحب نے فرمایا ہے کہ باہر سے بیج منگوایا جائے - میرے خیال میں یہ suicidal action ہے - باہر سے بیج منگایا گیا تھا - جب بیج کاشت ہوئی آپ پہلی کاہڑ پر جا کر دیکھیں - wild oats اور windy grass اتنی آئی ہے - جو ہماری ملک میں پہلے نہیں ہوتی تھی - وہ بیج کے ساتھ آئی ہے - میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ بیج کھیت کے اندر تیس سال تک زندہ رہتا ہے اور گندم کے پکنے سے پہلے ہی جل جاتا ہے - لہذا ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ rotation کے بغیر اگلی wheat crop کو grow نہیں کر سکیں گے - باہر سے ضرور نیا بیج منگائیں، تھوڑا یہاں پر اس کو پیدا کریں پھر آسے اور بڑھائیں -

جناب گورنر : وہ تو ایکسپرٹس پر چھوڑ دیں گے - لیکن main point یہ ہے کہ re-check کریں - We will have to re-check دوسری بات یہ ہے کہ وارننگ دے دی گئی ہے -

نواب لیاقت علی خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل - ملتان) : جناب والا ! ملتان ڈسٹرکٹ سیلاب سے تھوڑا سا متاثر ہوا ہے ، بلکہ تقریباً ہر سال ہوتا ہے - بالخصوص شجاع آباد تحصیل - وہاں بارہ چودہ میل لمبا ایک بند بنا ہوا ہے جس میں اڑھائی تین میل missing link ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ بند بنایا گیا تو غالباً فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے اس میں دو اڑھائی میل کا ٹکڑا درمیان میں سے چھوڑ دیا گیا - پچھلے دس بارہ سال سے ہر سال فلڈ آتا ہے تو اس gap میں سے نکل جاتا ہے اور اس سے کافی علاقے میں نقصان ہوتا ہے - اس سال بھی ایسا ہی ہوا - فلڈ ریلیف کمشنر بھی حال میں وہاں گئے تھے - انہوں نے کہا کہ اس حصے کا بننا تو بہت ضروری ہے -

جناب گورنر : کیا ان کا پوائنٹ ٹھیک ہے اور اس پر خرچ کتنا آئے گا ؟

ممبر بورڈ آف ریونیو : بند کے پیچھے ایک سیکنڈ لائن آف ڈیفنس ہے - بیچ میں ڈیڑھ میل کا گیپ ہے - اس گیپ میں اسی صورت میں پانی آتا ہے جب بہت اونچی سطح پر سیلاب آئے - اس دفعہ پانچ سال کے بعد پہلی دفعہ اس میں پانی آیا ہے - جیسے یہ فرما رہے ہیں ، گیارہ دیہات متاثر ہوئے ہیں - لیکن وہ بھی زیادہ متاثر نہیں ہوئے - اس کے متعلق میں نے پہلے ہی رپورٹ submit کر دی ہے - ایسی کوئی بات نہیں -

نواب لیاقت علی خان : اس سے کافی نقصان ہوتا ہے ، اس کو پر کر دیا جائے -

سیکرٹری آب پاشی (جناب عبدالحمید چوہدری) : اس کا تجزیہ کر لیں گے - اس کو بند کر دینا پڑا تو بند کر دیں گے -

ممبر بورڈ آف ریونیو : اس میں ایک کروڑ روپیہ لگے گا -

جناب گورنر : اگر وہ بننا ہوا بن جائے گا -

مسٹر لیاقت علی ملک (چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ) : جناب والا! میں پلانٹ پروٹیکشن کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں - جب کھاد متعارف ہوئی تھی تو اس پر بہت سبسڈی دی گئی - لوگ آہستہ آہستہ اس کی اہمیت کو پہنچان گئے اور اب زمیندار کافی کھاد استعمال کرتے ہیں - پچھلے آٹھ دس سال سے پلانٹ پروٹیکشن بھی شروع ہو گئی - وہ اتنی ہی ضروری ہے جتنی کھاد یا پانی - اب ، جب لوگ پلانٹ پروٹیکشن سے تھوڑے تھوڑے واقف ہوئے اور پندرہ بیس فیصد زمیندار پلانٹ پروٹیکشن کرتے ہیں تو آپ نے سبسڈی ہٹا دی ، میرا مطلب مرکزی حکومت سے ہے - ابھی لوگوں میں پلانٹ پروٹیکشن کا پورا احساس پیدا نہیں ہوا تھا کہ سبسڈی ختم کر دی گئی ہے - جس وجہ سے اس کی قیمتیں دگنی ہو گئی ہیں - اور میرے خیال میں اس کا بڑا برا اثر ہوگا - دوسری بات یہ ہے کہ سی ای سی جو کپاس خریدتا ہے پھر اس کو باہر بیچتا ہے ، وہ زمیندار سے کروڑوں روپے کما رہا ہے - آپ ایک طرف تو مڈل مین کو ہٹانا چاہتے ہیں اور دوسری طرف حکومت خود مڈل مین بنی ہوئی ہے - گورنمنٹ جو کروڑوں روپے کما رہی ہے وہ زمینداروں کو سبسڈی کے طور پر واپس دے دے -

جناب گورنر : میرے خیال میں اس پر کچھ ہو رہا ہے - آپ کو بھی تھوڑا بہت اس کا علم ہے - امام صاحب بھی کچھ کر رہے ہیں - ہر فورم میں وہ ہوتا ہے - اس مسئلے پر میں تھوڑا بہت آپ کے ساتھ ہوں -

مسٹر لیاقت علی ملک : ٹھیک ہے جی - شکریہ -

نواب زادہ مظفر علی خان (چیئرمین ضلع کونسل - گجرات) : میں جناب وزیر زراعت سے سوال کرتا ہوں کہ آیا یہ بات ان کے علم میں ہے کہ گزشتہ تین فصلوں سے راولپنڈی ڈویژن میں ایک خاص قسم کی سنڈی حملہ آور ہو رہی ہے اور جب موسم کی شدت ہوتی ہے تو وہ خود بخود ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد وہ پھر سر نکال لیتی ہے - اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو پھر اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر زراعت : میرے میں علم نہیں ۔ اگر کسی خاص فصل کی نشان دہی کریں تو میں فوراً پوچھوں گا ۔

جناب گورنر : یہ گجرات کے علاقے میں ہے یا پوٹھوہار کے اوپر ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : راولپنڈی ، کیمبل پور ، راولپنڈی ڈویژن میں ہے ۔

سیکرٹری محکمہ زراعت : یہ اٹک سے شروع ہوتی ہے ۔ پچھلے سال بھی یہ ہوا تھا ۔ انہیں معلوم ہے کہ ہم نے سو فیصد ڈسٹنگ کرا دی تھی مشکل یہ ہے کہ وہ سنڈی ڈسٹ میں چھپ جاتی ہے ۔ اس کا علاج یہ ہے کہ سارا علاقہ ٹریٹ کیا جائے ۔ مگر کسان اس پر کچھ کرنے کو بالکل تیار نہیں ۔

جناب گورنر : انہیں کیا کرنا چاہیے ؟

سیکرٹری زراعت : ان کی اپنی زمین میں ہوتی ہے ۔ اس کو ٹریٹ کریں ڈسٹنگ کرائیں ۔ چیئرمین صاحب کو پتا ہے ، میں نے سارے علاقے میں ڈسٹنگ کرا دی تھی ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : سوال کا جواب تو اصولی طور پر مل گیا ہے ۔ لیکن زمیندار اپنے طور پر یہ نہیں کر سکتا ۔ اگر ایک کھیت میں ہوگا ۔ دوسرے میں نہیں ہوگا ۔ پورے ڈویژن میں ہے اور یہ بڑی خطرناک سنڈی ہے ۔ یہ تو محکمہ خود کرے ۔

جناب گورنر : میں وہی پوچھنے لگا تھا کہ اس کا ایکسٹینٹ (پھیلاؤ) کیا ہے ؟

سیکرٹری زراعت : ایکسٹینٹ اس کا کچھ نہیں ۔ اگر یہ ہل چلا دیں تو پھر بھی کچھ نہیں ہے ۔ جہاں وہ سنڈی چھپی ہوتی ہے وہاں کچھ بھی نہیں کرتے ۔ جتنا علاقہ ہے ۔ شروع اوپر سے ہی ہوتا ہے ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : اس میں ہل چلانا ہے تو پھر وہی کہا جائے وہ بھی جان دار چیز ہے ۔

سیکرٹری محکمہ زراعت : آپ اس کا کچھ تو کریں - آپ کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے -

نواب زادہ مظفر علی خان : جناب والا ! نہایت معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ جب وہ فصل پر حملہ کر دیتی ہے - پھر اس پر ہم ہل چلا دیں !

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (چیئرمین ضلع کونسل - اٹک) : یہ سارے ضلع میں ہے ریوڑ کی طرح پھرتی ہے - سب کچھ کھا رہی ہے - جن زمینداروں کے پاس پیسے ہیں وہ دے کر ڈسٹنگ کروا لیتے ہیں - غریب نہیں کرا سکتے - مونگ پھلی کی کاشت بہت زیادہ ہے - اس لحاظ سے وہ سارا نقصان ہو رہا ہے - ساری فصل ضائع ہو جائے گی -

جناب گورنر : ہم اس میں دیکھ سکتے ہیں -

وزیر زراعت : یہ بہت بڑی تعداد میں آتی ہے جس کھیت میں آتی ہے اس کی ہر چیز کو کھا کر برابر کر دیتی ہے اس لیے اس کا نام ''آرمی ورم'' یا ''لشکری سنڈی'' ہے - ابھی جو بیج منگوانے کی بات ہو رہی تھی ، تو یہ غیر ملکی بیج کے ذریعے ہمارے ملک میں آ کر پھیلا ہے - جب تک ہمہ وقتی کنٹرول نہیں ہوگا - اس پر قابو پانا بہت مشکل ہے - جیسے میرے فاضل دوست کہہ رہے تھے - اس کھیت میں یا اس کھیت میں سپرے کرنے سے کچھ نہیں ہوگا - یہ ایریا کورنگ سے ہوگا -

جناب گورنر : اس کے پھیلاؤ کو دیکھ لیں - آپ ٹیم بھیجیں - اس کے بعد دیکھیں - اگر پورے پر کرنا ہے تو کر لیں - اگر موبلائزیشن کرنی ہے اور زمینداروں سے مدد لینی ہے تو ہم پھر اپیل کریں گے -

حاجی محمد اکرم (سیکرٹری لوکل باڈیز) : یہ پچھلے سال مئی میں کہا گیا تھا -

جناب گورنر : میں نے عرض کر دیا ہے کہ I will come back to you آپ کچھ فرمانا چاہتے تھے ؟

ملک امان اللہ خان (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) : جناب صدر میں آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی سے سوال کرنا چاہتا ہوں آیا یہ جناب کے علم میں ہے کہ انڈس ریور پر چشمہ بیراج ۔۔۔

جناب گورنر : آپ اونچی آواز میں بولیں ۔

ملک امان اللہ خان : جناب والا ! مجھے وارننگ ملی ہے کہ میں آہستہ بولوں ۔

جناب گورنر : ایسی تو کوئی بات نہیں ہے اب آپ کی باری ہے آپ کڑک کر بولیں اگر آپ نے برا مانا ہے تو میں معافی مانگتا ہوں ۔

ملک امان اللہ خان : جناب والا! ہم میانوالی کے لوگ جھگڑتے نہیں لڑتے ہیں اور جب ہم لڑتے ہیں تو پھر جنازے نکلتے ہیں ۔ میری عرض یہ ہے کہ دریائے سندھ پر آپ نے چشمہ بیراج بنایا ہے ، ہزاروں ایکڑ اراضی کو لیا گیا ۔ کچھ لوگوں کو زمین مل گئی ہے کچھ در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں ۔ یہ تو ریونیو کا مسئلہ ہے اور میں اس طرف نہیں جاتا ۔ لیکن جناب والا چشمہ کی وجہ سے دریا کا رخ اس طرف ہو گیا ہے وہاں بیسیوں دیہات ہیں ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہمارے ضلع کا یہ بڑا قصبہ ہے بڑا شہر ہے جیسا کہ پہلے میں ایک غیر متعلقہ وزیر قدرتی وسائل جنرل فرمان علی خان کو بھی لے گیا تھا ان کو بھی بتایا تھا کہ پپلاں ایک شہر ہے یہ بہت بڑا ریلوے اسٹیشن ہے سڑک بھی ہے ۔ شہر سے 20/10 قدم کا فاصلہ رہ گیا ہے ۔ دریا نے تین میل چھوڑ کر اس طرف کا رخ کر لیا ہے ۔ اس کی زد میں بیسیوں دیہات آتے ہیں ۔ براہ کرم اس سلسلے میں کوئی بند باندھا جائے ۔ وگرنہ اربوں روپے کا نقصان ہوگا ۔ بقول علامہ اقبال :۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تربیلہ بند بنا سکتے ہیں ۔ بیراج بنا سکتے ہیں ۔ مظفر گڑھ ۔ اور ملتان والے سعودی عرب میں منتقل ہو سکتے ہیں لیکن ہم میانوالی کے لوگ بہت پسماندہ ہیں ۔ ہم سعودی عرب میں منتقل نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمارا ان سے

کوئی ایسا تعلق نہیں ہے ۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ انڈس ریور سے تھل کینال نکلتی ہے ۔ میں من وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑوں گا ۔ میں صرف یہی کہوں گا کہ اس خلا کو پر کرنے کے لیے 70 لاکھ روپے دے دیے جائیں ۔ وہاں ایکس ای این اور اوورسیر ڈیرہ جمائے بیٹھے ہیں ۔ پانی نہروں میں نہیں دیا جاتا ۔ جو دیا جاتا ہے وہ انچوں میں دیا جاتا ہے ۔ جس کی وجہ سے پانی کی کمی مظفر گڑھ اور لیہ کی طرف ہو جاتی ہے اس سلسلے میں کچھ کیا جائے ۔

وزیر آبپاشی : میں ستمبر کے مہینے میں دورے پر آؤں گا ۔ آپ سے بھی ملاقات ہوگی آپ مجھے وہاں موقع پر نشان دہی کریں ۔ اگر فی الحال ہو سکتا ہو تو فی الحال ہو جائے گا اگر مرحلے وار کرنا ہوا تو اس طرح کر دیا جائے گا ۔

ملک امان اللہ خان : جناب والا ! واپڈا والوں سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے بیراج بنایا ہے آپ بند بنانے کے سلسلے میں پیسے لگائیں ۔ تاکہ کوئی بند بنایا جا سکے ریلوے والوں کو کہا جاتا ہے کہ آپ اس میں پیسے لگائیں ۔ یا اریگشن والے پیسے لگائیں میری یہ استدعا ہے کہ اس پر بند بنایا جائے تاکہ ہم لوگ اس سے محفوظ ہو سکیں ۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ہم برباد ہو جائیں گے ۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ہم کیا کریں اور کہاں جائیں ۔ یہ مسئلہ ہم لوگوں کے لیے بہت سنگین ہو گیا ہے ۔

وزیر آبپاشی : آپ کہیں نہ جائیں ۔ اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں ۔ کیونکہ ابھی دریائے سندھ پر نہ تو کوئی بند باندھا گیا ہے اور نہ ہی باندھا جا سکتا ہے ۔ خدا سے ہم سب لوگ دعا کریں کہ دریائے سندھ وہیں رہے جہاں ہے ۔ اور جیسے ہی موسم سازگار ہوا ، ضرور کچھ کریں گے ۔ اس سٹیج پر جبکہ سات لاکھ کیوبک فٹ پانی چل رہا ہے میں اسے کیسے روک لوں ۔

ملک امان اللہ خان : جناب یہ تو اے ۔ سی کے کمروں میں بیٹھتے ہیں انہیں کیا پتا ہے ۔

جناب گورنر : نہیں ایسا نہیں ہے۔ انہوں نے اس کو discuss کیا ہے ۔

وزیر آبپاشی : یہ بالکل ٹھیک ہے کہ دریا ان کے شہر کی طرف آ رہا ہے لیکن وہاں کوئی سکیم نہیں بن سکتی ۔ بیلاں اور اوپر سے لے کر ان کے شہر تک کوئی سکیم نہیں بن سکتی ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) : جناب صدر ! ضلع جھنگ کی لالیاں روڈ دریائے سندھ سے اثر انداز ہو رہی ہے ۔ آج سے تین سال قبل درخواست کی تھی کہ صوبائی حکومت river action کو کنٹرول کرنے کے لیے spur بنائے ۔ ہماری درخواست نندی پور ہیڈ ورکس میں examine ہوئی ۔ eventually پچھلے سال اس پر کام شروع ہوا ۔ چونکہ یہ محسوس کیا گیا کہ اگر وہاں spur نہ بنا تو آگے جو پل آتا ہے اس کو خطرہ لاحق ہوگا ۔ اس شروع سال میں فنڈز الاٹ ہونے اور اس کا کام فروری میں شروع ہوا ۔ earth work شروع ہوا لیکن early rains سے وہ بہہ گیا ۔ اس پر 30/20 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں جو ضائع ہو گئے ۔ ہم نے ڈویژنل سطح پر محکمہ آبپاشی والوں سے جب دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم نے turret کھودی ہیں ان کو نقصان نہیں ہوا ۔ لیکن اس علاقے کے لوگوں کو تشویش ہے ۔ کیونکہ ہم نے بڑی جدوجہد سے اس رقم کو allocate کرایا تھا ۔ اس علاقے کے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ 30،25 لاکھ روپے ضائع ہو گئے ہیں ۔

جناب گورنر : کیا یہ sanctioned scheme تھی ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین : جی ہاں sanctioned scheme تھی جو earth work ہو رہا تھا وہ ٹھیک ٹھاک طریقے سے ہو رہا تھا معمولی سی بارشوں سے وہ بہہ گیا ہے ۔ وزیر موصوف سے استدعا ہے کہ وہ اس معاملے میں توجہ دیں اور اس کی انکوائری کرائیں کہ آیا وہ کام ضائع ہوا ہے یا اس کی حقیقت کیا ہے ۔

The Governor : Have you got any idea about it ?

سیکرٹری آبپاشی : جناب والا ! یہ کون سا کام ہے ۔ میں اسے سمجھ نہیں سکا ۔

محترمہ بیگم سیدہ عابدہ حسین : جناب والا ! جھنگ لالیاں روڈ دریائے چناب پر ریواز برج کے قریب river action control کرنے کے لیے آپ کا ایک spur بن رہا ہے ۔

جناب گورنر : اگر تو یہ منظور شدہ سکیم ہے اور یہ بہنے کا حادثہ ہو گیا ہے تو
(If there is any danger, we can assure you we will start afresh.)
ہم اسے پھر سے شروع کریں گے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

سیکرٹری آبپاشی : جناب والا ! وہاں loop کو station کرنے کے لیے اور کنٹرول کرنے کے لیے ایک spur بننا تھا ایک turret بنی تھی ۔ turret پہلے بنی تھی ۔ اس کے ساتھ ایک پرانی دریا کی گزر گاہ تھی جسے بند کرنا تھا ۔ سردیوں میں اسے بند کر دیا گیا اور turret کو کھول دیا گیا ۔ turret چل گئی اور فلڈ وے ڈویلپ ہو گئی ۔ تو جو مقصد بند کرنے کا تھا وہ حاصل ہو چکا ہے ۔ اب جو آنے والا موسم ہے اس میں spur بن جائے گا اور وہ spur اس کا مستقل حل ہوگا ۔

جناب گورنر : شکریہ ۔ اس کو آپ re-examine کر لیں ۔ اس کی inspection کرا لیں ۔ اگر اس نے کام کر دیا ہے ، وہ نہیں بننا ہے ، جو کچھ ہے اس کو explain کر دیں ۔ اگر تو چیز بنتے بنتے بہہ گئی ہے then this can be re-examined.

سیکرٹری آبپاشی : جناب والا ! یہ چیز مکمل ہو گئی ہے ۔

جناب گورنر : آپ کہہ رہے ہیں کہ پچھلے چار پانچ سال سے یہ پرابلم ہے ۔

جناب ریلیف کمشنر : جی ہاں ۔ پچھلے چار پانچ سال سے یہ پرابلم ہے ۔

جناب گورنر : آپ کا یہ جائزہ ہے کہ پہلے کچھ نہیں ہو سکا۔

جناب ریلیف کمشنر : جناب والا ۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ اوپر ضلع اٹک سے لے کر ڈیرہ غازی خان تک کئی جگہ پر کٹاؤ رہا ہے ۔

جناب گورنر : اگر ہمارا شہر آ جاتا ہے تو اس کا آپ کیا کریں گے؟ یہی کہیں گے کہ کچھ نہیں ہو سکتا ۔

جناب ریلیف کمشنر : جناب والا ! میرے خیال میں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر : میرے خیال میں آپ کا جواب ہوگیا ہے ۔ اب
Now, can the technical side of this be examined ?

Relief Commissioner : Yes Sir, this can be examined.

The Governor ; When ?

Relief Commissioner : We can start with it. It is a question of direction.

جناب گورنر : آپ اس نظام کو جا کر دیکھیں ۔ آپ انہیں وہ ٹاؤن کی جگہ دکھائیں ۔ اس کو ان کے اندر include کریں ۔ اور پھر ایک بڑا موٹا سا جائزہ دیں ۔ اس کے بعد آپ detail میں چلے جائیے گا ۔

جناب ریلیف کمشنر : جناب والا ! ٹھیک ہے ۔ میں وہاں ماہرین بھیجوں گا ۔

The Governor : Such as necessary.

پہلے ہم دیکھ لیں کہ بات کیا ہے ۔ وہاں شہر بستے بھی ہیں یا نہیں ۔ اگر وہاں شہر بستے ہیں پھر ہم اس کا کچھ کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔ اگر نہیں کر سکتے تو کیوں نہیں کر سکتے ۔ مجھے ذرا وہ جائزہ دیجئے ۔ میں اسے خود دیکھوں گا اصل میں آپ اسے سکیم میں شامل کر لیں ۔

ایک معزز ممبر : جناب والا ! میرے علاقے میں مانسہرہ کے قریب

تقریباً دو میل کا علاقہ ہے جو آدھا میل چوڑا ہے جہاں ہمارا پمپنگ سٹیشن بھی ہے وہ بھی جا رہا ہے -

The Governor : O.K. I think your question is complete now.

جناب ریلیف کمشنر : جناب والا ! جہاں کا یہ ذکر کر رہے ہیں اس کے قریب دوسری طرف ڈیرہ اسمعیل خان میں کافی منڈی ہو رہی ہے - spur بن رہے ہیں - اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ ادھر کیا اثر ہوتا ہے -

جناب گورنر : بالکل اسی طرح سے .We will see to it

ملک امان اللہ : جناب والا ! میں جناب وزیر زراعت سے نخود کے بیج کے بارے میں پوچھوں گا کہ اس کے لیے کیا بندوبست کیا گیا ہے جب کہ بجائی میں ایک مہینہ رہ گیا ہے -

جناب گورنر : آپ چنے کی بات کر رہے ہیں ؟

ملک امان اللہ : جی ہاں -

وزیر زراعت : جناب والا ! جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ چنے کے بیج کے لیے جو کچھ حکومت کے پاس ہوتا تھا وہ مل جاتا تھا - اس کے متعلق ہم پہلی دفعہ پروگرام بنا رہے ہیں جیسے صدر مجلس نے فرمایا کہ کالے چنے ہم کھانے کے لیے تیار نہیں ہیں - تو کالے چنوں کا بیج موجود ہے جو ہم دے سکتے ہیں ورنہ یہی بیماری والے بیج ہیں اگر آپ استعمال کرنا چاہیں تو منڈیوں میں موجود ہے - ہم نے نہ بیج لگایا ہے اور نہ سٹاک میں موجود ہے - نہ دنیا میں اس کا بیج مل سکتا ہے - میں نے مرحلہ وار پیداوار کا جو حساب لگایا ہے اس کے مطابق بتایا ہے - ابھی چھوٹے چھوٹے بیج ہیں جنہیں ہم ملٹی پلائی کریں گے - اس پر پچھلی دفعہ آپ نے فارسی کا مصرع پڑھا تھا - میں چونکہ فارسی نہیں جانتا اس لیے اس کا مقصد پوری طرح نہیں سمجھا - تو اس پر کچھ وقت لگے گا لیکن موجودہ صورت تو یہی ہے -

جناب گورنر : چنے میں یا فارسی میں ؟

وزیر زراعت : فارسی میں ۔

ملک امان اللہ : جناب والا ! میں نے فارسی میں ایک فقرہ کہا تھا ''تا تریاق از عراق آوردہ شود'' ۔ جناب والا ! تریاق ایک دوائی ہوتی ہے جو کہ زہر کا مداوا کرتی ہے ۔ ''تا تریاق از عراق آوردہ شود ۔ مار گزیدہ مردہ شود'' اور جب تک وہ دوائی ملے سانپ کا ڈسا اتنے تک مر جائے گا ۔ تو یہی حال ہمارا ہے کہ جب تک آپ بیج مہیا کریں گے بجائی کا وقت نکل جائے گا ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! سانپ کے ڈسے کا دوسرا علاج بھی ہے کہ چاقو سے کاٹ کر اوپر سے خون چوس کر پٹی سے باندھ دیا جائے ۔

چودھری سلطان علی (صدر چیمبر آف ایگریکلچر پنجاب ۔ لاہور) : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے وزیر زراعت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 1971-72ء میں فی ایکڑ کپاس کی کیا پیداوار تھی اور 1981ء میں کیا پیداوار تھی ؟

جناب گورنر : کپاس کا وہ سوال مکمل ہے پہلے آپ اس کا جواب دے دیں ۔

ملک امان اللہ (میانوالی) : جناب والا ! وزیر زراعت صاحب اپریشن کی بات تو جانتے ہیں لیکن سہم کی بات نہیں جانتے ۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے ۔ جہاں تک کالے چنے کا تعلق ہے میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ ہمیں سفید چنا مہیا کریں ۔ سفید چنا جسے آپ کابلی چنا کہتے ہیں امیروں کی خوراک ہے اور یہ پلاؤ میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ ایک اور قسم جسے آپ کالا چنا کہتے ہیں اس سے دال بنتی ہے گھوڑے بھی کھاتے ہیں ۔ مویشی بھی کھاتے ہیں ۔ ونڈے میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ تو آپ ہمیں کالے چنے کی کتنی بوریاں مہیا کریں گے ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! میرے پاس کوئی اعداد و شمار نہیں ہیں کہ میں کتنی بوری دے سکتا ہوں ۔ سٹاک پوزیشن لے کر بتا سکتا ہوں ۔ اگر وزیر خوراک صاحب کچھ بتا سکتے ہیں تو بتا دیں ۔

سیکرٹری خوراک (جناب جی - ایم - پراچہ) : جناب والا ! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ آپ کو علم ہے کہ چنا خشک علاقے کی فصل ہے - پچھلے دو تین سالوں سے ہم لوگوں نے سروے کیا ہے آپ لوگوں کی مدد بھی کی ہے - پچھلے سال ہم نے دس ہزار من بیج اکٹھا کیا تھا - اس سال بھی دس ہزار من بیج آپ کے علاقے کے لیے اکٹھا کیا ہے جو ہم آپ کو دیں گے - میانوالی میں جو آپ کے ٹیلے ہیں وہاں دس بارہ لاکھ ایکڑ زمین پر کاشت ہوتی ہے - سارا پانی اوپر چڑھ گیا ہوا ہے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ چنے اس لیے پیدا نہیں ہو رہے کہ یہ سارا علاقہ آپ کا wet ہوگیا ہے مگر اس کے لیے آپ کو mixed cropping کرنی پڑے گی - اس سال ہم لوگوں نے آپ کے دس لاکھ ایکڑ پر mixed cropping کرائی تھی - اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آپ کی فصل پچھلے سال اچھی تھی اور دوسرے ہم نے آپ کو demonstrate کر دیا ہے اور تقریباً ایک لاکھ روپے خرچ کر کے deep ploughing کرائی ہے - جناب اکبر صاحب گواہ ہیں کہ جہاں deep ploughing کرائی ہے وہاں فصل اچھی ہوئی ہے اس لیے آپ کو deep ploughing کرنی پڑے گی - کم از کم آپ ہل تو چلا لیں - کیونکہ وہ علاقہ اسی طرح پڑا رہتا ہے - اگر آپ ہل چلائیں گے اور اس کی mixed cropping کریں گے تو یقینی طور پر اگلے سال آپ کی فصل revive ہو جائے گی -

جناب گورنر : نیا بیج جو develop ہو رہا ہے اس کی multiplication کس سٹیج پر ہے -

وزیر زراعت : جناب والا ! ابھی ہم نے بہتر بیج بنانا ہے پھر کہیں جا کر basic seed آئے گا - اس کے لیے ہمیں دو ہزار ایکڑ رقبہ چاہیے جو ہم ان سے contract پر لیں گے -

جناب گورنر : یہ آپ بتانا چاہیں گے کہ یہ جو بیج ڈویلپ ہوا ہے یہ کتنی developed varieties سے ہوا ہے اور کہاں سے ہوا ہے ؟

وزیر خوراک (سردار رفیق حیدر خان لغاری) : جناب والا ! زرعی یونیورسٹی کی جو اچھی variety ہے جو آپ نے بھی دیکھی تھی اس کا ہم نے 273 basic seed من اس سال پیدا کیا ہے ۔ یہ ہم اس سال فارم پر لگائیں گے ۔

سیکرٹری خوراک : جناب والا ! جیسے وزیر صاحب نے فرمایا کہ یہ بیج ہم اس سال پیدا کریں گے ۔ یہ کم از کم دو ہزار اقسام تھیں جو ہم نے سکرین کی ہیں ۔ اس میں دس بارہ اور بھی اچھے گرین ہمارے پاس ہیں ۔ نایاب والوں نے ایک بیج کی قسم 235 نکالی ہے ۔ اس سال ہمارے پاس 1655 من بیج ہیں ۔ یہ بھی ہم فارمز پر آگے بڑھائیں گے اور آپ کے ایک حکم کے مطابق ہم نے یہ کیا تھا کہ سب گاؤں میں سروے کیا ۔ حقیقت میں ہمیں 1600 من گرین ملا ہے جو کہ بلیک ہے اور کئی سال سے پڑا ہے ۔ وہ بھی میں نے 1600 من اکٹھا کروایا ہے اور جن زمینداروں کے پاس اپنا بیج ہے وہ خود استعمال کر سکتے ہیں ۔ اس کو بالکل بیماری نہیں پڑتی اور وہ بلیک ہے ۔ پٹواری وجسٹ سے میں نے سروے کروایا ہے اور 16 سو من اکٹھا کروایا ہے ۔

جناب گورنر : اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم انہیں 11 ہزار 6 سو من دے پائیں گے ۔

سیکرٹری خوراک : جناب والا ! ہمارے پاس اس وقت پورے دس ہزار من موجود ہے ۔

جناب گورنر : یہ بھی جمع کریں ۔

سیکرٹری خوراک : جناب والا ! یہ ٹوٹل تقریباً ساڑھے دس ہزار من بنتا ہے ۔

جناب گورنر : 1971-72ء میں کاٹن کا بیج کتنا تھا ؟

وزیر زراعت : جناب والا ! 1971-72ء کا حساب میرے پاس نہیں ہے ۔

چودھری سلطان علی : جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ 81 1980ء میں Yield 301 پاؤنڈ تھا ۔ جب کہ کپاس بہت پیدا ہوئی ۔ کیا میں وزیر موصوف سے دریافت کر سکتا ہوں کہ 1971.72ء میں جب کہ Yield per acre 325 پاؤنڈ تھی ۔ اب دس سال کے بعد پوری investment کرنے کے بعد fertilizers اور Acreage بڑھانے کے بعد اتنی ساری محنت کے باوجود کیا وجہ ہے کہ ہماری پیداوار per acre کم ہے اور یہ بڑھی نہیں ہے ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ چوں کہ ممبر موصوف Federal Advisor Agriculture بھی رہ چکے ہیں ۔ وہ یہاں آ کر بتائیں کیوں ایسا ہوا ہمارے پاس تو صرف پنجاب کی figures ہوتی ہیں اور آپ کے پاس تو پورے پاکستان کی yield ہیں ۔ آپ ذرا یہاں آ کر ہماری مدد کریں اور ہمیں بتائیے ۔ میرے پاس کاٹن yield ہے ۔ Link yield کے statistics میرے پاس موجود نہیں ہیں اور چونکہ Cotton yield پر کوئی سوال نہ کیا گیا تھا ۔ اس لیے میں اس کے ضمنی کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ آپ کو ان تمام عوامل کا پتہ ہے ۔ مہربانی کر کے میری مدد کریں اگر آپ مجھ سے 1948ء کے Agriculture statistics مانگیں وہ تو میرے پاس نہیں ہیں ۔

جناب گورنر : دیکھیں ۔ سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں ۔

سیکرٹری زراعت (جناب عبدالحمید چودھری) : جناب والا ! یہ ایک Dry Cycle ہے ۔ جس میں کپاس کی پیداوار کی تھی ۔ آپ ملاحظہ کریں 1975-76ء میں صرف 8 من فی ایکڑ تھی اور 1976-77ء میں 6.77 من تھی 1977-78ء میں 8.80 پھر 7.77 اور 19.58 اور اس کے بعد 10.65 اور پھر 11 کے قریب ہو گئی ۔ تو گویا پچھلے دو سال میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ Yield per acre بڑھائی جائے ۔ باوجود ان ساری تکالیف کے کہ موسم خراب رہا ۔ wet circle میں ہم آئے ۔ ہم نے اس کو 6 من فی ایکڑ سے 12 من فی ایکڑ تک پہنچا دیا ۔ 50 فیصدی بلکہ سو فیصد yield per acre بڑھ گئی ہے ۔ تو اس سے زیادہ یہ ہم سے کیا چاہتے ہیں ؟ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر :

That is the highest yield ever in the country.

چودھری سلطان علی : جناب والا ! اس میں شک نہیں ہے کہ پچھلے دو سالوں میں پیداوار اچھی ہو رہی ہے - پہلے چار پانچ سال کا جو cycle تھا وہ واقعی موسم کے لحاظ سے بہت برا تھا - کیونکہ جب ہم کپاس بوتے تھے - اس وقت بارش ہوتی تھی - جب پھول نکلتے تھے ، اس وقت بھی بارش ہوتی تھی - لہذا موسم کی وجہ سے کیونکہ Agriculture industry جو ہے یہ Industry without ceiling ہے - تو یہ ہوتا رہتا ہے - لیکن میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ باوجود اس investment کے پیداوار نہیں بڑھ رہی - آیا بیج میں کوئی خرابی ہے - یا metrological conditions ایسی ہیں - دراصل میرے خیال میں یہ ایک بڑی چیز ہے کہ ہم رقبہ تو بڑھاتے جاتے ہیں اور ہماری اپنی fertilizer جو ہے اس کو spread کرتے جاتے ہیں لیکن per acre مناسب in put جو ہمیں ملنی چاہییں وہ نہیں ملتی ہیں - لہذا ہماری yield per acre کم ہو جاتی ہے اگرچہ volume بڑھ گیا ہے - لہذا میں درخواست کروں گا اور وزیر موصوف میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ جو اچھے رقبے ہیں - ان پر ہم concentrate کر کے وہاں yield بڑھائیں - خشک علاقوں میں کم از کم چنا تو بویا جا سکتا ہے -

وزیر زراعت : جناب والا ! میں اس کا جواب دیتا ہوں - یہ ایک بہت بڑا اہم مسئلہ ہے - ایک ضروری in put جو کہ رہ گیا ہے - وہ Pesticide ہے - یہ کپاس کے 15 فیصد رقبہ پر استعمال ہوتا ہے اور اسی Pesticide سے ہی ہمارے ممبر موصوف کا تعلق ہے اور وہ اس سے اچھی طرح واقف ہیں - کہ اس میں کیا کیا عوامل کار فرما ہیں - کیوں کہ کسان ہر چیز کرے اور اس کے باوجود کپاس اتنی نازک فصل ہے کہ ecological balances جب بھی disturb ہوں تو نقصان ہو جاتا ہے - موسم آج کل

ideal ہے ۔ ایک jacet leaf ہے اگر اس پر balance کم ہو جائے تو پانچ فیصد نقصان ہوگا ۔ یا اگر 4 فیصد ہو تو 33 فیصد کپاس کا نقصان ہو جائے گا تو جب موسم میں رطوبت اور گرمی بڑھ جائے گی تو ان چیزوں کا حملہ بڑھ جاتا ہے ۔ جناب والا ! ممبر موصوف کو پتا ہے کہ ہم نے قرضہ کے لیے دروازے کھول دیے ہیں ، کسانوں سے دوائی استعمال کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں کہ قرضے لیجیے ۔ اب تو حکومت بھی اس business سے نکل گئی ہے ۔ کمپنیاں موجود ہیں ، ان سے خریدئیے اور ڈالیے ۔ کمپنیوں سے تین دفعہ درخواست کر چکا ہوں اور وہاں پر ممبر موصوف بھی موجود تھے کہ آپ آئیے ۔ contract کریں ۔ کمپنیاں بنائیے ۔ Area basis پر۔ اب یہ سب سے بڑی بات ہے کہ Pesticide کی input کم ہو رہی ہے ۔ موسم خراب ہے ۔ yield ہوگی لیکن جیسے کہ سیکرٹری صاحب نے ابھی بتایا ہے کہ ہم yield 6 سے 11 تک لے آئے ہیں یہ لوگ ہم سے اور زیادہ کیا چاہتے ہیں ۔

چودھری سلطان علی : جناب والا ! یہ مجھے کل وقت دے دیں یا آج دے دیں تو میں ان بنیادی وجوہات جن کے باعث زراعت آگے نہیں چل رہی پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا ۔

وزیر زراعت : بالکل جناب ۔ یہ درست ہے ۔

سید فخر امام (چیئرمین ضلع کونسل ملتان) : جناب صدر ! کپاس کے بارے میں ایک دو چیزیں کہوں گا ۔ انہوں نے 72-1971ء کی نشاندہی کی ہے یہ ہمارے 34 سال کے عرصہ میں 34 سال کی History میں Best year تھا۔ اور 3.25 من فی ایکڑ جو انہوں نے کہا ہے وہ بالکل صحیح کہا ہے ۔ اس کے بعد ہمارے Worst cycle 75-1974ء ، 76-1975 میں آئے۔ جب کہ ہماری Total production 24 لاکھ bales تک آ گئی ۔ یعنی بالکل نیچے آ گئی ۔ پاکستان کے شروع میں 1947ء میں ہماری production 16 لاکھ bales تھی ۔ 72-1971ء میں یہ 42 لاکھ bales تک چلی گئی ۔ وہ اب پھر

دس سال کے وقفہ کے بعد اس لیول پر آئی ہے تو یہ تھا اس کا ۔ -cumula tive effect ۔ زراعت میں چار اصول ہوتے ہیں ۔ -Land, Labour, Techno logy and Capital ۔ پاکستان کی زراعت کا جو moderenization process ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ کافی حد تک price mechanism کے ساتھ اس کو نہیں کیا گیا تھا Incentivization جو تھی ختم ہو رہی تھی ۔ metrological cycle جو ہے وہ بھی ہماری کپاس کی فصل میں حائل ہے ۔ کیوں کہ ہمارا جو سب سے بڑا crop ہے وہ کپاس ہے ۔ 526 کروڑ کی نشاندہی جو میرے دوست نے کی ہے ، وہ درست ہے ۔ یہ پچھلے سال کپاس کی export کی صرف ایک crop کی ہے اس کے علاوہ 200 کروڑ سے زائد کی yarn export تھی ۔ تقریباً ایک crop سے 2.9 ملین ڈالر کی رقم حاصل ہوتی ہے جو کہ ہماری total export کا تقریباً ایک تہائی ہے جو کہ یہ ایک crop دیتا ہے ۔ اس لیے اس crop کی اہمیت اتنی زیادہ ہے اس کے بارے میں اگر آپ پنجاب کی acreage دیکھیں گے تو پنجاب کے شمالی ایریا (Northren areas) خاص کر ضلع فیصل آباد اور ساہیوال ۔ وہاں سے کپاس کی کاشت year by year کم ہوتی جا رہی ہے ۔ بلکہ کچھ Northren Areas کی اور ملتان کے کچھ حصہ کی production بھی کم ہوتی جا رہی ہے ۔ سندھ 14 لاکھ bales پیدا کر رہا ہے ۔ پنجاب 28 لاکھ bales اور سندھ کی average زیادہ ہے ۔ یہ سب metrological cycle کی وجہ سے ہے ۔ wet cycle بھی اس میں شامل ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ecological changes بھی آ رہے ہیں ۔ تو ہمیں long term دیکھنا ہوگا ۔ جناب والا ! کیلیفورنیا (California) میں ، جہاں سب سے زیادہ -well de veloped system of cotton ہے ، یہاں پر یہ مسئلہ پیش ہوا تھا ۔ چنانچہ وہاں پر وہ one variety cotton پر آ گئے تھے ۔ میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں بھی zoning کرنا ہو گی ۔ اور اگر ہم yield per acre زیادہ چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اس کے لیے comparative costing کرنا ہو گی ۔ inter

crop کی اور A crop کی - جناب والا ! دو فارمولے ہیں جو کہ ہماری Agriculture Price Commission کر رہی ہے - تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کہہ دینا کہ 72-1971ء جتنی پیداوار کیوں نہیں ہے اس کی بہت وجوہات ہیں اور اس کا صحیح answer کمپیوٹر ہی دے سکتا ہے - کہ کتنے فیصد کس وجہ سے ہم deficit ہوئے ہیں - میں یہی کہنا چاہتا تھا -

جناب گورنر : یہ بھی ہے - علاوہ اس کے آپ کو شاید یاد ہوگا - کہ جب ہم یہاں گئے اور وہاں ملتان میں بھی میں نے یہی کہا کہ ہم اس کا طریق کار دیکھیں - وہ بڑا لازمی ہے - in-put اور weather اور دیگر عوامل کو study کریں - لیکن اس کے ساتھ ہی ہماری تھوڑی بہت technique بھی درست ہونی چاہئیے -

جناب خورشید احمد کانجو (نائب چیئرمین پنجاب کسان بورڈ) : جناب والا ! عرض یہ ہے کہ cotton research پر جو کام ہو رہا ہے - اسے فیلڈ میں پہنچانے کے لیے آپ کے پاس Extension Depots ہیں اور ایسے جو field تک پہنچتا ہے وہ ہے Field Assistant اور آج کل Field Assis-tant جو کام کر رہے ہیں اس میں پرائیویٹ ایجنسی اور Pesticide بھی ہے - جو بھی Field Assistant ہے وہ کسی نہ کسی ایجنسی کا ایجنٹ ہے اور Field میں research کا کام لوگوں تک نہیں پہنچ رہا ہے - اس کا جناب والا ! کوئی نہ کوئی آپ بندوبست کریں - شکریہ -

جناب گورنر : آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ایگریکلچر میں ہماری سب سے کمزور چیز extension ہے - سیکرٹری صاحب اس کو دیکھ رہے ہیں اور میں بھی کہتا ہوں کہ اس پر ہمیں بہت کچھ کرنا ہوگا کیونکہ اس میں اوروں کو پڑھانا ہوتا ہے اور motivate کرنا ہوتا ہے - جب خود motivate نہیں ہوں گے تو اوروں کو کیا motivate کریں گے -

جناب خورشید احمد کانجو : جناب والا ! یہ تقریباً ہم نے ہر محکمہ کے متعلق سنا ہے کہ سسٹم خراب ہے ، کرپشن ہے ، میں آپ سے یہ گزارش

کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی انتظامیہ کے اندر ہی محنتی اور ذمہ دار افراد بھی ہیں اور اگر جوہری کی نظر سے دیکھا جائے تو ہیرے ان کو یقیناً مل جائیں گے ۔ آپ ایک ہائی پاور کمیٹی تشکیل دے دیں جو وہیں موقع پر جا کر defaulters کو سزا دے اس سے ذرا خوف پیدا ہو جائے گا ۔

جناب گورنر : یہ بھی کریں گے لیکن میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک دفعہ جب سسٹم ٹھیک ہو جائے گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا ۔

مسٹر خورشید احمد کانجو : جناب والا ! سسٹم کیسے ٹھیک ہوگا ؟ جب کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہوگا تو یہ کیسے ٹھیک ہوگا ؟

جناب گورنر : آپ یہی کہہ رہے ہیں کہ میں دیکھنے کے لیے جاؤں ، دیکھوں ۔ یہ لوگ کیوں نہیں جاتے ؟ سسٹم غلط ہے ورنہ کیا ان کو کسی نے روکا ہوا ہے ۔ چلیں اب چاول کی بات کرتے ہیں گھر کی بات کرتے ہیں ۔

چوہدری ہارون الرشید لھیم (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاراں پنجاب حافظ آباد) **:** جناب والا ! میں نے کچھ زراعت کے متعلق اور کچھ آب پاشی کے متعلق عرض کرنا ہے ۔ میری درخواست ہے کہ یہ میری گزارشات لکھتے جائیں اور اکٹھا جواب دے دیں ۔

جناب گورنر : نوٹ کر لیں ۔

چوہدری ہارون الرشید لھیم : سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چاول کا سب سے بڑا گھر لاہور ڈویژن ہے ۔ لیکن دن بدن جھاڑ کم ہوتی جا رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زمینوں کے اندر متواتر پانی اور مونجی لگنے کی وجہ سے جپسم ختم ہوگئی ہے ۔ میں جناب وزیر زراعت صاحب سے اور جناب چیئرمین صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ جپسم کا بہاؤ زیادہ کر دیا جائے ۔

اس کے علاوہ جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چھوٹے کاشت کاروں کو بھی سب سیڈی دی جائے ۔ اس طرح ان کو شوق پیدا ہوگا اور زمین کی زرخیزی میں بھی اضافہ ہوگا ۔ مزید گزارش ہے کہ چاول

کو کیڑا لگنے کا وقت پہنچ گیا ہے اور جناب نے سپرے تو کروانا ہے اسے ابھی کروا دیا جائے اس میں دیر نہیں ہونی چاہیے تاکہ اس طرح کیڑے زیادہ انڈے نہ دے سکیں ۔ سیکرٹری زراعت بھی تشریف فرما ہیں وہ میری ان دونوں باتوں سے اتفاق کریں گے ۔ تیسرے نمبر پر میری گزارش یہ ہے کہ دوائیاں جو محکمہ زراعت کی جانب سے تقسیم کی جاتی ہیں وہ براہ راست کاشت کاروں کو دی جائیں ۔ موجودہ نظام کے مطابق دوائیاں پہلے اسسٹنٹوں کو دی جاتی ہیں جس وجہ سے ہیرا پھیری کا امکان ہو جاتا ہے ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس دفعہ یہ براہ راست کاشت کاروں کو دی جانی چاہئیں اور کاشت کار جو اسے زہر سمجھ کر لے جائے گا وہ تو اسے غلط طور پر استعمال نہیں کرے گا اول تو اس کو طریقہ ہی نہیں آئے گا کہ زراعت کے علاوہ اس سے کیا کام لیا جائے ۔ یہ صرف محکمہ کے ملازمین ہی کرتے ہیں ۔ چوتھے نمبر پر میں وزیر زراعت سے یہ گزارش کرونگا کہ انہوں نے بیجوں کے متعلق ذکر کیا ہے ۔ ہمارے کاشت کاروں کا سب سے زیادہ انحصار بیلوں پر ہے اور دیہاتی جانوروں پر بھی ہوتا ہے ۔ اس لیے ان کے چارے کے متعلق بھی کوشش کی جائے کہ انہیں صحیح چارہ مل سکے ۔ صحیح چارہ نہ ملنے کی وجہ سے جانور اچھی طرح سے پل نہیں رہے لہذا یہ گزارش کروں گا کہ یہ کوشش بھی کی جائے کہ اچھے چارے کے بیج کاشت کاروں کو میسر آ سکیں ۔

جناب گورنر : صرف چارہ یا اینیمل فیڈ ؟

چوہدری ہارون الرشید تھہیم : دونوں ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اداروں کے نام بڑے مشکل ہیں ، مشن بڑا اچھا ہے جیسے کواپریٹو کا مشن ، لیکن اس کا نام آسان رکھا جائے ۔ اور عام دیہاتیوں کو سدھارنے کے لیے نام اس قسم کا چھوٹا سا ہو کہ لوگ جوق در جوق اس کی طرف توجہ کریں کالعدم سیاسی پارٹی نے نام لے کر لوگوں کو اپنی طرف راغب کر لیا ۔ اس قسم کا کوئی آسان سا نام رکھیں جو دلکش ہو ۔

اور زمیندار اور کاشت کار ، مزارع ، سب اس میں شامل ہو جائیں - اس کے بعد جناب والا ! میں آب پاشی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں - پہلے میں آپ کو ایک چھوٹا سا جواز پیش کروں گا کہ میں نے گوجرانوالہ میں آب پاشی کی خرابیوں سے متعلق آگاہ کیا تھا اور اس کا ایک ہی علاج ہے کہ محکمہ آب پاشی کے افسران ، انجینئرز فیلڈ میں دورے کریں ، کسانوں کے ساتھ مل کر اجلاس کریں اور ان کے مسائل حل کریں - اسی کے متعلق میں جناب سیکرٹری زراعت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ، بڑا شور مچا ہوا ہے کہ ہم عوام سے بہت رابطہ قائم کر رہے ہیں - وہ کہاں کہاں گئے ہیں اور کہاں کہاں اجلاس کیے ہیں - جب گورنر صاحب جاتے ہیں وزیر زراعت جاتے ہیں تو ہم ان کو چھ چھ گھنٹے کھپاتے رہتے ہیں - یہ لوگ کیوں نہیں جاتے ؟ اجلاس کیوں نہیں کرتے ؟ چلو مان لیا سیکرٹری صاحب بہت زیادہ مصروف ہوتے ہوں گے چیف انجینئر صاحب ہی چلے جائیں - چلیں چیف انجینئر صاحب نہیں جا سکتے - ایس - ای صاحب چلے جائیں - آپ بتا سکیں گے کہ یہ کہاں کہاں گئے ہیں اور کاشت کاروں کو کبھی اطلاع بھجوائی ہے؟ ایکس - ای - این - ہمارے ساتھ رہتے ہیں وہ بھی رابطہ قائم نہیں کرتے - تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ لوگ تکلیف اٹھائیں - سیکرٹری صاحب جائیں' چیف صاحب جائیں - ایس - ای - صاحب جائیں - متعلقہ ایکس - ای - این - اپنے اپنے ڈویژن کے اندر کوشش کریں تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ سو فیصد ہماری شکایت درست ہو جائے گی -

جناب گورنر : سن لیا ہے آپ نے ؟ کریں گے کچھ ؟

سیکرٹری آب پاشی : جناب والا ! محکمہ کا جو کام ہے وہ یہ ہے کہ اس کے افسران نہروں کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں اور نہروں کی کارکردگی دیکھتے ہیں - اور کینال ایکٹ کے تحت بہت سے کیس ہوتے رہتے ہیں ان کی hearing کرتے ہیں - یہ روایت نہیں رہی کہ دیہاتوں میں دربار لگائے جائیں -

جناب گورنر : چلیں آپ انہیں وہاں بلوا لیا کریں ۔ نہر کے کنارے مسائل حل کر دیا کریں ۔

سیکرٹری آب پاشی : جناب والا ! ان کو اطلاع کر دی جایا کرے گی ۔ پہلے بھی میں نے ہدایت دی ہوئی ہے اب مزید کر دوں گا ۔

جناب گورنر : مگر وہ کہہ رہے ہیں آپ کب آئیں گے ؟ وہ تو آپ کو بھی دعوت دے رہے ہیں ۔

چوھدری ہارون الرشید لاھیم: جناب والا ! میں سارے پنجاب کے انجمن کاشتکاران کا صدر ہوں اور دوسرے صوبوں کا نمائندہ بھی ہوں میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ پنجاب کے اندر کہیں بھی اجلاس بلوائیں ہمارے کاشت کار ان کے پاس حاضر ہو جایا کریں گے ۔

سیکرٹری آب پاشی : جناب والا ! انجینئرز اجلاس کی طرز پر کام نہیں کرتے ۔ میں حقیقت بیان کرتا ہوں جو مسئلے نہروں کے متعلق ہوتے ہیں وہ دیکھتے ہیں ۔ موگے دیکھتے ہیں ۔ اور جو آبپاشی کے متعلق ان کے پاس ریکارڈ ہوتا ہے وہ دیکھتے ہیں ۔

جناب گورنر : وہ دیکھتے تو رہیں کیا وہ سنتے بھی ہیں ؟

سیکرٹری آب پاشی : جناب والا ! جہاں وہ ملاقات کرتے ہیں وہاں وہ سنتے بھی ہیں ۔

جناب گورنر : جب وہ ملتے ہی نہیں تو وہ سنتے کیسے ہیں ۔

I think the point is made.

سیکرٹری آب پاشی : ٹھیک ہے اس پر توجہ دیں گے ۔ اس کو اور زیادہ بہتر کریں گے ۔

جناب گورنر : اگر آپ کا ٹی ۔ اے ' ڈی ۔ اے پاس نہ ہو تو آپ میرے پاس بھیج دیجیئے گا ۔

سیکرٹری آب پاشی : جی ۔ ٹھیک ہے ۔

جناب گورنر : میں وزیر آبپاشی سے کہوں گا کہ آپ سپرے کے متعلق سوچ لیں ۔ کہ وقت آ گیا ہے یا نہیں ۔

وزیر آب پاشی : جناب والا! جہاں تک کپاس کا تعلق ہے ۔ سپرے کا وقت آ گیا ہے اور ہم نے مطلع کر دیا ہے اور جہاں تک چاول کا تعلق ہے یہ مرض وبائی صورت میں نہیں پھیلا ہے ۔ جس کے لیے جنرل کوور یا الارم کی گھنٹی بجائی جائے ۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیئر عابدی : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صاحب سے عرض کروں گی کہ اگر وقت آ گیا ہے اور انہیں کسی چیز سے خطرہ نظر آ رہا ہے ۔ تو granule وغیرہ استعمال کریں ۔ سپرے کا وقت نہیں ہے ۔

جناب گورنر : کیا آپ کے ہاں سکاؤٹنگ ہو رہی ہے ۔

سیکرٹری زراعت : جناب والا ! رائس ایریاز میں اس وقت ہماری ٹیمیں لگی ہوئی ہیں اور ہر تحصیل میں کام کر رہی ہیں ۔

جناب گورنر : آپ ان کی کوآپریشن لے لیں ۔

سیکرٹری زراعت : جناب والا ! میں نے انہیں کہا ہے کہ ہمارا وانڈو اور نارنگ وغیرہ کا ایریا تقریباً دو لاکھ یا اڑھائی لاکھ ایکڑ کا ہے اس میں ہم نے پچھلے سال بھی بڑی کوشش کی تھی مگر کسانوں نے بالکل نہیں کیا تھا ۔ تو جناب والا ! میں نے یہ کہا ہے کہ ساہیوال اور فیصل آباد کے ضلع کو first scouting area decleare کر کے نوٹیفکیشن بنا کر فنانس ڈیپارٹمنٹ کو منظوری کے لیے بھیجا ہوا ہے تاکہ ہم Pesticides مہیا کر دیں اور بعد میں deferred payment پر ان سے پیسے لے لیں ۔

جناب خورشید احمد : جناب صدر ایگریکلچر پالیسی کے متعلق وزیر موصوف نے جو بیان دیا ہے ۔ اس میں ایک اہم مسئلہ ایگریکلچر لیبر کا ہے ہمارے ملک کی بنیادی صنعت زراعت ہے ۔ اس وقت ملک میں دیہی علاقوں

سے لوگ شہروں کی طرف منتقل ہو رہے ہیں ۔ اس کے عوامل یہ نہیں ہیں کہ زمین نہیں ہے یا وہاں روزگار میسر نہیں ہے بلکہ مجبوری کی حالت میں لوگ نقل مکانی کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ تو اس صورت میں ایگریکلچر پالیسی کو effective بنانے کے لیے جو باتیں یہاں پر زیر بحث آئی ہیں ۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہمیں لوگوں کے know-how کو build up کرنا چاہیے ۔ اور اس کے لیے ہمیں اپنا Mass-media مثلاً ریڈیو ، ٹیلویژن اور اخبارات کو استعمال کرنا چاہیے ۔ اور ان کے ذریعہ سے وہ باتیں جو ہمارے سیکرٹری صاحبان اور دوسرے experts جانتے ہیں لوگوں تک پہنچوائی جائیں ۔ تاکہ انہیں پتا ہو کہ انہوں نے اپنی skill کیسے develop کرنی ہے ۔ اور ان مسائل کو کیسے face کرنا ہے دوسری بات یہ ہے کہ گاؤں کے لوگوں کو ایسی تعلیم نہ دی جائے کہ کلرک ہی پیدا ہوں ۔ جناب والا ! پوزیشن یہ ہے کہ گاؤں میں جب لڑکا میٹرک پاس کر جاتا ہے تو وہ نہ وہاں کا رہتا ہے ۔ اور نہ شہر کا رہتا ہے ۔ ضرورت تو یہ ہے کہ وہاں Non-formal education ایسی build up کی جائے کہ لوگ خود اعتمادی کی بنیاد پر روزگار پیدا کر سکیں ۔ اور اپنے روزمرہ کے مسائل کو اچھی طرح سے حل کر سکیں ۔ اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر ہمارے وہ کاشتکار جن کے پاس زمین کی کمی ہے یا زمین نہیں ہے ان کے لیے ایسی ایگریکلچر پالیسی evolve کی جائے ۔ کہ ان کو زمین مہیا ہو ۔ بنیادی سہولتیں مہیا ہوں ۔ تاکہ وہ لوگ مجبوری کی حالت میں شہر کی طرف نہ جائیں ۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں خدا کے فضل سے ایسی عمدہ lands اور اتنی زمین ہونے کے باوجود ہم اس کو پوری طرح سے utilize نہیں کرتے ۔ اور ہماری فی ایکڑ پیداوار اب بھی ترقی یافتہ ممالک سے بہت کم ہے اس کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم صحیح build up-know-how کریں اور اس کے ساتھ ساتھ بجائے یہاں کاریں امپورٹ کرنے کے، ٹریکٹر بنائے جائیں ۔ ٹیوب ویل چلائے جائیں ۔

ٹیوب ویل manufacture کئے جائیں جن کے پلانٹ گاؤں میں اور غیر آباد علاقوں میں لگائے جائیں - اور ان کو حکومت کی طرف سے incentive دیا جائے۔ تاکہ ہم اپنے ملک میں خود کفیل ہوں - وہ لوگ جن کے پاس بے شمار زمینیں ہیں - کئی تو ایسے landlords ہیں جن کو پتا ہی نہیں کہ ان کے پاس کتنی زمین ہے - اور کہاں سے کہاں تک ہے ان پر آپ ایگریکلچر ٹیکس لگائیں تاکہ وہ رقم عیش و عشرت کی بجائے اس زمین پر خرچ ہو جو بے کار ہے - اور وہ زمین آباد ہو اور مزارعین کے کام آ سکے - شکریہ - (نعرہ ہائے تحسین)

جناب گورنر : شیخ غلام حسین - راولپنڈی -

شیخ غلام حسین (راولپنڈی) : جناب والا ! میرے بزرگ بریگیڈیر کے پاس دو تین محکمے ہیں - اس لیے مجھے ان سب پر باری باری آنا پڑے گا - سب سے پہلے میں اپنی کارپوریشن کے بارے میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آج سے ڈیڑھ دو ماہ پیشتر ٹاؤن ہال میں ایک میٹنگ ہوئی تھی اور وہاں میں نے جناب کی خدمت میں اپنی کارپوریشن کی منڈی کی زمین کے بارے میں عرض کیا تھا -

جناب گورنر : نہیں جناب - یہ سوال منڈی کے بارے میں نہیں ہے -

شیخ غلام حسین : جی - میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اسی کا ایک ضمنی سوال ہے - جناب منسٹر نے کمال مہربانی کی اور آپ کے حکم پر وہ راولپنڈی تشریف لے گئے - انہوں نے معائنہ کیا - اب ان سے جو بات ہوئی ہے اس سے پتا چلا ہے کہ جناب نے اس کے بارے میں کچھ ہدایات دینی ہیں - اگر جناب کے علم میں ہو تو حکم کر دیں -

جناب گورنر : یہ Individual problem ہے اور یہاں کا problem نہیں ہے -

شیخ غلام حسین : ٹھیک ہے - جناب والا ! تو میں عرض کرتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے ایک گھنٹہ کے قریب اپنی تقریر کی ہے - اس میں بڑا

سواد تھا ۔ بڑے اچھے الفاظ تھے اور اس میں بڑی معلومات تھیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بریگیڈیر صاحب کے وزیر بننے سے پہلے کے تمام واقعات ہیں ۔ ان کو تو وزیر بنے ہوئے آج پورے تین ماہ ہوئے ہیں ۔ تو ظاہر ہے کہ جس شخص کے پاس دو یا تین وزارتیں ہوں اور وہ اتنا کچھ پتا سکے تو ظاہر ہے کہ یہ دو تین ماہ میں تو نہیں ہو سکتا ۔ وہ تو کہتے ہیں کہ میں اتنا مصروف ہوتا ہوں کہ میں تو ڈاک بھی نہیں دیکھ سکتا ۔ اگر ان کے آنے سے پہلے کوئی خرابی پیدا ہوئی ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان پر اس کی ذمہ داری نہیں ڈالی جا سکتی ۔ ابھی ایک دو سوالات ایسے آئے ہیں کہ ان کا جواب بالکل موجود تھا ۔ مگر مشکل یہ ہے کہ بریگیڈیر صاحب اپنے سیکرٹری صاحبان کی طرف پیٹھ کرکے کھڑے ہو گئے ہیں اور بجائے ان کے جواب دینے کے انہوں نے خود جواب دینے کی کوشش کی اور جہاں انہوں نے کوشش کی وہ مسئلہ حل نہیں ہوا اور جہاں سیکرٹری صاحبان سے معلومات لی گئیں ۔ ان میں مناسب تجاویز تھیں اور معقول باتیں بھی تھیں ۔

جناب گورنر : آپ سوال کریں ۔

شیخ غلام حسین : جی ۔ جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں ۔ ہاؤس کے سامنے جو بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر ہمارے وزراء حضرات اپنے دفتروں سے باہر جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہے اور سارا ہاؤس یہ محسوس کر رہا ہے کہ ہمارے وزراء اپنے دفتروں کی بجائے اگر باہر جا کر کام کریں تو ہمارے بے شمار مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ اگر دفتری رپورٹیں ہی پیش کرنی ہیں وہ تو ہمارے سیکرٹری صاحبان بہت اچھی طرح سے پیش کر رہے تھے ۔ تو میں اس ضمن میں عرض کروں گا کہ ہمارے وزراء صاحبان باہر جا کر اپنا زیادہ وقت دیں اور مسائل سنیں اور حل کریں ۔

جناب والا ! ایک اور اہم بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ایگریکلچر وزارت میں جو ٹیوب ویل یا ایسی مشینری جس میں سب مدی شامل تھی اس کے بارے میں میرے پاس ایک شکایت یہ ہے ۔ مثلاً ایک آدمی کے لیے 12 ہزار روپے کا ڈیزل انجن منظور ہوا اور اس کے اندر اگر 6 ہزار روپے

کی سب سڈی تھی اس سے نہ تو انجن خریدا گیا اور نہ ہی وہ انجن آج لگا ہوا ہے اور صرف سپلائی کرنے والی فرم کے ساتھ مل کر ہی وہ 6 ہزار ختم ہو گیا ۔ اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ جتنی مشینری ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نے سب سیڈی پر دی ہے ۔ اس کی ایک انکوائری کمیٹی بنائی جائے اور اس کی لسٹ مہیا کی جائے اور وہ کمیٹی یہ انکوائری کرے کہ مثال کے طور پر اگر کاغذات میں 600 ڈیزل انجن کاشتکاروں کو دیے ہیں تو کیا موقع پر وہ 500 انجن موجود بھی ہیں ۔ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق اس کے اندر بے حد بددیانتی ہوئی ہے ۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی : دیکھیے یہ تو انہوں نے بڑی عجیب بات کہی ہے کہ ڈیزل انجن موقع پر موجود نہیں ہوتے ۔ جناب والا ! ڈیزل انجن تو موقع پر موجود ہوتے ہیں ۔ ان کو باقاعدہ inspect کیا جاتا ہے ۔ اب تو کونسلر بھی جا کر دیکھتے ہیں ۔ دیکھیے ہم ذمہ دار لوگ نہ ہو کس کارروائی کرتے ہیں اور نہ کرنے دیتے ہیں ۔ ہم کاشتکار اس معاملے میں بہت conscious ہیں ۔

شیخ غلام حسین : میری گزارش یہ ہے کہ میری مراد آپ سے نہیں ہے بلکہ میں اپنے محکمے کی بات کر رہا ہوں ۔ تو اس لیے میری درخواست ہے کہ محکمانہ طور پر اس کی چیکنگ کی جائے کہ کیا واقعی ایسی کوئی شکایت ہے ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ محکمہ انہار کے متعلق چار ہزار 17 ملین ہمیں 12 سال میں خرچ کرنا ہے اور 118 ملین ہم نے خرچ کیا ہے ۔ اس کی تفصیل چاہیے کہ ایک سال میں خرچ کیا ہے یا دو سال میں خرچ کیا ہے یا چھ ماہ میں خرچ کیا ہے ۔ اس کے متعلق آپ نے کوئی ارشاد نہیں فرمایا کہ 118 ملین کتنے عرصہ میں خرچ ہوا ہے ۔ اگر چار ہزار ملین ہم نے 12 سالوں میں خرچ کرنا ہے تو کیا اس کے متعلق آپ بتا سکتے ہیں جس سے ہم اندازہ کر سکیں کہ واقعی ہماری پراگریس ٹھیک ہے ۔ ہمارا جو طریقہ کار ہے اس کو اور تیز کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ محکمہ انہار سے متعلق ہے ۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی : کیا یہ محکمہ زراعت سے متعلق ہے ۔

شیخ غلام حسین : جناب والا ! دو چیزیں میں نے نوٹ کروائی تھیں ایک وہ مشینری جس پر حکومت پنجاب نے محکمہ زراعت کو Subsidy دی ہے اس کی انکوائری کی جائے اور پتا کیا جائے کہ محکمہ نے اس کے اندر کوئی گڑ بڑ تو نہیں کی ۔

جناب گورنر : کوئی اور سوال ؟

شیخ غلام حسین : اور سوال تو ہیں ۔ چار ہزار اٹھارہ ملین کے بارے میں عرض کیا ہے اگر اس کے متعلق بتا دیں تو میں کوئی اور بات کر سکوں گا ۔

وزیر زراعت : وقت کی کمی کی وجہ سے میں اس کا جواب نہ دے سکا ۔ سال 1978.79ء اور 1980.81ء میں یعنی دو سال میں 118.8 ملین خرچ کئے ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تقریباً 60 ملین سالانہ خرچ ہوا ۔ اگر رفتار یہ رہی تو 10 سال میں 600 ملین خرچ ہو جائیں گے ۔ جس کے نتیجہ میں ہم اس سے بڑھ جائیں گے ۔

شیخ غلام حسین : کل کتنا خرچ کرنا ہے ۔

وزیر زراعت : آئندہ گورنمنٹ کی پالیسی ٹیکسیشن کی کیا ہو ۔ لیبر ویجز کتنے بڑھ جائیں گے وہ ہم نے ابھی تک کمپیوٹرائز نہیں کئے ہیں ۔

ایک آواز : نماز قضا ہو رہی ۔

شیخ غلام حسین : بعد میں جنرل ڈسکشن کر لیں گے ۔

اناؤنسر : خواتین و حضرات اب وقفہ نماز ہے اس کے بعد کیفیٹریا میں سب لوگ چائے نوش فرمائیں گے ۔ یہ وقفہ چائے اور نماز کا پانچ بجے تک جاری رہے گا ۔ اس کے بعد سبجیکٹ کمیٹیوں کی میٹنگ ہوگی اور جو وفود ہیں وہ گورنر صاحب سے ملاقات کریں گے کل اجلاس صبح ساڑھے آٹھ بجے ہوگا ۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 24 اگست 1981ء بوقت ساڑھے 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی کر دی گئی ۔)